

اجباب تو ہمال ہوں اور سخن چین شیر چشم تیرہ درون زرد و سو کر لبانہ سبز
 بیگانہ پانچمال ازل سخن اور نخلنذران مضامین تو کو کہن اس مجھو لکھ لکھ پوچ کو جو اپنی عطر
 عز قبول سے معطر فرمائیں تو تعجب کیا ہے گلوں نے بزم چین میں خار کو اپنی پہلو میں
 پٹھایا ہے اور جو ہنر پروران تازک خیال ہل و ہنر صاحب فضل و کمال اس اجزا
 پریشان کو دیکھ کر نہ بفر کریمانہ چین چین نہ ہوں تو کچھ دور نہیں کہ سہو تھا خضائے بیشہ ہے
 دانستہ کوئی قصور نہیں اس خوش نصیب سخن از ارباب سخن نے مضامین نفیس
 کو عبارت سلیس میں تسلیم نہ کیا ہے عروس طرز قدیم کے واسطے لباس رنگین
 جدید پسند کیا ہے بشرطیکہ اہل زمانہ ہی مان لیں اچھا نہیں تو برا بھی نہ کہیں اور جو کہ
 اس نشات میں الفاظ عربی و فارسی کا استعمال اکثر ہے اس میں یہ ہے کہ مبتدیان کو
 وقت ترجمہ کے آسانی ہو اسکی نزادت سے میسر کاروائی ہو اور منہی رنگینی مضامین
 و فقرات و نشین سے دل شاد کریں یہ کہہ کر فقر متوقف کو دعائے خیر سے یاد کریں۔

قطعہ

بہار پر رہے فصل خزان کے دور رہے

ابھی کی ہے جو مشتاق نگل افشانی

مدام دست جھائے جہان سے دور رہی

ظفیل سرور اہل زمین و چرنج برین

جو قطعہ تاریخ اختتام مرے پیارے دوست سید ممتاز علی طالب علم مدرسہ بہادر پور کا کتاب کیا
 تیار ہے لکھا ہے ذیل میں شبیے۔

قطعہ تاریخ

افضال سے جسے ہوئی طومر شوق

کس منہ سے کروں شکر خداوند جہان کا

بے ختم کی تاریخ ریاض دل مشتاق

ممتاز اگر سال مسیحی کوئی پوچھے

دیدنی ہے میرا احوال کہ میں ہوں مضطر
چشمِ رنیت بکشاؤ گے من اندازِ نظر

عہدِ دولتِ تین پہنیکہ میں شاعرِ شہور
سن ہجری کا وہ ہواد، موزوں پر نور
سالِ تاریخی کا انچہا رہی ہر جگہ نور
آ کے جنت سے ہوں گلچیں کی گلزارِ نور

دی نہ اہلِ حق عیبی نے یہ باغِ لہرِ شاد
کہ اب بسینِ گل پر سے نکل باغِ میراد

مختصر اب یہ مطلق ہو دنا کر اور پر
اور ہے حکمِ خدا واسطہٴ غیب
کیونکہ اسدم ہے تو مشتاقِ نہایت مضطر
ایسی حالت میں دعا ہوتی ہے مقبول اکثر

کیا تعجب ہے جو ہو جاوے یہ مقبولِ کلام
باہرِ ادبِ اوردیہ کر عرضِ عشاقِ انام

جتنے اعدا ہیں نصیحتِ نبوتِ شہرِ خج
لفی، ریا قوتِ زودیم سے مہو ہو گنج
ہو نصیب اتنے برس تکو خوشی دور ہو گنج
اور مشتاق رہے پیشِ نظرِ رحمتِ رنج

منزلتِ نیرِ تیری درگاہ ہو افلاک کی طرح
اور پامال ہوں بدخواہ تیرے خاک کی طرح

اعتذارِ مولف

الحمد للہ کہ سن ایک ہزار تین سو تین ہجری شعبان المعظم یومِ جمعہ کو ہنوز ہمارا جامِ مادہ بہارِ باغ
سے سے پرستانِ بزمِ حینِ تروماع ہے اور جوانانِ گلشنِ نسیم صبح کی بدولت
باغِ باغ کہ تریشِ سکنابِ حذرِ لقیۃ الکثر سے فراغت پائی تنہا کے ولی برائی یارب
پس چہستانِ سخن کے گلشت میں رنگ و بو لے گلہائے الفاظ و معانی سے

عرض میری اپنی یہ پاؤں شہر حسن قبول

میرا کیا منہ ہے کہ جس منہ گردن اوسکے صفت
اوسکے اکرام کی پہلی ہر جو سب میں شہرت
اور مداح ہو مدوح کہ ہوں ہم نسبت
کیا عجب اپنی ہی سہجے سہاری کلفت

بر ملا اپنا عیان راز نہانے کیجے
اور بھی ایک رقم مطلع نہانے کیجے

حسن آیا ہے یہاں عشق جنون ڈرا کر لئے
ماہ کو دافع ملا صورت زیبا کے لئے
دیکھا بازار کو یوسف نے زلیخا کر لئے
ہاتھ موہنے نے جلایا بد بھیا کے لئے

جسے جس وقت کے تمام ازل نے بانٹے
اوج و اقبال دیا تمکو گلون کو کاسے

دنکو خورشید دیا منہ شب ملید کو دیا
آب گوہر کو گوہر دامن دریا کو دیا
نور کعبہ کو دیا کھلیں کو دیا
جو دو انصاف تہمین زینت دنیا کو دیا

ہاتھ حشر کو منہ مدح سرائی کے لئے
ہم کو تمام ازل نے دم تقسیم دے

تا کجا شرح گردن میں تیرے اوصاف مگر
حاتم طائی کاٹے ہو گیا سارا دفتر
مثل خورشید جہان تاب میں روشن سپے
اوڑھی کسرا نے تیرے اگر کفن کی چاؤ

عدلی و انصاف میں اکرام و عطا میں اسدم
مثل نوشیروان تیرا ہے نہ مہر حاتم

مرتب عالم کل صاحب اوج و اقبال
مکلف ہو گیا جو کچھ تھا اس حقیر کا مال
عرض سینے ہی کیا پیش حضور اپنا حال
کیا لکھوں اور زیادہ میری صورت و جمال

حسن اخلاق میں اخلاق حسنہ کی ہر سر	حسن میں ماہِ حسیہ و دہم سے بہتر
عدل و انصاف میں سے متبعِ عدل عمر	جو بد بخشش کے لئے نخلِ سخاوت کا شجر

اگر اوصافِ شجاعیت کے کروان اوجھڑ کر تم
گور بھرام بنے گور میں کانپے رستم

غیر ممکن ہو کہ اوس کے مقابل اعدا	انظر ہے دشمن کے لئے تیر تنہا
اوس کے شمشیرِ عدو و سوز کا بھی ہے نقشہ	اپنے ہمسر کو دکھائی ہے عدم کا رستا

دشت میں چشمِ غصبت جو اشارہ ہو جائے
شیرِ آہو بنے اور آہو چکا را ہو جائے

عہد میں اوس کے مقرر یہ ہوا ہے انداز	شیرِ بکر کا بھیان ہو کبوتر کا باز
شیخ کی یہی دوسرے زبان ہو وے دراز	کھالے گلا گیر اوسے الیا کہ نہ نکلے آواز

دیکھا صیاد کا شاکی نہ کہی بایل کو
گلابچین کا سنا ہے نکلے گل کو

ہا دپا اسپہ بچہ ہوا سکا تو بادلِ جرفیل	یہ سبک سیرِ رواں میں وہ طاقتِ یقین
یہ ہے صورتیں پرچم وہ قامتِ چینیل	خوش ہو یہ وضع میں وہ اپنی طرہیں ہر جمیل

تا بمبلی طول سخن کیجئے قصہ کو تاہ
برقِ خشنودہ اوسے کہئے اسرارِ سیاہ

مالکِ سیند و آذر گنگین صاحبِ صدر	مرجمِ زخمِ سنانِ ستم و خیرِ عذر
فلکِ حسن پہ ہے ہنگامِ قمرِ غیرتِ بدر	قدر دانِ قدر شناس اور خود عالی قدر

عالمِ باعمل و متبعِ شرع ر سولِ مجدد

قول بادور ہو میرا تو زور ہے اعداؤ	غور سے دیکھیں سخن سنج اس سربادل شاؤ
جس قدر ہو سکے اس امنین قدغن کجھر	نام کو دوسرے پیرایہ میں روشن کیجے
لقب نایب پیغمبر اللہ و حبانی	صنم ہو جو وقت کہ باسحہ امام ثانی
نام نامی جو ہے مثل کرم سجانی	اس طریقے سے ہو روشن زرہ آسانی
اللہ العجاہ حسن و عجیب جاہ و جلال	حاشے دین تین بائے بدعات و خلال
رفع ظلمات شب کفر کو ہر پیر کمال	صلح اسلام کی تنویر کو خورشید مثال
حسنی ہن تو ہین اخلاق ہی احسن سار	خود وہ بخشندین ہا متحد آئین جو اونگو تارے
عقل قل جنگی ہلاتا تھا صدا کہوارہ	اوکنی اولاد میں ہن یہ ہی خدا کر پارے
جبریل کہتے ہین مانہ اسرار طریق نبوی	ہے وہ پورے گل گلزار طریق نبوی
ہے وہ دریائے تقدم لبشر کا اک جام	سبر و شاداسب ہوا جس سے ریا حق سلام
بیون نہ ہم سمجھیں اور مزہج ہر خاص عام	حسکی ویدار سے بجاتی ہین ناکام کو کام
صورتہ ابر کرم فیض ہے کیسان اوسکا	دور و نزدیک سے بمنون ہر انسان اوسکا

	منزلوں دو درجے سے وان فصل خزان کا لشکر حال ابھی سے ہے جو انان چین کا ابتر	
راست سے تو ہم کل ہی میں گل لایق دیند اور اس باغ سخن سے مجھ کو یہ امید	ورنہ کلاشت چین فصل خزان میں ہے بعید دیکھنے والوں کو ہر وقت میں ہے غید	
	گل اشعار کہاں اور گل باغ کہاں کلیف ماہ کہاں لالہ پر داغ کہاں	
یہ وہ گل ہیں کہ نہیں خوف خزان انکو دہ پر وہ داری کہی کرتا ہے کہ ہی پردہ دہ	ہے یہ وہ نقش سخن جس سے ہر صورت میں ہی کوئی اعجاز پہنچا ہر کوئی جادو گر ہی	
	منفر کو اس کے وہی پہنچ کر جا جو دانہ ہے ورنہ نادان کے لئے قصہ و افسانہ ہے	
رہر و راہ طلیق کے لئے نکلتا ہے نور ہر نہار ہے پہنچا ہے کہ ہی پہنچا ہے	عشق یار و نکا حقیقت میں پھر اک لکھا ہے کیا بتاؤں تمہیں یار کہ وہ شے کیا ہے	
	قطب کا فیض ہے یہ اور نہ مراض کا فیض یہ ہے مشتاق فقط سبہ فیاض کا فیض	
پونہا لکھیں نے یہ ہے ہر نہ سچی کسی بوئے مرغان چین شے حقیقت اسکی	دم بخود گل نہیں گل کی ہر زکس کی اوسکا مداح ہے رونق ہر چین میں جسکی	
	یعنی کہ والے بہو پال معلی القاب نام توں متہ یہ ہے کسی نہیں اسکی نقاب	
	ایک کلمہ ہے جس شخص سے رتبہ میں قرار	بدیہ چہ بار لکھوں اوسکی نہ کیوں از یاد

	مدحِ ممدوح سے آراستہ کریہ گلشن	
چشمِ خوبان کو شکا ہے وحرِ پوکتہ ہو جو لکھون بند سسکس کا وہ گلدرتہ ہو		موزون اس بحر میں ماوہ مہرِ غم چسبہ ہو اس خوش اسلوبی سے مہمنون بننا ہو
	آگے اس نظم کے گل برگ خزان ہو جائے وہ صفائی ہو کہ دیکھہ آئینہ پانی ہو جائے	
نقلے ہون جہاں پیش کو المی چشم و چراغ وہ فصاحت ہو کہ سلمان کو ہیں ہر سخن فراغ		دائرہ حرف کے نجائیں بعینہ ایاغ صفحہ تختہ اقطر اس سے بنے تختہ باغ
	ہو سیاہی سے سویا دل جو حُبل اور ہو کلک سے شاخ شجر طور حُبل	
جو سنے بولے معانی مہر ہو جائے سننے بیل میر گلیا گن کو شذر ہو جائے		آگے ہر حرف کے منشدہ گل تر ہو جائے اب جو دیکھے روانی تو کندر ہو جائے
	گل نرگس جھپے بادیدہ حیران دیکھے سنبل الطیب بھی ہو ہو کے پریشان دیکھے	
عینِ افشان ہے نسیم سحری گلشن طعنہ زن نغمہ سرا انکے ہیں ارغن پر		فضل گل میں ہیں جوانانِ چین جو بن پر ختم گو چہر زبانی ہے گلِ سوسن پر
	چارہی دن کی مگر ہے بھیہ بہار گلزار یومِ بیل کی جگہ ہو گئے بجائے گل خار	
زلفِ سنبل ہے پریشان پریشانی ناسے سر ہوتے ہیں مریع چمنستانی		سر وازاد بنائے سرو سامانی سے چشمِ نرگس برقانی ہوئی حیرانی سے

خواہش طبع جو بہر سخن آرائی ہے
پے ادا دیہان روح کلیم آئی ہے

عبر و سان میں پشنتی چھائی ہے
میری جو بات ہے اعجاز سچائی ہے

بات اب کس سے کرے کون فلک سے پردہ مانع
کہ بجز فکر سخن چار افسر سے ہر فراغ

زنگ ہر فقرہ زنجین میں گل زر کا ہے
رابط الفاظ میں عالم گل و شکر کا ہے

لطف معنی سے کہلا عطر یہ عنبر کا ہے
میری باتوں میں مرقا قند مکر کا ہے

ابر نیان ہے میری فکر سخن درِ تہسم
اگلی باتوں کو میں اب جانتا ہوں عظمِ ریم

شاہد ہر فکر لعلی یہ سخن ہے میرا
چمن گل سے ہی بہتر یہ ہے چمن میرا

کہ جو اتلیم سخن ہے وہ وطن ہے میرا
برگِ سون ہے زبان پہول دہن ہے میرا

مح محوج سے میں ہو گیا افلاک نشین
اور عدد و میرے نہام سے ہو لافا کشین

تو سن طبع کو اب بکے نہ جولان کیجے
کیون خیالوں میں طبیعت کو پریشان کیجے

کام درپیش ہے پہلے اوپر مان کیجے
ساتھ لیکر رقتا گلستان کیجے

بحث بلب سے کریں گل کو تماشا دہلا میں
بیٹے کیا کرتے ہیں چل پھر کے کوئی بات نہ

تہا تردد میں کہ حال گل بلب لکھوں
وصف خسار لکھوں قصہ کا کل لکھوں

باکہ کیفی کتبہ وصفت گل لکھوں
یا کہ افسانہ نیرنگ جسز و کل لکھوں

بلغم غیب پکارا کہ نہ دیوا نہ بن

محمد صدیق حسن خالص صاحب بہادر والے بہوپال معہ قصیدہ

بہر عرض نیکو نغالی متعالی مہر سپہر قدروانی و سپہر فیض بخشی و فیض سانی رستم سیرت
رعنا صورت قمر شمال دریا نوال سمفغم و مختشم جناب قطاب فیض آب سلسلہ القاب

لوا ب صاحب بہادر والے بہوپال دام اقبال ہم و ششم کے پہنچاتا ہے

بندہ نواز بہ فقیر دست فلک کج رفتار کی بد دولت لسان گرد باد چکر میں ہے اور باد پیر

گردی و صحرا نوردی مقدر میں زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی ہے اور کہیں کوئی

صورت قیام کی نظر نہیں آتی اگرچہ ساکن اکبر آباد نہیں لیکن اسیر بند علایق و بان

کاہون آزاد نہیں تھوڑی دلوں سے سمجھان ایک جاناخن بند ہے گو نہ خور سجد

لیکن کشتہ خیال داری آمدنی قلیل کو سبق ناداری دیتی ہے اطمینان نہیں روز

کی فکر جان لیتی ہے حضور فیض گنجور کا شہرہ داد و دہش و آوازہ سخاوت

و بخشش اظہر من الشمس عالم عالم جہان جہان ہے آگاہ ہر خور و دکلان ہر کیا عجیب

کہ نظر کیسا اثر سے یہ ذرہ ناچیز بھی رشک خورشید ہو جائے اور کافہ سوال

غیرتہ جام ہمیشہ بدین نظر ایک قصیدہ منسلکہ عرضداشت ہذا کہ

برگ ستبر آتھہ درویش ۴۰ ارسال حضور ہے زیادہ مہارت گستاخی سمجھکر

سلم نے بے تسلیم سر جکایا مطلب نے انجام پایا قصیدہ

رشک سے مصرعہ موزون کچھ کٹے سرچمن

سیر نگزار کو کہا ہے روش نظم سخن

بند کلک دوزبان ہو دوزبان ہو سن

پہول حرفون سی ہون منشدہ میان گلشن

بزم میں آج اگر تو سخن ارتہ ہو جائے

نخلبدان مسائی کو تہا شہ ہو جائے

سرسبز ہو جائے اور مال خاطر غیفہ برطرف کر کہ ذرہ نوازی خورشید تاب
کا کام ہے اور نور افشانی کار ماہ تمام لہذا حسب ایما لے سروش غیب یہ چند
ابیات گوشوارہ گوشس سامعین اور لب پر بالائے دعا لے ترقی دولت
آمین قطعہ تارک

۱۰	کبھی تو کام ہمارا بھی ساقیا تو	۱۰	مے نشا ط کا اشتاق کو بھی جام پلا
۵۰	نگار خانہ دنیا کی سیر کرون	۵۰	مین اہل ہوش سے ہوش مزاج کرون
۳	جوانی کا ہو گیسو پیری مین	۲۰	کہ اند لوغین مین آزاد ہوں سر مین
۲	بہری ہوئی ہے جو بہریم قدر	۵	ہے وقت وہ کہ دعا دیکھو زبا نون
۵	ہنر دکھائے جو ہر دکھائے اپنا	۲	پہر آگے دیکھو مقدر دکھائے کیا
۱	ادب سے افسر علی کی کرنا خوانی	۵	ہے قدر دان وہ مدد و رشک فانی
۲۰	رہے مدام جہان مین وہ خورم و شاد	۲۰	رہیں منت و احسان رہا مام جہا
۱۰	یہی وہ ماہ روشن ہر جس ملک سخن	۱۰	یہی وہ گل ہر گل جس ہر گل گلشن
۳۰	لہو نین ہر جان بخش کا اثر دیکھو	۱۰۰	تلم سے حسرت جو نکلا لگا ثمر دیکھو
۴۰	عجب نہیں عجب وہ اعجاز علوم و ہنر	۲۰	لبان خور نظر انداز ہووے در و ہنر
۳۰	لکھی ہے صنعت تو شیخ مین نظم تمام	۱۰	ایکے سال ترقی کو کرنا ہوں تمام
۱۰۰	قلم کیا سر بد بین تو سال بھی نکلا	۲	پے سر شدہ تعلیم افسر زیا

عرضداشت بجناب فیضیاب فلک انتساب لواب سید

دوسری شادی کی فکر ضرور کرو لیکن میں تو کیا اہل خاندان سے کسی بات بچر
انکار زبان پر نہ آتا ہے اب صاف سنایا ناچار عرضی ہذا بند گا۔ حضور میں ارسال
کر کے امیدوار ہوں کہ اگر بندہ تو ازسی نامبروہ کہ در عین شب دی ثانی ہو کر باصرار مجبور کیا
تو کیا عجیب ہے کہ رو بکار آئے اس کی شادی ہو اور کمترین کو آلام دنیوی سے آزادی
الثالث بالآخر دعائے ترقی دولت حضور میں شب و روز مشغول ہوں مطالبہ ملی
حصول ہوں زیادہ حد ادب آفتاب دولت و اقبال تابان باد۔

عرضداشت معہ قطعہ تاریخ غلط شدن جناب نشی کجہار بلعل

صاحب بہ خلعت اسپر می سر شستہ تعلیم راج الورد و صنعت توشیح

اے عزیز دستم شہباز کر کے ہراز و طاہر خیال کے ہدم ہو خواہ دولت

ہے تو چمک اور پنہول کی مانند ہمک کہ اضافہ منصب رنادر کی تہنیت سرائی کا

زمانہ آیا ہے اور ساقی گل اندام معہ شیشہ و پیانہ آیا مسند سرائی شستہ تعلیم منبع قیص عجم

شمس علم قلم آسمان فراست بحر کرامت مخزن فصاحت معدن بلاغت ہندوستان

ہمدان مونہ بے بدل عالم باعمل اصول شناس منطق اساس دقیقہ رس صبح نقش

مناظرہ غم داغ و ہم ادستاد عروضیان معلّم جزا فیان خوشخو لطیفہ گو سرور عنایہ و انا

یوان عقیل و منہدار جمیل ماہ شمال ستودہ حضال جناب نشی کجہار بلعل صاحب

ادام اللہ فیو منہ میں کہ حکمتی زینت سے شاہان باع کامرانی گل گل لو نہال ہیں اور بدخواہ

ید باطن لبان سبزہ بیگانہ پایمال تو ہی صنعت توشیح میں بطور جدید قطعہ تاریخ رقم کر کے

پیش کر کہ وقت اظہار سخندانہ ہے اور ہنگام قدر دانی کیا عجیب جو فٹ غر قبول ہئی

گرمی پر طبیعت لہراتی ہے تری کو خوشگئی و درکار ہے اور خشکی تری کی طلبگار رحم دلوان
 کے عہد میں دلیری سے کام خراب ہوتا ہے اور ظالموں کے و قہین ظلم پہنا جانکو
 عذاب کہی نگہدستی سے پیش منعم ہاتھ پہلانا گاہ فراخی میں دعویٰ خدائی کا دیہانت
 اعتدال ہر حال میں خوب ہے یہی سبکو مغرب ہے دیکھو ان میں نہ میں بھی جو ناب
 احکم الحاکمین میں مردم شناس با یقین میں او کی مت در دانی اور حضور کی ترقی حکمرانی
 کی مبارکباد جان و دل سے ادا کر کے دست بد عابد گاہ رب العزت ہوں کہ قیام
 ثابت و سیار پروردگار اس انتظام نظم و نسق کو برقرار رکھے مانع اختصار بارگاہ پر نور
 علالت طبع قیصر تہی انشاء اللہ یقین ہے کہ پس فردا شرف ملازمت حاصل کروں
 زیادہ کیا کہوں انتاب دولت تابان و نیز اقبال درخشان رہے۔

عرضداشت از طرف سرسید حسین علی بھٹو جناب فیضما

مہاراجہ صاحب والی کہیں

بعض بند گانہ عالی متعالی فیاض زمان حاکم وقت نوشیروان زمان جناب مہاراجہ بھٹو
 بجا و دام اقبال ہم پہنچاتا ہے گذارش یہ ہے کہ بندہ زاد محمد رضا نگوار قدیم
 سرکار دولتدار کے طفل شیرخوار اور زوجہ اطاعت گزار کی حادثہ انتقال سے
 علاوہ نکالیف امور است خانہ داری کے اسقدر رنج و لال ہو کہ وہ نیم بسمل حاضر
 حضور ہے اور یہ اضعاف العباد ہے مرگ حلال ہو اعدائے قضا و قدر سے
 بندہ ناچار ہے مشیت ایزدی میں کس کا اختیار ہے ہر پند سچایا کہ جہان گذار
 اس کے کارخانہ میں بے سرو سامانی کا نام سرو سامان ہے غم و الم دور کر دیتی ہے

اقبالش گردگار نی	حاکم فرمود دلنوازی	برستند فتری نشند	واجب علی فوجدار گشتند
و تیکہ شنید زین دل	گفتا کہ ابو و غزیر دل	شہور جاچ و شہوای	تاریخ نہ تہنیت سرایم
و سوا پس واکر لولاز	مشاق این شعر بیان کن	فرخ زان فوجدار	آباد نظام فوجدار

و لہ

ہر وقت یہ دعا ہے و اسے عکس ہماری	دی اس سے المصاعف رتبہ جنت باری
افضل ایزدی سحر حاکم کی پرورش سے	تحقیق داری بین ہی ہی واہ و اتمہاری
آئندہ ہی رہیں خوش حکام اور احب	ہوئے نصیب اعدائے لیل اور خوار می
سال ترقی کا پڑہ مشاق ابو مصرع	فرخندہ آپکو ہو یہ آج فوجدار می

سبار کیا وی ترقی منصب شاہ شیخ واجد علی صفا فوجدار ریالور لہجہ روانی
 حضور فرض گنجو جب فرمایش عبدالرحیم خان نائب ہمانہ وار

پہا اور پور پور پور

ریاگی بخیر غنی ہواے فروردین است	مے نوش کہ وقت باورہ خوردن نیست
فضلی است کہ آشیان مرغان چین	از کثرت گل چون شبد گلچین است
انقلاب گردش گردون میں فائدہ ضرور ہے	اذا او سکی اوراک نکات کما نیغنی میں
ہمارے ہی فہم کا تصور ہر آنکی تاریکی سے	جب دل گہیرا ہے تو دکنی روشنی
دیکھنے کو جی چاہتا ہے اور جب روز کی تکالیف سے	پیرا ہوتے ہیں رات آنکی
خواستگاہ ہوتی ہیں آیام گرما میں موسم سرما کی یاد آتی ہے	اور شدت سردی میں

مدحت پیر الیکین بھرباست۔ مجھ میں نہیں آتی ہے کہ زمانہ ماضی کو حال پر پہنچے کیونکہ حالی
 ہے جب کیا یہ بات تھی جواب نہیں ہے وہی مہر و ماہ میں زمین و آسمان ہر
 رستم سے معرکہ رزم میں پہننے کس روز منہ موڑا ہے جو اسکی تعریف جو انگریز
 کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا ہے اور حاتم نے کیا دیا ہے جو اوصاف سخا میں اتنا غلو کیا کہ
 عدل نوشیروان کو کیوں سراہتی میں کیا کوئی مقدمہ رو بکا رہے جسکی داد چاہتی ہیں
 صرف اتنی بات کہنا چاہئے کہ ڈکودن رات کو رات کہنا چاہئے وہ باتیں
 جو ایام مختلف میں جدا جدا تھیں اب زمانہ نے پلٹا کہا یا کوآن واحد میں ایک جامع کردین
 دیدہ و ردیکہ ہیں جو دیکھنا گوارا ہے اور اہل منبش چین جو ستر کایا رہے اثبات دعوی
 کسی دلیل طریقہ نظم و نسق ملک داری والے ریاست الورد ام اللہ ملک بقرقان قیل
 ہے کہ جو شعر و خید العصر مکتا لے زمان ہے ۴ جہان میں اسکا اب ثانی کہاں ہر
 ارشاد بدعتا تبرک سبحیدہ و انتظام برگزیدہ وزیر مع التویر خوش اساس مردم شناس
 مکام احلاق محاسن اشفاق شعر مکتا لے روزگار رستو نظیر ہے اسکند زماں کا بی بی ہر
 کہ جسکی قدر دانی نے اہل لیاقت کو اپنی مرتبہ اعلیٰ پر پہنچایا تو اتنا غلو تالیق نہا شاق
 گوڑ و لبیدہ بیان ہے الا وسعت میدان سخن کا پایاں کہاں ہے در نیولا جو سنا
 سعید میں جناب ستطاب برگزیدہ بارگاہ لم زلی شیخ واجد علی صاحب دامن اقبالہ
 سید عدالت فوجداری پر اجلال فرمایا طبیعت باغ باغ ہوئی تار بچ جلوں کا
 دل میں خیال آیا قلم بار بار گل کہلاتا ہے صفحہ قرطاس پر خوشی سے پہولا نہیں سنا
 آخر کار مضمون مبارک دیکھو پانہر خبر کیا جب دم لیا و ہوا نکلا۔

الحمد ربہ و الجلال	والشکر لہ فی الازال	چشم کیمیا صبح بیا	این قرودہ صبا میں سنا
--------------------	---------------------	-------------------	-----------------------

ایک ادنیٰ بات ہے اور ویسے ہی امیر کبیر قدردانِ علم و ہنر و ادگستر مہر پروردگار
 مخدوم الانام مرجع خاص و عام اسطوئے وقت فلاطون زمان ہر سپہر قدردانی
 و سپہر مہر شفیق بخشی و فیض سالی جناب مستطاب پر ایم منشیر ایم اے دیوان سیر رام صاحب
 وام اقبالہ جہد تن مصنف مشہور دین و رستے تہذیب اخلاق سے مالوف ہیں جنہوں
 نے تمام ریاست کے انتظام کو آئینہ تبادیا دو کو دو پائے کر دکھایا خاص ششم
 تعلیم کی بنیاد پر توجہ اس قدر ہے کہ جو احاطہ تحریر سے باہر ہے چنانچہ اس عجائبات التمتین
 در رسہ بہادر پور کو کہ وسطی درجہ کا ہے خود ملاحظہ فرمایا اور طلبہ مدرسہ کو کتب بطور
 انعام تقسیم کیں کہ جسکی سبب سے ان کے شوق و چہرہ ہوئے اور نہایت خورندہ ہوئی
 پس یہ وقت ہے کہ ہم خداوندِ حقیقی کی طرف سے دو نون ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا مانگیں کہ یا اے
 ہمہ واسے ملک معہ اراکین ریاست ابداً باؤنک قائم و برقرار رہے آمین
 تم آمین۔

زمرہ پر وازی قلم خستہ رقم کی تہنیت ترقی منصب شیخ
 واحد علی صاحب قویدار ریاست الورین معہ قطعات تاریخ

ریاستی جمشید کا جام یادگار اند ہے	اینا بھی کلام یادگار اند ہے
عدل و انصاف وجود فیکی و بدی	جس کا ہے جو کام یادگار اند ہے

آئین نظام عالم میں روز ازل سے یہ امر قرار پایا ہے اور اہل تحقیق نے بدلائل
 و براہین یوں ارشاد نہ پایا ہے کہ اس جنتان دنیا میں اکثر مرغان خوش الحان
 ایام فصل بہار میں نغمہ سزا ہوتے ہیں اور سخن سرا بیان زمرہ سنج اپنی اپنی اہل زمانہ

حضور عالیہ سے خطاب نجم ہند آیا
لکھو مشتاق اب اس کی تلو ہے لایق

ملک بولے نشر پائے نشر پائے نشر پائے
مبارک ہو خطاب اسٹار آف انڈیا فائین

مدحت سر اجنباب فلک رگاب مدوح داحم اقبالہ وقت رونق

بہ قضیہ بجا در پور

ظاہر ہے کہ زمین کی خوبصورتی میوہ اور خوشبو کے درخت اور آب و ہوا کی
کی ہر اور آفتاب و روتے ہے اور آسمان کی زیبائش چاند اور ستاروں کے ملک کی
اور آبادی عدل و انصاف سے ہوتی ہے اور انسان کی منزلت علم اور شکر
اور صاف سے سوار اس زمانہ میں باقیال شاہنشاہ قیصر ہند جناب ملکہ اعظمہ دامت
سب پہونی بڑی آسائش سے زندگی بسر کرتی ہیں اور خود سرخون سے
ڈرتے ہیں علم کی ترقی روز بروز زیادہ ہے ہر شخص کمال کے حاصل کرنے پر
آمادہ ہے اگرچہ اسکی پیروی اور ریاستوں میں بھی رواج ہے لیکن اس میں
اول نمبر لوزکاراج ہے کیونکہ والے ریاست جناب فیضاب محلہ القاب پور کا
متر متثال دریا لوال خداوند نعمت سر حضور بہادر دامت ملکہ جنگو اس زمانہ کا بکرماجی ہے
توروا ہے اور اسکندر وقت سمجھو تو زیبا ہے اس طرف بدل متوجہ ہیں کہ ہر ایک
ملت کو آزاد چلی ہے اور ہر ایک مذہب کے انسان کی طبیعت بحقیقت علوم کی پست و اعلیٰ
محصول علم و ہنر پر اس درجہ شوق دلایا کہ چوٹی چوٹی گالون تک میں مدرسہ جاری فرمایا
کم سن طلبہ کا امتحان خود لیتے ہیں اور انکی دل بڑانے کے لئے بڑے بڑے
الغام دیتے ہیں یہ قدر والی کہ جب کا نتیجہ رعایا کے حق میں اب حیات ہے

سپار کیا و تحنیت ہنگام عطا لے خطاب ستارہ ہند حضور جناب قیصر ہند وستان و ام اقبال لے سے معہ قطعہ تاریخ

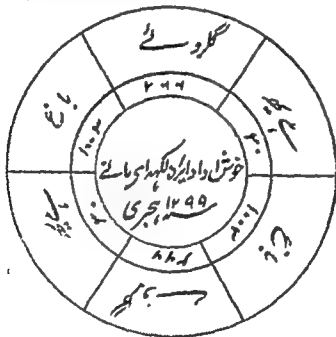
بعض من بندگان عالی متعالی فیاض زمان فیض بخش فیض رسان حجاہ کیوان بارگاہ جناب عالی
سہر بخضر بہادر دام اقبالہ باستماع شکبہ التواب تحنیت فتنہ عطا لے خطاب
قلوب ہوا خواہان ترقی جاہ و دولت اور دلحا لے تمام رعایا و خلقت گل گل شکفتہ
ہو کر خوشی سے جامہ میں پہن لی نہ سہا لے اور چین چین بلبان خوش الحان لے
نغمہ سرا لے کے راگ گائے مشتاق مکمل خوار قطعہ تاریخ کہاکر جہت نذرندگان حضور
ابلاغ کرتا ہے اور بزم نشاط کو ان پہولون سے باغ باغ بشرطیکہ غرض قبولیت
ہے شرف پائین جہت نظارہ نظارگیان مشہور ہو جائیں زیادہ ادب آفتاب
دولت اقبال روز افزاین باد۔

چھائی سے ہدم جو میری معجز بیانی ہے کہ ابر فیض سے جسکے ہر گلزار جہان تازہ شفقت کیا معونت کیا عنایت کیا تحنیت کیا چنانچہ حضرت سرمد مدوح ہو اے الہدین شرایا جاہ کیوان مستنیر ہیں ماہ سیما ہیں جسے کہتے ہیں گردِ خالص نکاح آستانہ ہے وہ منظور نگاہ قیصر ہند وستان اب ہیں	کچھ ساری قیصر ہند وستان کی تدریسی ہیں رخ ہند وستان کو جو جبکا بنگیا غارہ جو کچھ ہے عام ہے سب تر لطف کیا مرقو کیا سخن فہم و سخندان میں سخن میج و سخنور میں قمر مثال میں خورشید سیرت میں اعلیٰ میں یہہ چیز ہفتمین بزم طبر کا شایا ہے کہ چرخ ہند کے سچ پوچھو ہے تو کو کب ہیں
--	---

ولہ

<p>پیدا سری کنورجی بہراج کو ہوئی ہین صورتین خوبصورت سیرتین نیک سیرت اقبال او سکا جاکر دولت کنیز او سکی کیونکہ نہ منہ سے نکلی ہر چند داشت ہمکو سبکو سرور اس سے حاصل ہوا چاہنیز اکھنوں نکالور دیکھا آرام زیب خانہ</p>	<p>وجہ فراغ ہے یہ وجہ فراغ ہر یکھ بان مد کا دان ہے یہ بان مد کا دان ہر یکھ عالی دماغ ہے یہ عالی دماغ ہر یکھ اپنا سراغ ہے یہ اپنا سراغ ہر یکھ برکت ایان ہے یہ برکت ایان ہر یکھ چشم و چراغ ہے یہ چشم و چراغ ہر یکھ</p>
--	---

لکھتا ہے دائرہ میں مشتاق سال ہجری



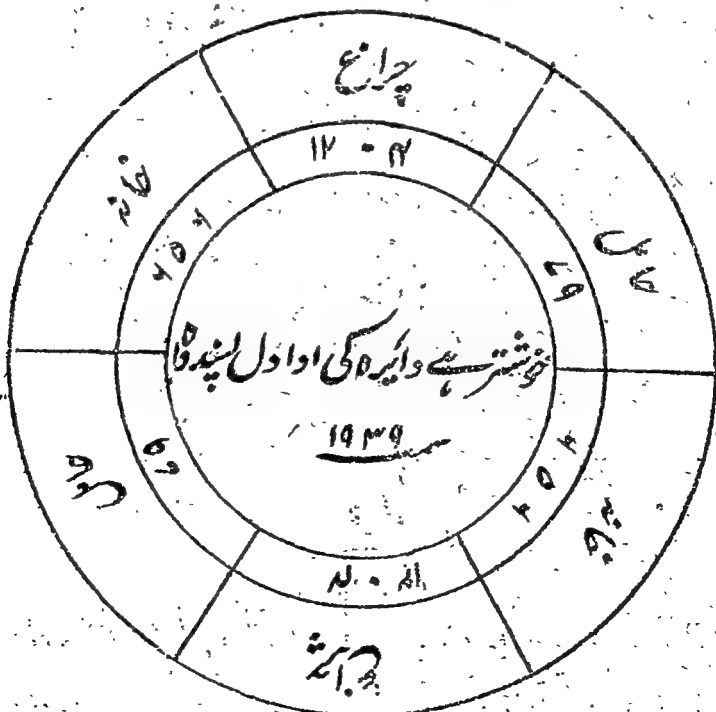
ولہ

<p>پیدا ہوئے ہین حضور بہراج کنوار پاندرضائے خاص دوزات رہین</p>	<p>تاریخ مسیحی کرد مشتاق تہذیب الضایف فیمنی</p>
---	--

ہوا ثابت کہ مہ طے کر چکا اٹلاک کی منزل
 دف مہ کی صد پرست تری کی ہر طبع مائل
 مرا دل ہوئی ہے بلبل خستہ کی جاصل
 مہ کے لے عطر گین در میان دو گونہ حائل
 او ہر رقص روانی اس طرف ہر راگ کی محفل
 کہ وہ مہ اہل عالم کی بین اس جلیہ بین شال
 کہ جسکا شور ہے اس شش بہت میں قہو ہاں
 تنگوار دن میں یہ مداح بھی تو اسکو ہر شال
 بطر ز نور رقم کرسال سمت دید کے قابل

برآورد جب ہوا برج حمل سے زئیر کامل
 بر ختم ساز قاصد فلک ہے چرخ سیوم پر
 بہار آئی سے گلشن میں غزل خوانی کی ہر چہرین
 زمین مہرہ سے دلکش ہر شوقی ہر چرخ رنگین
 چمن میں بر زم گل ہر آسمان پر زم انجم ہے
 گوئی لہنہ سرا ہر زم مہر واز ہے کوئی
 کہ ہر حراج اور کے ٹولہ کی ہر یہ شادی
 نگہ کر تہیت خوان ہو کیو نہ کر تہیت خوان ہو
 ہر مستجاب الدین خان ششاق اب تو بھی

دبیر حرج اگر دائرہ سے یوں پڑے اسکو



سنگہ با شتم کہ بران خاطر خاطر گزرم
 باعث سمع خراشی نہویمچہ طول سخن
 مہر و ماہ و فلک و ثابت و سیار تمام
 دن سے شب شب سے صبح صبح شام تہا
 بدل و جان ہی ایسے دعا مشتاق
 اور جو اسکے عدو ہیں وہ ہمیشہ یارب

لطفاً سیکنی اگر خاکِ درخت تاج سرم
 اب نہا سیکے و عاپریہ قصیدہ ہوا تم
 دورہ قائمہ پر اپنے ہین جیت تک قائم
 وضع پر اپنی اک ایک جدا اور با ہم
 بعد اجنبات زمانہ میں رہے وہ خورم
 طعمہ مرگ ہوں اور لقمہ کارم ار قم

عرضداشت معہ قطعات تاریخ و ولادت سراپا سعادت جناب
 مہاراج کنوار واسلے الورد ام اقبالہ

بعض حق بندگ اللہ تعالیٰ فیاض زمان فیض بخش فیض سیان جم شمع حجاجہ کیوان بارگاہ جیبا
 فیضیاب سر حضور بجا و دام اقبالہ و چشمہ پہونچاتا ہے باستماع لذیذ ولادت سراپا
 سعادت حضور موفور السور و خداوند نعمت آسمان رفعت جناب مستطاب سری مہاراج
 کنوار دام اقبالہ و طول اللہ عمر و دان باغ باغ ہوا حاصل فروع ہوا اہل ثروت لعل و گوہر
 نثار کر نیوالی ہیں اور صاحب مقدرت نذرین پیشکش کر نیوالی سین کترین بندہ مسکین ہجو
 اور ناخپار حسان شاعر یادگار ہے اور کنوار چند قطعات تاریخ و ولادت سلکت
 نظم میں منسلک کر کے ذریعہ عرضداشت ہذا جہت ملاحظہ بندگان حضور از رسال کرتا ہوں
 کیا عجیب ہے کہ نظر کیمیا اثر سے وزہ آفتاب ہو جاوے اور یہ ناکام کام کامیاب آفتاب
 دولت و اقبال تابان اور نیر چراہ و حلال درخشان یاد۔

وہ سخاوت ہے کہ حاتم چچی اسائل جسکا
 ہمہ اوصاف حمیدہ وہ مجموعہ خلق
 متائل پی پاواشیں گناہ عاصی
 مشعل مہر کو ہی لیکو جو ڈھونڈ رہی کوئی
 رائے رایان مہار او سرگی مشکل سنگہ
 بسکہ آوازہ اخلاق کا خلقت میں سمجھو
 وصف میں آگے میں اک اور سناؤں مطلع

وہ شجاعت ہے جسے دیکھ کے کانپو رستم
 ہمہ اخلاق ستودہ ہے وہ خندہ شیم
 اور مضطرب انجیح حلاج صدم
 نہ ملے اوسکا نظم سیر سے لانا عجم
 وارث تاج و تکیں اکب اقلیم و تسلیم
 شہرہ آفاق ہو بخشش میں کریم اکرم
 جس سے ہو مطلع ایر و حسینان بھی تسلیم

مطلع ثانی

جو دو احسان ہے تیرا جو محیط عالم
 استان بوس ہے ہر روز تیرا مہر منیر
 گہس گئی ماہ کی پیشانی تری چو کہٹ پر
 حد امکان سے باہرین سب اوصاف تری
 منصف ہے چہرہ کوئی تجھ سے عیاؤ ابا لند
 الغرض سنے مجھ مشتاق بھی آوازہ فیض
 کیا عجیبے زرہ زرہ نوازی جون مہر
 کیونکہ آیا ہوں بہت گردش افلاک سے تنگ
 خون دل پتیا ہوں درازت سجا پانی
 کتنی ہے دل مضطر کو فقط ایک نظر
 حسب حال اپنے سمجھ کر یہ کلام حسب فضا

ستلیم جہان کا تیرے روبرو حم
 چرخ کو چہرے گدڑتا ہے کھولت کو حتم
 بندگی سے وہ بنائیدائے دام دوم
 جھکر کر سکے تحریر قلم سے وہ کم
 اوسکو دکھلاؤ وہین تیغ دودم راہ عدم
 در دولت تک اب آیا ہے بنا سر کو قدم
 کہی ہو جائے اوہن ہی نگہ لطف و کرم
 بسکہ ہوں فکر معیشت سے گرفتار الم
 عوص اغدیہ کہاتا ہوں ہمیشہ میں غم
 اس طرف بھی کہی اے مایہ جو دابر کرم
 کرتا ہے اپکا علاج بھی اس بحر میں غم

نذر لایا ہے مصرعہ کو قبول اقتدر ہے غرضتہ زیادہ حلاوت اقباب دولہ
اقبال حشمت واجلال مدام تابان درخشان رہے۔

قصیدہ فی المہج جناب فیضیاب سیکرہ رائے رایان
مہار اور اچھ سوئے بنگل سنگھ بہادر دام اقبالہم والی ریاست الور

بند ہو جائیگا بلبل کا گلستان میں دم
رشتہ سے ہوں گے قلم اہل چین ایک مسلم
اوسکا کیا ذکر ہے سبزہ تو ہے اناجھرم
دیکھ کر صا کو ہر شعر پر زگر سے مسلم
زنگ گل بوئے معانی سے اور اجون شبنم
پیش گلزار سخن نیچا ہے گلزار اہم
زلعت سنبل کی سیاہی سے ہے دھرم ہرم
ماہ نے دیکھ کے کہ پایا ہر جہو داغ الم
ہے قصدا و سکی تو دو چار ہی دہن ہم
بزم احباب میں سبزر ہیکہ ہرم
جسکا مدح دل و جان سے ہو سانا عالم
اہل دل اہل دل اہل اہل ہم اہل کرم
واقعہ رمز سخن کا شمع اسرار اہم

کہولتا ہے جو پئے زمزمہ منقار سلم
مدح کرتا ہے جو مدوح کی انجرت خیر
اس قصیدہ میں جوانان چین سے ہے بحث
عیرت سرور ایک مصرعہ جربتہ ہے
رشتہ گل حشر ہین خجلت وہ گلبن شہر
داغ لفظوں سے سوئی دای دل جو کوہی
آج آگے ہے اس بحک پانی پانی
آفتابی ہے حاکم دایرہ حشر ایسا
کیا جے رنگ چین زنگ سخن کے آگے
اور اس سخن اس دہرین تیا لوم قیام
کیونکہ مدوح وہ اپنا ہے الیس دنیا میں
قدردان قدر شناس اور ہے خود عالی قدر
منیع فضیل و ہر جامع محکم و کمال

یہ کام ہمیں بسا دین کا	کیسا ہے مصطفیٰ پیغمبر کا	اس بحر میں نام حب کیا	ظاہر ہی کہ ہے بلند پایا
پرنام ہی لو چہو تم تو کہہ دین	اظہار کر طور سکڑ دین	باطر ز مقدم و مؤخر	مخدوم و محمد اکبر
کہہ تو وہی ہر نام والا	جسے کہ ہر رنگ ہے نکالا	کیسا حیران و خوشیلا	گویا جسم سخن کی جان
مقبول ہو یہ کلام اسکا	مراح ہو خاص و عام اسکا	تم ہی مشیاق کا تار	عش عش کر کر حکم و حکم
ہے عیسوی سن مہر عمر	تاریخ فرام راج الور	بہر سمت یاد و زخم شریب	ہر خوب متین شریب
تاریخ نسبت از سر ارض	سن ہجری کا ایسے بفر	رضوان کا مقبولہ	ایسا گل بدع
۱۲۹۶	۱۲۹۶	۱۲۹۶	۱۲۹۶
ارچہ کر جو پھر ہے دور آیا	اب لکھون چراغ ہر را		

عنداشت معہ قصیدہ بیج ممدوح مشتاق شہرہ آفاق معالی اقبال
خوشنیدر کاغذ پر و شتاب میرا اور اچھ سواری مشکل سنگہ بھیا دور و آریا الور
وام اقبالہ

بجانب فیض آباد پھر سپہر قدردانی و سپہر مہر فیض بخشی و فیض رسائی مجسم حجابہ عالی مرتبت
کیون بارگاہ دام اقبالہ و اجلا الہ پہونچا تا ہے کہ شہر و فیض احام بندہ پروری اور
آوارہ فیض بخشی و داد گسر سنگر میری سرو پا فقیر بے نوا عرضہ دور و دراز سے
سنازل شیب و فراز کے مسافت طے کر کے در دولت تک پہونچا ہے و
اور عرض پیر کہ اگر نظر غریب نوازی بحال عین ہوسایہ واسن دولت نصیب ہو تو
تک خوارون میں داخل ہو کر مع عیال و اطفال دعا کے ترقی دو لتین مشغول ہو
مراد دلی و مقصد قلبی حصول پہونچا رہ وطن آوارہ پیش کش کیا کرے ایک قصیدہ برائے

دُعا ہے اور سُنے سُنے خیال سُنے سُنے اوضلاع مبدعات ہیں اور نئی نئی تالیف و تصنیفات چنانچہ منشی شیخ محمد محمد دوم عالم علوم فہام فنون شاعر جلیل و سیر بے نظیر و عدیل مآثر عروض و قافیہ واقف حالات تاسیخ و تحریفیہ شائق و عدل کامل فن و مستند خبر و از کمالات جبر و مقابله عالم کینا سُنے علم مناظر و اصول پیش نظر فروغ سے باخبر کلام منطقی بر زبان حکمت دان حلیق بے مثال مہذب کمال جوان خوش پوشاک حیات چالاک معنی بنیاد آپسند لطیفہ گو حاضر جواب قیادہ شناس و معتبر خواب مردم شناس ستودہ قیاس صاف بل حلال شکل نے درینو لا ایک کتاب آئینہ مصی بہ مرقع آئینہ ہزار تلاش و جستجو اور لا کھ تھنص و تھکا پوسے بے پایہ سرمایہ اسر بہت و انتظام سے تحریر فرمائی ہے کہ گویشِ ریشہ و صاحبِ روضۃ الصفا سے صدائے احسن گشت سامعین میں آئی سلامت و تناسب لفظی اپنے اپنے موقع پر دست بستہ موجود اور نگار نہ در حمایت معنوی اپنے اپنے قرینہ پر سہر بسجود احوال شش کر جمع کر کے اردو زبان میں عام پسند کیا ہے گویا دریا کو زہ میں بند کیا ہے الحق نسخہ لا جواب ہے اور کتاب انتخاب قطعہ تاسیخ تصنیف جو باعداد سیر و شغبی ذہن نشین ہوا حوالہ قلم ہے اور جیت یا دیگر زمانہ تحت میں رقم +

باقی ہر سہ اہل بکا اور	ہر وقت و اینہی چو	دیکھو کہ جی گہا و کالی	دو چھو پالی پریالی
آیا باران ایر زمست	دل سو و ہواں یک دتر	شیتہ پری جو بند کی ہے	وار و دل و دمنہ کی ہے
بے پردہ کہو وہ خبر میں	جبا کے شکل اپنی دکھلا	گلزار میں چلکے بہر تو بکا	رکین اون سے زیر سایہ خا
صنعت اور ہواؤں ش کی	پیشہ میں تماش کی ہو	مضمون ناول تازہ قرار	جو ہو کج سخن کا غار
ادکار اور ہر ادب میں	الو کا مرقع اسکو دکھلا	بے نصف ہو تو خود کہے	یہ طرہ عجب کسب جان سے

جسکے ذریعہ سے کامیاب ہوئے اور مخرفان طریق طریقت رسوا و خراب غزل

شہزاد احمد میمن جب قلم نے سر جو کیا ہے	غل اوٹھا دیکھو کیا کرسی سے بڑھ کر کھپکا پایا ہے
صفت اوں جتنا لولاک کی طہ و پسین ہے	سہارا جو صلہ ہے جو قلم او سپر اوٹھا پایا ہے
مگر محذور میں مامور میں چاہت کے ہاتھوں سے	کب جسے لق و دق میدان یہہ ہکود دکھایا ہے
اسیر حادثات دہر ہوں تیرا ہی ہوں لیکن	خدا کا اسم محمد سر پر پایا ہے
طفیل آل و اصحاب جناب سید عالم	خداوند از رحم سنگ مشتاق آیا ہے

یار یہ ناچیز و نحیف بدتر از مور ضعیف بھی پائے پل ہو ہے نقالی و سیل
 حوادث شیطانی سے بچ کر مجمع مدحت سرا یاں مدوح خلاق زمین و آسمان پاست
 ایجا و کون و مکان سید المرسلین خاتم النبیین محمد بلا میم لاکلام و محمد محمد دم
 الانام مرجع انبیاء و اونس کا عظام صلوة اللہ علیہ و السلام میں داخل ہوا اور
 زمرہ کفش برداران اہل تقیین میں شامل آتا ہے یہ سیر ہی قابل دید ہے
 کہ آس نگارستان کہن رسال میں صناعات روزگار نے کیسے کیسے ابداع و اختراع
 کی رنگ اسیریاں کر کے نیا کیا قمع جدید بنائے کس کس طرح کے زور دکھائے ہیں کہ
 ارواح مصوران زمانہ ماضی و حال اور نقشہ نگاران خیال پر جسکے تماشے سے حالت
 وجد و حال طاری ہے اور جہت اہل استقبال آرایش استقبال کی تیاری بڑے بڑے
 بمبھرون کا قول ہے کہ اللہ اکبر اتوا اس دور میں بفضل قادر قیوم و طفیل ترقی علوم
 گھر گھر ہر مخن پرداز کا کلام لباس طرز جدید و زیور خیالات عید کی بدولت صاف
 رشک عروس بنائے اور ہر ایک صنف بیاعت گھر سخی اظہار نکات حکمت و نکش
 و قایق حقیقت ہر جالیوس کیونکہ تھنے رنگ بین اور تھنے ڈھنگ تھی نہیں

کلیں گنجینہ کلام زبانِ کلیمان فصحاء زمان ہے کہ نقود منت آلائے نعلائے
منعم حقیقی کو سجد طاقت حلقہ الفاظ و معانی سے سنوار خانہ دل سے جملہ بیان میں
جیت پیشکش اہل روزگار لالی اور مفتاحِ خزینہ بیان کام و دمان سخن
سرایان بلغائی جہان ہے کہ جو اہر شکر و احسان عطیات محسن فاضل کو
تا بحو صد عقل و ادراک علیہ صنایع بدایع سے مزین سر مال بطون و ہم و خیال
عرض شہود و تحریر میں برائے نذر صاحبانِ غز و فتح لائے اسپر ہی جب بغور دیکھا
تو انجامِ ناتمام تھا اور دعائے طالب کام ناکام تاہم باوجود عجز مراتب حمد و ثنا
حق جل و علا ہر زمانہ ماضی و حال میں موجبِ برکات باعثِ حسنات جانتا کہ
ہر ایک اس بحرِ ناپیدِ اکنار سے بیک قطرہ و عجبہ تر زبان ہوا اور ازراہ
رحمت اس کارِ خیر کا حمد و معنادن وہ رب رحمان ہوا پس اگر دستِ خفا
حقیر خشک میر سے دستِ بیاوردی و بقوتِ باز و نقابِ راض شاہر مضمون
ستائش گری تک رسا ہو تو کیا بعید ہے کہ سویدائے مداد و رشکِ لفظ شام
شب قدر و پیاض صفحہ طاس غیرتِ عارض صبحِ روزِ عید نظم و لفظ

سہاسِ نسیمِ اندامِ آسمان	بگو پدھر ہر اک بے زبان و زبان
ہمسایہ سیرِ لوحِ کلکلمِ نوشت	ندامت کہ آن خوب باشد کہ زشت
و اسیکن اسب بہت اند کہ دگار	بفضل و کرم کن مرا دستگار
طاعت نہ پامال و چیر آمد م	بار چہسان بے تیسرا دم

اور تلابیہ درختانہ نجات و صلاح ذکر محمود سرور کائنات ہے اور در زنجیر
کاشانہ خیر و صلاح سلسلہ طریق مغیر موجودات کہ گم گشتگانِ دشتِ ناکامی

و کامرانی تنعم حقیقی کے انعام پر مدت سسری کا وقت ہے اور فکری تاریخ تولد و ولود
 میں رنگین ادائی کا وقت فکری تسلیم کو لال و گلنا چاہیے اور زبان تسلیم کو محض اہل
 سخن میں فکری چلنا چاہیے

اب کیجئے پاس خداوند و جہان
 اریچھ کے پھر ہے ہر سر مھر آیا آسمان
 مانگو دعا کہ ایسے خلاق جسم جان
 یا عرو جاہ و شمت و اقبال کامران
 مان باپ کے وہ سایہ دولت میں ہو جان
 کائناتوں پہ لٹتے رہیں اعدا بد گمان
 خدائے میں یہ لکھ کے بھیج دے رحمت آج

مشتاقی نوں سیرہ نالی عطا ہوا
 پہر جو گیار زمانہ موافق تہارے ساتھ
 مسجد میں چلے شکر کے سج کر ادا کرو
 زندہ جہان میں صد دسی سال و سکو کچھ
 مان باپ و سکو دیکھ کے خرم بدام ہوں
 گلنائے عیش سے ہوں بیا خیاب نو ہال
 تاریخی نام کی بھی اگر فکری ہے تہیں

ردا گئی چو چہک میں بوجہ مسافت طویل کے ڈھیل ہوئی اور نقد کا بھو انا مناسب بنانا
 انشاء اللہ انسانی جہت تہاری پلٹن چھا دنی شاہجہان آباد مشیہ میں آئے گی
 اشیائے رسم مذکوریاں سے سمت تبلیغ پائیگی لیکن عقیقہ اوسکا موافق شرع
 شریف روز معینہ پر ضرور کر دیتا اور اپنے والدین کو ہمارا جانب مبارکباد
 کہنا زیادہ دعا۔

حیات چہارم متفرقات

تقریظ کتاب قع الہی تصنیف جناب مفتی شیخ محمد مخدوم صاحب
 فوجدار ریاست جو دہ پور معہ تاریخ تصنیف است

اور ارادہ قدم رنج نہ مال گلیہ احب ان فقیر ہی ہے نہ غر مشیت کما دیکے
 دیدار فیض آند سے ہم سب چوٹے بڑے مشرف ہوں کیونکہ انقلاب زمانہ ہکو
 قطعی اس قابل نہیں رکھا ہے کہ کسی طرف ہی حرکت کر سکیں علاوہ اسکے جو وہ آمین
 تو عرفیہ نقیبہ ملا حظہ اس میں کہ راکر زبانی ہی عرض کر دینا کہ بہائی حیات مستقام
 ہے یا رہے اور ہنگامت مقننات خویش و تبار اگر اس روادری میں لمباؤ گے تو آخر کو
 ممنون فرمائے زیادہ دعا

مبارکیا دہنتیت تولد نبیرہ خود بنام محمد علی خان سپاہی
 و سپاس گذاری انعام نامتہا ہی کی بدرگاہ الہی - شکر

خبر لائی صبا جدم چین میں آمد گل کی	کھلی شوق مبارکباد میں منقار بلبل کی
------------------------------------	-------------------------------------

لہ الحمد کہ بہار چین فضل خلاق عالم پر سرچوش ہے اور طراوت باغ فیض مبداء
 نیاز منہبت نہ روش بجوم عجلیان بزم انبساط طرنگیہ ہے اور کثرت
 بزم نشینان انجمن نشاط عشرت خیز نمونہ قدرت قدیر غریبہ دل سے عیان ہے
 اور شان رحمت رحیم ہرگز ابر بہار سے نمایان قطرات بہار موتیوں کی بوچھاڑ
 کر رہے ہیں اور تو تھا لان گلشن ز گل نثار اللہ کیا وقت فرح افشا ہے
 کہ نوید تہنیت تولد نہ زندہ کی سننے والوں کا دل باغ باغ ہو گیا اور کیسا ہنگام
 بہت اشتاکر جبین تفکرات لاحقہ سے حاصل نہ باغ قدم پیک صبا کلاب سے
 دھولائے جابین تو بیجا ہے اور قاصد نسیم کے دماغ کو عطر بڑے گل سے عطہ
 کرین تو زیب کہ یہ پیغام ترقی سرور کا بانی ہے اور یہ خبر و جہاز دیا دہتری

جواب مکاتیب القادری خان

میان صاحبزادے بہار اخط پہلی دسمبر کا لکھا ہوا سیکر پاس چٹی تاریخ کو آیا
 اس کے بعد سید ریاض الحسن کے خط میں بھی کچھ تحریر کر دیا تھا معلوم ہوا کہ بیہالی محمد حبیب اللہ
 خان صاحب نے تم کو پیمائش کا کام سیکھنے کو وہاں بھیجا ہے پس چاہیے کہ حتی الوسع
 اس میں کوشش کر کے جلد وقیفیت حاصل کرو کہ از دیا ولیاقت باعث جاہ و شہرت
 ہے اور عبدالشکور کے گھسٹین ولادت فرزند کی مجھ کو پہلے سے اطلاع ہے
 الانام اس کا تھنہ لکھا اچھا ہوا اللہ مبارک کرے اور اس کی اور تمہارے عمر و راز
 اور ایک خط اگر سے پوسٹ کارڈ غرضی عبدالشکور کا بھی آٹھویں کا لکھا ہوا گیا ہے
 بدتمیزوں کہ جناب بہا یصاحب مکرم مولوی محمد منیر صاحب بھی ساہنہ میں آنے والے
 ہیں اور میں بھی ساہنہ کو جاتا ہوں سیکر پاس پہونچا آج اٹھارویں ماہ مذکور
 روز جمعہ کو تمہارے دونوں کے خطوں کا جواب لکھتا ہوں چاہیے کہ مدام اپنے
 حالات سے اطلاع دیتے ہو زیادہ دعا

جواب مکاتیب نور الابرار بطلب مولوی محمد منیر صاحب برہنہ دار

نور الابرار ستودہ شعار ذی شعور محمد عبدالشکور سلمہ اللہ رب العفو رہا تھا
 پوسٹ کارڈ دسمبر کا گیا رہوین کو سیکر پاس پہونچا اس سے پہلے دو خطا تمہارے
 اور بھی مینا گج سے آئے تھے مگر ان کے جواب روانہ ہوئے تھے چند سببوں سے سب سے بڑا
 باعث سیری کا ملی ہے اور علاوہ اسکے امورات دنیوی و دلفکرات قلبی اب جو
 جناب بہالی صاحب مکرم مولوی محمد منیر صاحب تشریف فرمائے ساہنہ پہونچا ہے

شیرینہ بھارت ہنگ دریہ شجاعت نوچشم آرام جان مولاداد خان جہاں سلاہ الرحمان
 دعا۔ محمد ظہور سک لکھنے سے معلوم ہوا کہ آپ اندور سے آکر راج گڑھ میں قیام پذیر ہوئے
 یہ مقام رشک بوسستان اور یہ سرکار قدردان انتر جٹانہ روزگار قسم
 برقرار رکھے بہت خوب ہے آپ سے جو وعدہ تھا موافق اوسکے چند خط برادر محمد منیر صاحب
 کی خدمت میں ارسال ہوئے جواب آیا اب اس محمد ظہور کے خط میں لکھا تھا کہ تم چلے آؤ
 تو کوئی صورت روزگار کی ہو جاوے گی چونکہ اوس دربارین وسیلہ ایک ابطا بہت مقبول
 ہے اس واسطے ایک قلعہ عرضی اور ایک قصیدہ ہمراہ خط ہذا کے روانہ کرتا ہوں اسکو
 ملاحظہ بندگان حضور میں گزارا کرو اور اپنے طور پر پیش کر کے کوشش کیجئے اچھا اسکا
 خدا دیگا بعدہ حکم مشتبہ عرضی سے مطلع فرمائیے اگر طلب ہو تو پروانہ لکھو اور پتہ دیجئے
 ورنہ جیسا جواب ملے اوس سے اطلاع دیجئے زیادہ دعا

معاملات دنیا کی ناپائدار ہی قول حکماء سے اس بحث کی استواری

غزنی از جان سلامت خط تہارا آیا خوشی کا بڑانے والا ہوا جو کہ تنہی زمانہ کی نشکایت
 افلاس کی مصیبت تہائی کا شکوہ دولت کی تنہا جاہ اور مرتبہ کی آرزو میں حکایت لایا
 کہی ہے غور کرنے سے ضافہ کل جائیگا کہ یہ چہ چٹے خیال میں دیکھو حکیم سقراط نے
 کیا خوب لطف لکھا ہے کہ اگر تمام اہل دنیا کی مصیبتیں ایک جگہ جمع کریں اور پہاڑوں
 سب کو برابر بانٹ دیں تو جو لوگ اب اپنے آپکو بد نصیب سمجھتے ہیں وہ اس تقسیم کو
 محبت اور پہلی مصیبت کو قیمت حائین گے چاہیے کہ رضیا بابا القضا پر راضی
 زیادہ دعا

معاملات و نیوی سے نتیجہ رومی نکالو ہر شے کو لیٹور

دیکھو بچا لو

خلاصہ دو دمان سلمہ اللہ دعا کے بعد مطالعہ کرو مکتبہ ہتھارا آیا حال معلوم ہوا جو آپ
کی روانگی میں اس سب سے دیر ہوئی کہ چند نیلا لات پیش نظر تھے اور جن سے
ایک پہلے ہے کہ اس ریل کو ہندوستان میں لائے ہوئے قریب اکیس برس
کے ہرے ہوئے اور اس سے تجارت کے فائدے اور جانے آنے کا آرام
وغیرہ جو ہے سب پر ظاہر ہے لیکن ایک دور اندیش درویش نے اس کو دیکھ کر
کیا اچھا کہتا ہے کہ انجن آگ اور پانی کے ذریعہ سے چلایا جاتا ہے اس میں اگر کسی
ہو تو نکلتا ہے اور دو افسروں کے ماتحت اس کی کارروائی ہے ایک ڈرائیور یعنی
چلائندہ والا دوسرا گارڈ یعنی نگہبان اس طرح آدمی کے جسم کے انجن کو اس
سلحہ حقیقی نے اسی منط کا بنایا ہے جس کا ڈرائیور نفس اور گارڈ روح دنیا کی
نخستیاں آگ اور غمیش مباح پانی جس سے جوش میں آکر تیز ہو جاتا ہے دل اس
میں کاثریفیک اسپیکٹر ہے شہر عدم سے یہ سڑک بنائی گئی اور اس کا بڑا
سٹیشن شہر دنیا اور اس کی انتہا دار القدر عقبی ہے دنیا کے مقام سے دو
ناخین نکلی ہیں ایک شہر ہی بہشت کو جاتی ہے اور دوسری دوزخ کو جس کے پاس
بازئی پر چھپا پاس ہوتا ہے وہ بہشت میں خوش خوش چلا جاتا ہے دوزخ دوزخ
ن پڑا پڑا ہٹو کریں کھانا ہے دوسرے یہ کہ دوزخ کیا چیز اور بہشت کیا
نئے غور کرنے سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال و بد اعمال کے نتیجوں کا نام ہے جیسا

ایک لڑکے نے اپنے باپ کو اسلئے قتل کروا لاکہ مسافروں کی پرورش اپنی دولت سے کرتا تھا پس اب بار بار کیا پوچھتے ہو کہ آسمان پر سرخی رہنے کی کیا وجہ ہے ہنقد سمجھ لیتا کافی ہے کہ آسمان ہماری نالایق حرکتوں پر لال لال آنکھیں دکھلا رہا ہے زیادہ دعا۔

شوق علم پر اظہار خوشنودی و نتیجہ صحبت صالحین کی بہبودی

تویر الابصار خجستہ اطوار سلہ ارشد ماشاء اللہ اندون میں آیکو تحصیل علم کا شوق اور تحقیق مطالب کا ذوق ہوا ہے اللہ زیادہ کرے لیکن یاد رکھو کہ علم صرف دنیا کمانیکے واسطے ہی نہیں ہے بلکہ علت غائی اسکی اور یہی ہے اکثر مضامین سے ثابت ہوا کہ انسان کے واسطے وقت ولادت سے تا دم فوت سات گھنٹیاں ہیں منجملہ اونکے اول علم کی گھنٹی ہے اگر اس سے نرا و ترا تو کہیں کا ہی نرا حدیث شدیف میں آیا ہے کہ تحصیل علم ضرر ہے اور ہر مسلمان مرد اور عورت کے اور عقل و تحقیق بھی اسکی تائید میں وارد ہیں جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں شعر

خی آدم از علم یابد کمال نرا ز شمت و جاہ و مال و منال

اگر اس طرف میلان خاطر ہے تو عمل ہی چلے گی اور عقل بنیر صحبت صالح و شوار چا کچھ شغوی معنوی میں وارد ہے

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

پس مناسب ہے کہ گاہ گاہ خدمتِ علمائے دین و صلحائے اہل یقین و فقرائے گوشہ نشین میں حاضر ہوتے رہو زیادہ دعا۔

مقرر ہوا اور سہ ماہی لیاقت کی کس قدر ضرورت ہے اور قانونی پارکیوں کے
 سمجھنے کے لئے عملی مادہ کا ہونا کس قدر ضروری اور واقعات کے مسلسل بنانے کے لئے
 اچھی تجزیہ کرنے کی کس قدر حاجت اس نیا بنی میں جو لوگ اعلیٰ عہدوں پر فائز
 ہوتے ہیں ان میں اکثر تعلیم یافتہ ہوتے ہیں اور ان کی لیاقت کا پیمانہ
 باوی النظر میں فوراً ان کی ڈگریوں سے معلوم ہو جاتا ہے جو انہوں نے
 یونیورسٹیوں سے حاصل کئے ہیں اور جو لوگ رفتہ رفتہ ترقی پاتے ہیں وہ
 عملی کارروائی سے اگرچہ واقف ہوتے ہیں لیکن استعداد عملی نہیں ہوتی کیونکہ زمانہ
 ملازمی میں انہوں نے طریقہ کارروائی یاد کیا ہے نہ عملی استعداد ان کے لئے
 ہوئے فیصلے جو کسی عالم اور فاضل کو دیکھائے جا رہے تو غیر ممکن ہے کہ غلطی نہ کئے
 اور یہ بھی وجہ ہے کہ اپیل در اپیل میں وہ خارج اور منحرف ہو جاتے ہیں اور
 وقت باز پرس کے عند غلط فہمی پیش کیا جاتا ہے پس مناسب ہے کہ حتی الامکان
 جہانک ہو سکے اول استعداد عملی کو دست دینا چاہیئے زان بعد وقفیت قانونی
 بہت جلد حاصل ہو سکتی ہے چاہیئے کہ ایک سال تم اور توقف کرو زیادہ دعا

وچاپ اطاعت والدین خوشنودی خلاق دارین

عزیزانِ جان اقبال نشانِ طال شد عمرہ یاد رکھو کہ والدین کی اطاعت خوشنودی
 خدا کا سبب ہے اور نافرمانی باعث نزولِ غضب وہ لوگ بھی زمانہ میں تھے
 جو بوجہ عذر فرمان برداری والدین پیغمبرِ صلعم وقت کی ملاقات سے مقصر
 رہے جیسے حضرت خواجہ ادریس قرنی زمانہ زیادہ زمانہ ہے کہ صلعم امرت سے

کہ عمر عزیز کو لہو و لعبین رائیگاں دیے بلکہ غرض اس خلقت سے یہ ہے کہ فرما کر
اور نافرمان کا حال اس مقام الامتحان میں کھل جائے اس وجہ سے سلسلہ توالد
و تناسل قائم ہوا ورنہ قدرت قادر مطلق وہ ہے کہ بلا واسطہ ایک دوسرے
کے عالم ارواح سے عرصہ شہود میں لاسکتا ہے خیر و ارمو کہ تحقیق حقیقت خداوند
حقیقی ہر فرد بشر پر لازم ہے اور اگر نظر پرامل چشم غور سے دیکھیں تو ذرہ
ذرہ اور قطرہ قطرہ صنعت صانع بیچون سے مملو شاہد مدعا قول عارف
بانتہ ہے

برگ درختان سبز و نظر ہوشیار | ہر ورق و فترت موقتہ کردگار

لبدہ خدمت والدین و آداب اوستاد و حقوق ہم سایہ و سلوک با اہل و عیال
و مدارات و نفا و ترمیم بر مال بیتیمان و خبر گیری مساکین و حاجت روا ہے
سایمان عزت علما و حرمت سادات و زیارت گوشہ نشینان صالح و ملاقات
فقیران با صدق و صفا و دریات سے ہے بلکہ واجبات سے ہے جو کہ سنگیا
ہے کہ آپ کو میل سیر و تماشا و خواہش بلع جانب زریعہ آرایش متوجہ ہے محبت قلبی
جوش زن ہوئی اسو کسطے پہ چند کلمہ حوالہ تسلیم کے زیادہ دعا

اول تو سبب استعدا و کرنا چاہیے بعدہ تمنائے مراد کرنا چاہیے

عزیز از جان ہمارے الرحمان - دعا - مگاہیتہارا آیا حال معلوم ہوا کہ ارادہ تیار
امتحان قانون دہینہ کا اس سال مصمم ہے فی الحقیقت تینے اس عرصہ تین سال گذشتہ
میں بہت محنت کی ہے لیکن یاد رکھو کہ جو شخص رنج و محنت شریک کی خدمت بجا لائے

عزیزی اقبال نشان زاد اللہ عمرہ مکاتبہ تمہارا آیا حال میں وعن معلوم ہوا اگرچہ
تمہاری تجزیہ کا خیال کرنا نامناسب ہے لیکن بغیر اسے آیہ دانی ہدایہ خبر گیری اقربا
واجب سبک نہیں روپیہ جو بالفعل موجود ہے بیل ہنڈوی روانہ کرنا ہوں ورنہ تحریر
اجاب سے خوب معلوم ہو چکا ہے کہ تم نے اندنوں میں وہ وضع اختیار کی ہے جو
شرفا میں نہایت معیوب و مذموم ہے بلکہ اجلاف صحبت یافتہ ہی انگشت نما
کرتے ہیں یا در کہو کہ حسب نسب کے دریافت کی ضرورت تو کبھی کی وقت ہو اگر تہ
ہے اور چلین رویت اور لیاقت علی اور وضع سب دیکھتے ہیں جو اس میں برخلاف ہوا
تو لوگوں کو نصرت ہو جاتی ہے اور ہر شخص جو ٹاٹا نام دہرتا ہے بلکہ بزرگوں پر
حرف آتا ہے اسو اسٹے تہذیب اخلاق و درستی افعال بتدائے عمر سے مقدم
سمجھی گئی ہے اور تم تو ماشاء اللہ ذی شعور ہو اس عمر میں یہ کیا طبیعت کو لہرائی
ہے کہ دریا کا تیرا بازار کی سیر سیاون کا تاشا مرغباری کا شوق کہو ترا ڈٹا انا کھیلتا
کو ونا سوچا ہے اور پڑھنے لکھنے کو طاق پر رکھ دیا ہے جو ہر ذاتی انسانی کا علم
ہے اور ظاہر ہے کہ بے جوہر لوہا بھی بڑا ہوتا ہے پیرہن شخص جو شہ فہم المخلوق
ہو خوں بہائم اختیار کرے تو اسکو کیا کہیں گے وَمَا عَلَيْنَا اَلَّا الْبَلَاغُ
الْبَیِّنُ آئندہ مختار ہو زیادہ دعا

حقوق و پیوی کا خیال چاہیے نہ نظر بر مال چاہیے

نور انوار عزیزی جان اقبال نشان طال اللہ عمرہ و عا درازی عمر کے کچھ
مطالعہ کر کہ خداوند تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں فقط اس لیے پیدا فرمایا ہے

تاکید پر حجت تحصیل علوم و تمشیل حال شخص نامعلوم

نور چشم راحت جان خداوند تعالیٰ نے تحصیل علم کو ہر قسم و بشر پر فرض کیا ہے
 اور یقیناً اے عقل پی پی ہے کہ انسان کثرت المخلوقات علم سے ہے ورنہ نہایت
 اور حیوان برابر میں اور علم و دہ جو ہر ہے کہ جس کے سبب اسفل اعلیٰ ہو جاتے ہیں
 رزق شریف کہلاتے ہیں پانچویں یہ جبہ انچشم دید ہے کہ ایک مو تراش سے
 کسی نے پوچھا کہ آپ کون ہیں وہ کچھ حرف شناس تھا بولا کہ سید پوچھا کہ کون
 سید کہا علوی پوچھنے والے سید بے علم تھے دریافت کرنے لگے کہ علوی
 کسے کہتے ہیں اوسنے کہا کہ جو رہے اعلیٰ ہو سید پنجار سے کہنے لگے کہ ہمارے
 باپ دادا تو اپنے آپکا حسینی بتایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حسینی اور حسینی افضل
 ہوتے ہیں تم علوی کہ اعلیٰ بتاتے ہو حجام نے کہا تمہارے باپ دادا ہمارے
 خاندان کے غلام تھے کہ جیسے بیٹا کے شیر شاہی سلیم شاہی شہور میں اوس طرح
 تم ہی حسینی حسینی کہلاتے ہو الحاصل اتفاقاً وہ چند روز ایک جا رہے پاس رہنے سے کھل گیا
 کہ وہ نافر جام غاصل ادھنیں سید زادہ کے شہر اور محلہ کا حجام ہے پھر تو میر جانا
 کی پڑھ بنی ایسی کفش کاری کی کہ اوس نامعقول کے سر پر ایک بال نرنا غور
 کر کہ اگر وہ کچھ بھی علمیت رکھتے تو ایسے دھوکے میں کیوں آجاتے حسینی حسینی کو علوی
 غلام اور علوی کو اعلیٰ سمجھتے تھے الواقعہ سعدی علیہ الرحمہ نے خوب کہا ہے شعر
 چو شمع از پے علم باید گدخت کہ بے علم نتوان خدا را شناخت
 لازم ہے کہ حتی الوسع اس میں کمی نہ کرنا اور نہ سر پر ہاتھ رکھ کر روو گے
 تہذیب اخلاق خوب ہے اور لہو و لعل نامرغوب

جہان جہان ہوا

و مگر

مشتی دانیہ تو ہے زہرہ نگہبان دسکی
فکر کیا خوب ہے مشتاق کہ یہ رحمت خان
۱۲۹۹
تایع حکم عطار دہی ہے مرغ ہی ہے
نام کا نام ہے نامیخ کی تاریخ ہی ہے
ابتدا دسکی عمر و راز کرے اور دروازہ گنج شادمانی و خستہ نینہ کامرانی کا بازو یاد دلاکے

روانگی نہ گاو ان کی خیر و خیر چند کلمات مستبشر

برادر عزیز اللہ آرام دل راحت جان مراد علیخان حفظہ تمہارے مکاتیب سے
دریافت ہوا کہ بافضل رحم الراحمین بوجہ کثرت نزول باران رحمت ہنوز تکمیل شد و کما
باقی ہے اور اس پر حوصلہ فستون کہ تدبیر زمین چاہے ہی درپیش ہے اگرچہ وجہ اکل
حلال ہے کہ آدمی اپنی قوت بار و سے پیدا کر کے کھاوے تو اچھا ہے ورنہ ہر روز گنا
مثل تجارت و نوکری میں احتیاط کیجاوے تو وہی سامان مہیا ہیں کیونکہ جیسے
کاشتکاری آدم علیہ السلام کی سنت ہے اور واسطی طرح اور پیشے ہی دیگر دنیا
علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہیں چنانچہ داؤد علیہ السلام لوہار کا کام کرتے تھے اور
کیرے سے تھے علیٰ ہذا القیاس تاہم انسان کو چاہیے کہ وضع اور پیشہ آباؤ کا
محاذ رکھے دیکھو ہمارے باپ دادا سلف سے روزگار پیشہ رہے اب جو سیاحی
کی قدر نہای تو آرام طلب ہو کر بالکل نکمے ہو گئے کیونکہ سوا کے لکھنے پڑھنے کے
نوکری کے دوسرے کام کی عادت نہیں اور اگر کریں ہی تو ہو نہیں سکتا ہے لیکن
بہی تم تو ماشاء اللہ بڑے مستند نکمے کہ ہر فن مولا ہو کہ حب تخریر تمہارے دور اس
بیل قیتی سیاحی روپیہ کے روانہ کئے جاتے ہیں رسیکے مطلع کرنا باقی والدعا

پند خاطرے مشتاق از بزم بیان مارا

وصال دلم را با جام شرب خوشگوار آمد

بیان طریقیہ پند لکھنے سے قلم پولا جاتا ہے مضمون نشاط افشاں اجامہ کا غنیمت نہیں
ساتا ہے ریشہ کلک کو سہیا کہ کوئی پناش کو نہ نکلتا ہے سیر قلم سیر چھپے گلیاں
بلبل کی صدا پید ہے جب چلتا ہے حرف پھول کا رنگ دکھلاتے ہیں نقطے شک نہ
بنے جاتے ہیں تسک تحریر شک سک گوہر ہے سیاہی صاف غیرت شک اذ فرہ سو
مبارک باد کی صدا آتی ہے طبیعت بلوغ باغ ہوئی جاتی ہے زلف سبیل کو بندش الفاظ
پریشانی ہے اور صفائی مضمون سے آئینہ کو حیرانی الطاف خداوندی اور الغام شمع
حقیقی کا شکر یہ ضرور ہے کہ آدم دل سے چھو قلم نے سجدہ شکر کو سر چھپایا
دست سب دت کی تسلیم تاپس کیا اللہ اللہ عجیب وقت سعید کہ طلوع آفتاب ہوا
دوست ناد ہوئے دشمن کجخت شیر چشم رشک حد سے کباب ہوا ارادہ تاریخ کا
ہوا آتی الفور قلم نے یہ قلمہ زیب قلم اس کیا

او کی خوشی ہوئی ہے مجھے بیشتر ز حد

نسر ز ندو محمد علی خان کے اب ہوا

سر پہ سے او کے آفت و بونج دیا ہو رد

تا عمر ساتھ ساتھ رہے فضل ایزدی

بوٹا سا اس میں پے روان ہو وہ سر و قد

دنیا ہو وہ ہوا اور ہوا خواہ او کے ہون

با اوج و جاہ زیر مساوات بے و تد

زندہ رہے جہان میں صلابت سال تک

خوش حکو و دیکھ کے سخن سنج مستند

لازم ہے او کے سال ولادت کی کیچے فکر

عالم میں یا علی وہ رہے شاد تا ابد

تاریخ او کی لکھ سیر بدین کو کاٹ کر

جیتا رہے پیرہ مشرق و مغرب یا صمد

پہم یہ بولا سال مسیحی دعبائیہ

اور نام تاریخی اوس سیالہ خاندان کا

۱۲۹۹

چال عین لائق تحسین ہے بلکہ سب سے بہترین اور تہذیب ست و سزاوارت نفس میں
 چشم اہل طریقت میں فی الحقیقت وہی ایک حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں
 مشیت خاک کی بنیاد میں اگر رموز دان و تہذیب شناس ہوا حکیم کہلایا اور جو طبائع
 بہیمی نے فوق پایا اخوان اشیاطین نام پایا بہر حال جو اوضاع و اطوار خوبین تو سب
 کی نظر و ن میں محبوب ہیں بندہ آزاد منش فقیر دوست ہے اور علم و ہنر کی طرقت
 بے مغر کا پوست اطفال طالب علمی کرتے ہیں زندگی کے دن بہرتے ہیں تاہم سفید
 سیاہ لیل و نہار سے محض بے خبر ہیں ابھی تک سیکر ہی دست نگر ہیں آئینہ
 الْغَيْبِ عِنْدَ اللَّهِ ہمارے ہتھاری مرلی و بزرگ ادنیٰ صااحبہ معظمہ سلما
 اللہ موجود ہیں او کو اختیار ہے جو کچھ او کی صلاح ہے وہ ہر حال میں خیر و صلاح
 سے زیادہ والسلام

تہنیت سراے اشباع نوید تولد شیر و خرد پیر اور تصدیق کرنا
 اشعار آیدار ما وہ تاریخ ولادت کا یک

سند و سینه نور لا یصارحہ اطوار خط مشر نما آیا چشم منتظر کو نور کمال ملا
 شکر خدا کہ ہکو خوشی پیدا ہوئی کھکھو لال ملا

سبار کباد اسے بلبل کہ در گلشن بہار آمد
 ز تن شد بہر استقبال جان چون آن نگار آمد
 ز صحرای قیس آمد کوہ کن از کوہ سار آمد
 و در از بطن صدف و ز کوہ لال آیدار آمد

لبیم جانفزا مد گل آمد بزرگ و بار آمد
 فدائے پاسم شد چشم و دل شد فرش راہ او
 جو شد مشہور عشقم در جہان بہر قدم بوسی
 ز ہر شب آب زنگہ دندان و لب جانان

تو نہال کارانی سر و چستان زندگانی مودت آگین عزیزی جمال الدین سلمہ
 مٹا راضہ لکھنویں می لکھا ہوا آج آٹھویں جون کو دوپہر کو قسٹ میسیر پاس پہنچا
 اور سب توقف یہ دریافت ہوا کہ تم لفافہ پر ضلع راجہ انور لکھنا پہل گئے تھے
 آئندہ صاف اور ہوشیاری سے لکھا کرو اس سے پیشتر اور کوئی خط اس سے پاس نہ
 بنیں آیا ہے جکا جواب میسر ذمہ باقی ہو پوسٹ کارڈ کا تو کیا ذکر ہے اور پنڈاے
 لایزال ہم کو آپ سے کچھ مال نہیں ہے کوئی کس طرح کا خیال نہیں ہے فقط یہ فکر
 تھی کہ کوئی صورت تمہارے مددگار کی شکل آئے تو بلا لوں اب اندون میں ایک
 تجویز قرار پائی ہے انتشار اندہ آباد کے ٹولائی گذران تنخواہ کے بیشک نوکر
 ہو جاؤ گے مناسب ہے کہ دیکھتے ہی خط ہذا کے لکھنے خواہ مع تعلقین کے فوراً خط آؤ
 دیر نہ لگاؤ اور جو نسبت تجویز نسبت شادی بر فورہ داران امانہ اور اگر وہ کا ذکر لکھا
 ہے ادن بن امانہ والی بات مقول ہے لیکن مسافت کا بہت طول ہے کہ سے کم
 چہ روپیہ ایک آدمی کے آمد و رفت کی سواری کا خرچ ہے علاوہ اسکے وہ امیر
 اور ہم غریب

نسبت ہے برابری میں زیبا	شادی ہے برابری میں زیبا
-------------------------	-------------------------

اور اگر وہ میں ملو کا کی تباہی ہوئی بات کا اعتبار نہیں کہ وہ نیک کردار نہیں
 کہیں نانی کی منڈی کا ساحل ہنوشادی کے ذکر میں ملال ہو اور اب میر دن
 نکر لینے کے لائن ہماری حیثیت نہیں رہی ہے پیوند سے پیوند ملنا چاہیے کیونکہ
 آج کل روپیہ اور مال کے دیکھنے والے اکثر ہیں اور حسب و نسب و جوہر زالی کے
 قدر دان کمتر اگرچہ اسن تحریر سے یہ ادا نہیں ہے کہ ہم نسبت سے اچھے ہیں یا ہمارا

اور یہ کام برات کے ایک دور و زپیشتر ہونے ضرور ہیں اور مہانداری کے واسطے
روزمرہ کی کھلائی کا جیسا موقع مناسب وقت ہو وہ کیجئے بالفعل اس صفت کی واسطے
پندرہ سو روپیہ شام لال گہن شام داس ساہوکاران سیلن گنج کی کوہی سے لے لینا
باقی جواد ضرورت ہو تو مجھ کو اطلاع دو کہ یہاں سے روانہ کئے جاوین زیادہ دعا

انہما تدریک و سعادت پیر رجوع جانب شرع محمد صلعم

فہرستہ صفات کل کے خطا کا مطابق کل نظام تم کسی ہوشیار و معتبر باوری کی منتظر
کرنا اور مہندوں کی صیافت کا سامان تو بازار سے ہی ممکن ہے بالفعل دولہن کے
چوڑے کی واسطے ایک تہان کریں سرخ رنگ سے پیرا ہوا دو تہان زلفیت اور کیں
گرنٹ سبز مع لچک گوٹے پیشہ ہر گوہر و ہبت کرن دہنگ چین آنچل پلو اور ایک
دوپٹہ بنارسی اور ایک جفت کفش زرین معرق اور علاوہ اسکے گیارہ تھان
ملن نیو سینو و جامدانی و کامدانی و چکن و بابرلیٹ و ساسرلیٹ جالی تن زیب
دریں اور چہ تہان چھٹ مختلف الالوان و اذضلع ہدست ابراہیم حجام
سیجے جاتے ہیں نورخان خیاط کو بلا کر بیت جلد درست کرا لیجے اور بن ایشاء اللہ
بیشتر حصول رحمت جمعہ کے روز ضرور پہنچ جاؤنگ حتی الامکان شرع شریف
کے برخلاف کوئی بات نہ ہونے پاوے ایسا نہ کہ یا ایہما الذین آمنوا لا تقولکم
أَمْوَالُکُمْ وَلَا أَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَمَنْ یَفْعَلْ فَأُولَٰئِکَ سَمِیَہُ الخیرین
کے مصداق ہو اتقل شہرت کے بدلے زبان ناکامی اٹھائے زیادہ دعا

جواب مکاتیب جمال الدین خان درباب نسبت شادی بہ غور و اہتمام

ٹہرا لو کہ ابھی یہ دن ایسے ہیں اور آہستہ پاؤں چلتے ہوئے خدا جانے کہ کیا ہے
کل کیا ہو زیادہ دعا

سایان شادی کا بیان

توت بازوی من سلمہ اللہ چلا چلتا ہوا جو تاریخ شادی ہی پاس کی پاس ۱۷-
شعبان ٹھیر گئی مجھ کو تو بوجہ کثرت کار سہ کار اتنی رخصت نہیں مل سکتی ہے
کہ انصرام کار شادی بر خوردار خود آکر کر دن جو رعایت حکام ہوئی تو دن کے
آنا ہو گا اور یہ کام ایسے ہیں کہ جو وقت پر ذرا سی ہی کسی چیز کی شکایت ہوئی تو کل
انتظام میں بٹہ لگ جا دیگا اگرچہ منظور یہ ہے کہ خلاف شرع شریف کوئی رسم
نہج راگ رنگ آتش بازی آرایش تخت روان نقار خانہ شاپج خاندی تیل
رتیلے وغیرہ کی ہونے پائے جس سے خدا کے گنہگار اور اہل شرع کے روبرو
ندامت آتے آتے تاہم بعد نکاح دعوت ولیمہ جو سنت رسول مقبول صلعم ضرور
ہے اور میں بیگانے بیگانے دوست آشنا احوال و اقارب سب جمع ہو گئے کھانا عمدہ
قسم کا ہونا چاہیے مگر اوسط درجہ کا اور جو تورہ بندی کا اہتمام ہو جائے تو کیا کہنا
ہے کہ نہ آئین کچھ نقصان ہو گا اور نہ کسی کی شکایت باقی رہے گی اور اسکی تجویز
میں ہی سمجھدین یوں آتی ہے کہ دو طرح کے تو محکم چاول تخی پلاؤ و تورہ پلاؤ
اور دو طرح کے میٹھے متجن و زردہ اور چار قسم کا گوشت تورہ و قلیہ کوستہ و
شامی بکباب اور چار ہی قسم کی روٹیاں شیر مال باقر خانی تنگی آبی سوانے
اسکے فیرنی بورانی آچار مر یا چنی اور سہند دُن کے پوری پوری حلو آئین لڑو
یہ سب جلدی امرتی کلافتد بالو شاہی تملگنی پائیدہی بڑے پرانے ترکاری والے

عذر عدم رسی خود تقریب سیدین

برادر بجان برابر سلمہ اللہ اکبر شادی ہمشیرہ قرآن مجید بر خوردار کامگار عطار اللہ خان
 مبارک مسکینہ بیونچے کا توقف عدم حصول رخصت تھا ورنہ ضرور آتا دو تہاں مل
 اور دس گز چہشت و ایک دستار اور پندرہ دھوپہ نذرانہ جناب حافظ عبداللہ اور
 جوڑا مغربی و دو سہرا سادہ منہ دستار و سرپیچ و گوشوارہ و انگشتری طلائی
 و دو اشرفی چہشت غریبی سلمہ اللہ بہت رحیم بخش پہنچا ہوں بیونچے پر رسیدہ
 اطلاع دوزیادہ والسلام

خط معاملات مناکحت میں اور دریافت حال رسوم نسبت میں

برادر فرخندہ اختر محمد انور سلمہ اللہ اکبر خط بہار باطلاع تقریب نسبت سہرا سادہ
 بر خوردار تخت جگر غلام سرور بخانہ سمو المکان سلالہ خاندان خان صاحب سیف اللہ
 خان صاحب و دریافت حال رسوم نسبت آیا باعث انس و فی و خرمی ہو ا مبارک
 ہو شرعاً تو رضا مندی طرفین اور نامزد ہو جانے پر دو نور عین کا نسبت ہے
 اور عرفاً استحکام افسار و اظہار مال کا رکیو اسطے یہ قاعدہ مقرر ہے کہ دو انگشتری
 بن لکین اور ایک جوڑا مکلف رنگین اور بقدر استطاعت شیرینی و میوہ و زور
 و این کے گھڑیہ کاشتر فامین شہوہ ہے اور او دھر سے ایک انگشتری طلائی
 و انگشتانہ تقری اور چند رو مال اور پانچ یا سات یا گیارہ طباق مٹھائی کے آتے
 ہیں آتے جاتے وقت غطریان شربت ہوتا ہے اب اس میں جو بات تمہاری اور
 اور او کی تسرار پاجائے وہ کرنا چاہیئے اور تاسیخ شادی کی یہی اون سے قریب کی

شیر لیون کا یہ طریقہ کا تھا کہ اپنے بچوں کو تین باتوں کی تسلیم میں بہت سی کرتے
تھے شہسوار کی تیر اندازی راست بازی پہلی اور دوسری بات تو بیشک سہل
آجاتی ہوگی لیکن راست بازی کی تحصیل کا طریقہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کون سی چیز
کہ جب دروغ دیو زاد اگر ادیکے دون پر ششہ جادو مارا تھا تو یہ اس چوٹ سے
اوسکی بوٹ میں بج جاتے تھے چوٹوں کی تو عملداری دور دور تک پہل گئی ہے ویکمجب
کسی سے پر دل آتا ہے اور سچ ادیکے برخلاف ہوتا ہے تو اس وقت سچ سے زیادہ کوئی
تہا مبالغہ نہیں ہوتا ہے حکیموں نے چوٹ سے بچنے کی بہت سی تدبیریں نکالیں جیسے
دو ایسے تلخ میں شہد لاکر بچوں کو کہلاتے ہیں اس طرح انویع واقیام کے رنگوں میں
اسکی نصیحتیں کی ہیں تاکہ لوگ اسکو ہنسی خوشی سے چھوڑیں پس تم اس کتاب کو اسکی کو
بغور دیکھنا کہ بال اسکا کیا ہے نہ یہ کہ ادیکے قصے کھانوں پر مائل ہو جاؤ زیادہ دعا۔

تحقیق حسب نسبت مناکحت ضرور ہے کہ یہ طریقہ اہل شعور ہے

اہام جان زید عمرہ بدریافت حال شجوز نسبت نوشی اعبا حین سلمہ ربان الحاقین
مبشورہ سلالہ خاندان خلاصہ دودمان محمد سیف اللہ خان بخانہ جلالت نشان ذوالفقار
رسالہ ارد حبث انگریزی کمال خوشی حاصل ہوئی خرمی سہرین دل ہوئی بیکر تحقیق حسب
نسب امر ضروری ہے دیدہ دولت و شوکت ملازمت پر بہت پہل جانا ایسا نہ کہ غفل
خسر پرہ و ہو کا اسے سنا گیا ہے کہ خانصاحب و صوف کی موہن پور کے جد جون سے
ہی کچھ نسبت ہے پیر دیکھ یہاں کے جتنی کمی کون کہتا ہے جو وقت اسکا جواب آئیگا
نید ملاحظہ کوائف مفصل کوئی امر تہا پایگا زیادہ دعا

رزق ہے خالق و مخلوق دونوں کی نظر مردن میں دلیل ہے دوسری سبب
 قربت انبیاء اولیا جو اتصال و نیکے رشتہ دار ہیں وہ دوسرے قوموں کے
 سردار ہیں جیسی سید اور بنی ہاشم اور بنی اسمعیل اور قوموں سے افضل ہیں
 اگرچہ شرف قوم ہی با ایمان و اعمال نیک مشروط ہے مگر جو سید فاسق ہی
 ہوگا تو سید ہی رہیگا ایسا انکار رشتہ مضبوط ہے علاوہ اسکے اسکا پتہ غیرت اولوں
 سے پی ملتا ہے غور سے دیکھو تو وہی ایک نتیجہ نکلتا ہے چنانچہ قسطل اہل ہنود کے
 ہی چار برہن ہیں اول برہن دوسرے کہ شتر تیرے تیرے دیش جو تھے
 شود و آب دیکھو شود سے ویش بہتر ہے اور ویش سے کہ شتر تیرے تیرے بکر اور کہ شتر
 سے برہن افضل تیرے کیونکہ برہن کی پیدائش برہما کے منہ سے ہے اور کہ شتر تیرے کی
 بازوؤں سے اور ویش کی زانو سے اور شود ویر کی پاؤں سے پس اگر کچھ فہم و ذکا
 ہے تو سمجھ لو کہ کون سا آدمی زیادہ اچھا ہے اسی کی اقتدار کو اس معاملہ میں
 اپنے دل سے اجازت لو اور اچھی طرح یقین کر کہ یہ مناسب وقت و بار داری
 رب حقیقی کی ہے اگر کسی عہدہ کے ہمراہ داخل و بار ہوئے تو مورد عنایات پروردگار ہوئے
 اور جو ایسے ویسے کا ساتھ ہو گیا تو مفت میں وقت عزیز ضایع نہ ہوا ہو گیا آج کل کے
 کہہ ملاؤن کے دم میں نہ آنا مسائل شرعی کو خوب دریافت کرنا کرنا اس خط کو پیش نظر
 رکھو اور جبکہ مقلد ہو اس کی کتاب میں دیکھو زیادہ دعا

تقریر دل پسند ہزلیات سے استخراج پسند

غزنی سلمہ بعد دعا کے معلوم ہو کہ زمانہ قدیم کے مورخ تحریف و راتے ہیں کہ فارس کے

باعثِ عجلت کیلئے جواب دیکھتے ہیں انتخابِ کار بعد اصرار بسیار رہے کہ تم کو شاید
 کلامِ الہی پر یہی کچھ اعتراض ہوگا نہ کہ قانعِ حیدر کی عبارت سے ہی دلِ ناباض ہوگا
 کیونکہ اوس میں ہی قائلِ قائل بہت آیا ہے رب مجید نے اپنی کتاب میں اکثر
 مقامات پر اسی لفظ کا زیادہ استعمال فرمایا ہے یہ سنکر حکیم صاحب خاموش
 ہو گئے موجِ بحرِ تحریر سے ہم آغوش ہو گئے غرض اس بیان سے یہ ہے کہ جو جس نے
 کہا ہے اور کہہ رہا ہے اور کہے گا بے مدعا رہا ہے نہ بیگانہ ہے کہ جب تک
 خوب غہوم نہ ہو جائے اصل مطلب اچھی طرح معلوم ہو جائے کسی کے کلام کو
 بھل دے معنی نہ کہے اور جو سمجھے تو چپ رہے زیادہ دعا۔

پیش امام کی تشریح باقوال صحیح

لختِ جسک نورِ بصیر مکتبہ تھا آیا احوالِ معلوم ہوا تم جو بار بار پوچھتے ہو کہ امامت
 کس شخص کو زیبا ہے اور مقتدی کو کس کی اقتدار واسطہ ہے واضح ہو کہ وہ شخص امامت
 سزاوار ہوگا جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہوگا اور قسداً مجید غلط نہ پڑتا ہو اسلئے
 خوب جانتا ہو صحیح الاعضا ہو بندہ یا سداۃ ہو یا پتھار کانِ اسلام و باایمان ہو
 اور شریف خاندان ہو اور شرافت از روئے اصولِ دین اسلام و دستم کی ہے
 ایک بوجہ اعمال یعنی جکا اعتقاد درست ہے اور اخلاق حسنہ پر خوب چالاک
 و چیت ہے اللہ و رسول کی اطاعت پر آمادہ ہے وہ شخص شرافت سے زیادہ
 ہے بفرمائی آیتِ محکمہ **اِنْ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَلْقَلْبُکُمْ** اور جو با اعتقاد ہے اور
 بدعتی بانی فسادِ اخلاق ازال کا عاشق اور نہایت وجہ کا فاسق وہ سب سے سوا

کس قدر وسیع ہو جائے اور اسکی پانچ قسمیں ہیں اول صداقت دوستی سچی جو بہلانی
برائی آپکو پسند و ناپسند ہو دوسرے کے حق میں یہی ویسے ہی سمجھو وہ وہ وفا بھنسون
کے ساتھ جو انفرادی کرنا اور اوٹکے ہر ایک کام میں پائمر دی کرنا سو تم تسلیم احکام
الہی و فرمان رسالت پناہی کو قبول کرنا اور اگرچہ خلاف طبع ہو لیکن اذضلع نبوی کا
مقبول کرنا چہاں رحم عبادت تعظیم سبحان رب السموات کا اور ادا کرنا جملہ فیوض واجبات
چھچھم توکل درستکاری کا رخصا کو سونپنا اور اپنی سعی اور غیر کی مدد کو برطرف کرنا اگرچہ اس میں
بعض اصول حکمت کا ذکر باقی رہ گیا ہے لیکن وہ اس بحث سے جدا ہے آئندہ بشرط
یا د کسی پرچہ میں لکھیں بیچون گا ماشاء اللہ آپ کی طبیعت باوجود عدم الفرضی کے تحقیق
علوم کی طرف متوجہ زیادہ ہے بہت اچھا ہے لیکن کمال کا یہی خیال رکھنا نطفہ کمال
رکھنا زیادہ دعا۔

عجیب گفتگو معترض کا جواب خیر افیسے معلو

پسند اقبال ستودہ خصال سلمہ ایزد متعال جیسے کسی کی زبانی سنا ہے کہ حکیم مومن نہان
صاحب دہلوی کو کلام شیخ سعدی علیہ الرحمہ پسند نہ تھا اونکی تحریر سے جی خرسند نہ تھا
کہی دیکھتے تو بچشم حقارت اور سنہتے تو بگوش بے رغبت ایک روز کسی طالب علم نے پوچھا
کہ آپ برخلاف متقدمین و متاخرین کلام شیخ سعدی کو کیوں سبک خیال فرماتے ہیں
اقوال استاد مستند الاسناد پر حرج طعن کس سبب پڑلاتے ہیں فرمایا کہ ان کیلئے
جانبی گفتگو لکھ دیا ہے حسن اتفاق سے اوس وقت مولوی طہری علی صاحب
ہی وہاں آگئے تھے فوراً اوٹھ کھڑے ہوئے حکیم صاحب نے پوچھا کہ آج خلافت عبادت

جو سہو و خطا کا نگہبان ہے چہ سارم تحفظ جس سے اسکا خیال و شالی کو یاد
 رکھتے کہ وقت حاجت کے اور کو جلد پہچان لے تا نیا شجاعت اور وہ برا گنہگار ہونا
 قوت غیبی کا ہے جو نفس نامقہ کو ہلکوں اور خوفوں میں سست کر دے اور اسکی
 چہ تسمین میں پہنکی کبر نفس یعنی بڑے کاموں میں قیام بالاستقلال کرنا اور اسکی
 رنج و راحت پر نہ خیال کرنا دوسری علو بہت ڈھونڈ ہنا ذکر جمیل و کمالات
 انسانی کا اور بے اعتبار سمجھنا آفات و بلیات اس جان فانی کا تیسری علم یعنی ثبات
 و استقامت حالت غضب میں اور سبکداری و اضطراب کرنا امور نا ملایم و تعجب میں
 چوتھی تو آغص آپ سے کم مال و رتبہ والیکو ذلیل نہ خیال کرنا البتہ لحاظ اعتدال
 کرنا پانچویں حمت یعنی حفظ احکام شریعت اور اپنے اجاب کے پاس حمت چھٹی
 رقت ہنس حبیب زادہ پر بیر اصطرار و اضطراب کے نرم دلی و شفقت کرنا ثلثا عفت
 اور وہ یہ ہے کہ شہوت نفس نامقہ کے پابند ہونا کہ تصرف اور اسکا حسب اقتضائے عقل بلند
 ہوا اور اسکی سات تسمین میں پہلی حیا افعال قبیح سے گریز کرنا اور رنج پیشانی سے
 پرہیز کرنا دوسری حسن ابتداء حاصل کرنا فضائل غریبہ کا اور دور کرنا آفات
 قریبہ کا تیسری صبر قوائے نفسانی کو بقدر طاقت لذات قبیحہ سے روکنا چوتھی
 قناعت خوراک پوشاک میں بطرح ممکن ہوا قناعت کرنا پانچویں وفار تحصیل مطلوبات
 میں المینان رکھنا اور شتاب کاری سے بچنا چھٹی خیریت کتب میل سے حاصل کرنا
 مال و ملک کا اور اسکی صرف کرنے میں لحاظ رکھنا شریعت حکمت کا ساتویں سخاوت
 سکینون اور غریبوں کی رعایت کرنا اور اعتدال سے آگے نہ بڑھنا رابعاً عدالت
 یہ سب توحین باہم متفق ہوں اور قوت تمیز انکی مطیع ہو جائے پہر دیکھو کہ انرا لسان

ویدار حسن صاحب نے غزل غیر طرح شروع کی مینے جیب میں دیکھا تو غزل ندارد
 وانشاء علیکم کہاں کر گئی کچھ عرصہ تو اسکی تلاش میں اوسی جگہ گزرا مجبوراً اس سے
 کہا کہ یہی گہرین جو مسودہ رکھا ہے وہی ہے آؤ لیکن اتنے جلد آنا کہ اپنے ہی نمبر پر
 اپنی غزل پڑھوں اور اُن کے مکان موٹی کشتی سے ہمارے گھر کا فاصلہ کم سے کم
 نصف میل کا ہے پس یہ عجلت کی کہ وہ آدھی غزل ہی طرح کی نہیں پڑھ چکے تھے کہ غزل
 لے آیا غرض اس ذکر سے اس وقت یہ ہے کہ آدمی دنیا میں کم یا بے کم تلاش میں
 کسی نکرنا اور بشرط دستیابی حتی الامکان اتہ سے رایگان ندینا زیادہ دعا

فضائل اربع کا بیان بقول حکمائے یونان

سر و گلستان ارجندی و ثمر نبال بلندی زاد شستہ تھے جو فضائل اربعہ کی شرح
 دریافت کی ہے وہ کما حقہ تو کتب مطولہ مثل حیات العلوم و کیمیائے سعادت سے
 معلوم ہو سکتی ہے الا بالاجمال یہ ہے کہ حکمت و شجاعت و عفت و عدالت کو فضائل اربعہ
 و ملکات فاضلہ چارگانہ و فضائل خوب کہتے ہیں اولاً حکمت اور وہ دو نوع پر ہے
 ایک نظری اور وہ ہر شے کی حقیقت بقدر طاقت بشری معلوم کرتا ہے تاکہ حضرت
 واجب الوجود تک کہ مطلوب حقیقی ہے پہنچ جائے گو ہر مقصد اتہ آئے دوسرے
 عملی اور وہ افعال نیک مثل تہذیب اخلاق و تدبیر منازل و سیاست بدن پر قیام
 کرنا ہے جس سے نفس کو اخلاق ستودہ کی عادت ہو جائے اور اسکی چار حسین ہیں
 اول ذکا یعنی سمجھ ایسی ہو جائے کہ آدمی توجہ سے ہر مقدمہ کا نتیجہ نکل آئے
 دوم صفائی ذہن جسکے ذریعہ سے بلا تکلف مطلب کو پا جائے ستونم حسن تعقل

رفتہ رفتہ بیک ہو جاتا ہے اول باتوں پر چور و ضد بننا چنانچہ میں لبِ دریا میں تکیہ کالی
 تہیں دہیان رکھتے تو اب تک مقامِ بالائے آسمان رکھتے بے مشقت ان دریا ج کا طے
 ہونا دشوار ہے گفتگو زبانی و تحریر طولانی اس کا میں سلسلہ سیکار ہے شعر

پس مصفا کن درون خویش را | آبادانی بستر ہر درویش را

اور جو ہو ہی جائے تو نسل دولت بے شقت قدر و منزلت آبرو و دقت نہیں ہوتی ہے
 آیندہ کو ترقی بہت کی نہیں ہوتی ہے چاہیے کہ اس عملِ محرومہ پر چہ جداگانہ کاشل کیے جو
 انشاء اللہ غریبِ مطلب براری ہو جائیگی تنائے دل لباسِ عروس میں رو برداشیگی
 بشرطیکہ اعتقاد درست ہو اور اسے فریضہ رانی میں ہی ست نہو زیادہ دعا

کسیابی انسان کا رونا شعر

انچہ جربستم کہ دیم کہ بسیارت نیست | نیست جز آدم درین عالم کہ بسیارت نیست

یاد ہو گا کہ دلِ محمد اللہ بخشے تھو چہ پیشین میں ایک مرتبہ آج کل کا میلہ دکھائی گئی کہ وہ میں
 چڑا کر لیا گیا تھا پہر تو کورستہ میں اوسنے گود سے اوتا رو یا چند قدم چل کر تنے
 پہر گود میں چڑھنے کی ضد کی اوسنے کچھ ٹالا اس پر نہ اُپر طرح سے تنے او کو برا بھلا کہا
 مگر دم نہ مارا اور پہر غشی غشی تھو کھلاتا ہوا لے آیا حالانکہ وہ نہ خانہ زاد تھا نہ غلام ایک
 خاندانِ آوارہ شریف زادہ غریب الوطن خستہ تن اپنے بولنے پر خوش باش آرا تھا
 اور کل امورات خانہ داری کا بار سہتا تھا تہا شہین ہستدر تھا کہ علاوہ نقد و جنس کے کسی کوئی
 بات تک فصد و قسین سے باہر نہ نکلنے دی اور مستند ایسا کہ اگر وہ ہم مشاعرہ مولوی
 محمد نیاز علی صاحب پریشان مرحوم میں موجود تھے جو وقت سے قریب کے ہم نشین

لاکھوں بعد حصول درہراروں حریفوں بوالفضول تک دو دو کرتے کرتے اسی رہ گزر
 میں گزر گئے انجام پر نگاہ لگی اپنے جینے کی خوشی میں دوسروں کے سرنے پر
 یہی آہ لگی چاہیے کہ شباب میں شیب کا خیال رہے ایسا ہو کہ جو آج شاخِ انار ہے
 کل بُرا ہے

بزرگوں کی نصیحت کو نہ بیان چہ بنے مانا ہے	تیرا فلاک وہ تیرا حادث کا نشان ہے
شباب شیب مرگ زیت عالم کا فنا ہے	اجل ہر پرکھڑی ہے خواب غفلت میں نہ مانا ہے
چہر کھٹ کی عوض لازم جہازہ کا بتانا ہے	والسلام علی من اتبع الهدی

تفسیر لطایف

اخلاص آثارِ عفت و تارِ لطائف جماعت ترقی درجاتِ علیا میں وہ حسب
 ذیل قرار داد اصفیا ہیں اول نفس جب کا مقام ناف ہے مثالِ آئینہ شفاف ہے
 و وہ قلب جو مقیم دل ہے جانبِ چپ سینہ سے متصل ہے سو وہ روح کہ
 کہ تاجدارِ اقلیم تن ہے سوئے رات قرین سینہ او کا مسکن ہے چہارم سچے جو ساکن
 ہم مددِ بشر ہے پنجم حقی جسکی جائے قرارِ پیشانی ہے جو معراجِ ثانی ہے ششم
 اخفی جسکی فہرہ و دگاہ دماغ ہے جو رشکِ صلبِ غ ہے اور جب تک یہ لطیف روشن نہیں ہوتے
 ہیں مقاماتِ معارف حاصل نہیں ہوتے ہیں اور او کی روشنی جب تک شمعِ دل سے
 مقبضِ انوار نہ ہو کہی اس بحرِ تخلیات سے کشتی پار نہ ہو اور وہ بے مضائقہ اذکارِ زنگ
 و سو اس ناقصہ سے صاف نہیں ہوتے ہیں اور تمام اہل عالم اسی کی تلاش میں حباں
 کہو تم میں اور یہ زنگ صیقلِ صحبتِ صلی و خدمتِ اولیا اللہ سے پاک ہو جاتا ہے پھر تو

بطاہر سیاہی میں گہرے فرق المین میں

نہر سینہ میں مکت ہے نہر غم میں فلاح

اور کتب بد دستیابی بادیہ الحاق سے قدم آگے نہ بڑھائے فانی الشیخ ہو جائے سودا
بنظر فقیر تسدۃ اسالکین زبدۃ العارفین خبردار رموز غفی و جلی سید قربان علی
سلہ لولی تادری سادوسہ اکوئی نہیں ہے چکی نگاہ کاشف ہمارا آسان زمین ہے اگر
سید ہو تو او کی خدمت سراپا پر کتے مستفید ہونا وہ دغا

تقسیم ریہ دلپذیر انتظام خانہ داری کی تدبیر

فہرستہ ذات متودہ صفات سلاطین انتظام امور خانہ داری کار سرسری نہیں ہے
اور نہ سزا و اجر بخیری یہ مانا کہ بوجہ عدم حصول رخصت گہر آنے سے معذور ہو لیکن ارادہ
ولی کر و تو کیا دور ہو خسر چینی ہوئے ہی چار پانچ بیٹے ہو گئے ہیں واللہ اعلم پر
میں رہنے سے بہتارے کیا فرمیں ہو گئے ہیں سلامت روی دعا اعدال میں ہے اور
وضداری قدامت کی چال میں مناسب ہے کہ خواہ کے دولت گھر والوں کو وہ ایک آپ خرچ کر و
اور جو حسب اتفاق کسی بیٹے میں بوجہ جہان داری یا دیگر اخراجات ضروری نوبت بصر
کثیر ہو تو اسکے آئندہ مہینوں میں یہ تدبیر ہو کہ آمدنی مہینہ سے ایک جزو خفیف بچت
ادائے رقم مذکور مجرا دیا جائے ہمیشہ یہ بندوبست کیا جائے ورنہ کل کو شادی
ختمہ پر غور دار درپیش ہے اسکے واسطے اگر بطریق سنت ہی رسمیات ادا کیجاوین
تو کم سے تنور و پے چاہئیں اور روزگار کا کیا اعتبار ہے جلتے ہو کہ سراسر
نما پیدار ہے علاوہ اسکے زلیست دور و زہ پر منور ہونا عقل سے دور ہونا ہے دنیا
وال دنیا وہ چاہئے کہ اکثر جبکی فکر تلاش میں اور بیشتر تحصیل معاش میں سرگئے

اور جو آدمی آرایش دنیا میں مبتلا رہے زیادہ مستند اس تحریر سے پہنچتا ہے
 کہ اشیائے مطلوبہ کی روانگی میں درنگ نہ ہو اور کاپا رسل ہی اسی خط کے سنگ ہے بلکہ
 علاوہ ذیل گزشتہ بنزد چار گز اطلال زرد و دودھری ریشمی و ایک ٹوپی چکوشیہ لکھنوی
 سوزنی و تین بٹن طلائی معہ زنجیر و ایک انگشتری منگین ہر و پانچ کرتے کا مدانی و
 ایک چاکر کشمیری جامہ دار کی و ایک کتاب ترجمہ احیاء العلوم و نسخہ سحر العلوم شرح
 مشنوی مولانا روم و اخلاق جلالی و اخلاق ناصری ہی واسطے مطالعہ کے بھی جاتی ہیں
 چاہے کہ حیرت ظاہری بناؤ بناؤ ان کتابوں کو یہی دیکھ کر تہذیب اخلاق کی طرف طبیعت لگاؤ
 زیادہ دعا۔

تلاش مرشد کامل مقدم ہے کہ وہی اصل ہمد ہے

نور نگاہ سلمہ اللہ تمنے جو صلح کل سے یہ طلب نکالا ہے کہ سب کو برابر پہنچا چاہیے
 کسی سے نہ اوکھنا چاہیے فی الحقیقت صحیح ہے لیکن عام لوگوں کے نزدیک سچ کیونکہ وہ
 طریق اہل نظر کا ہے نہ ہر رہ گزر کا منتہیان علوم معرفت و سالکان منزل حقیقت
 اگر اسکو اختیار کریں تو مضائقہ نہیں کہ بنیامین اور مستبدیان کتب و نو آموزان کتاب
 کے نزدیک جنگو گل و خار خزان و بہار زشت و خوب محب و محبوب کی تمیز نہیں کہیں اور
 تماشا تا وقتیکہ امتیاز سفید و سیاہ اور شناخت کرم و شہر تاب و ماہ میں نہو جائے
 دم نہ مارنا چاہیے دستی عقائد کو سنوارنا چاہیے اور یہ بات بے مرشد کامل اور ادا
 مراحل مشکل ہے اور یہی پہلی منزل جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں معنوی

ہر کہ او بے مرشد سے در راہ رفت	اور غولان گم رہ و در چاہ شد
اور رہنمائے کامل کی جستجو میں ڈھیل نہ کرے ہر کس و ناکس سے قال و قبل نہ کرے کہ مطلع	

عنقریب اوسکے احوال میں خلل ہوگا اور ستون امن و امان مستزل و زایل بلکہ
دستِ ہلاکت سے متاصل

ہے، علئے ولی اب یہ ذوالجلال اپنا اکمال پاکے نزدیکے کوئی زوال اپنا

اور حمد و اظہارِ خوب و او ضلع مرغوب کہ باعث تحصیل و تمیز و بقائے جاودان ہیں
یہ پنج ارکان ہیں اول ہوشیاری یعنی بڑے چوٹے کمرے کھٹے کی درپہ
خبر و ہوشیاری دوم اغماض بردباری زیر دستان و غوغا و بحرمان ستون
مطلوبون کی داد دینا اور ظالم کی رعایت نہ کرنا چہارم حاجت روائی سائل و مراد پزیری
اہل دل پنجم انصاف پرستقیم و پایدار رہے تصعب پیرا رہے کسی ملت
و مذہب و لہ پر خشم و حقارت و عداوت سے نظر نہ لے سولے نرمی و دلجوئی کے
کوئی بات منہ سے نہ نکالے یہ چند کلمہ جو خلاصہ احوال فوائد آموز حکمائے سلف
میں جہتِ انتظام نظم و نسق ارتسام تہنہ دل میں نہ سراوار تلف محبت قلبی کے
جوش سے حوالہ تسلیم کے و مَا عَلَيْنَا اَلَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ مولف

دنیا میں سہ بلند رہو سہ فراز ہو ختم سخن ہے عمر تہناری و راز ہو

ارسالِ شایعِ مطلوبہ کی اطلاع

بلند اقبال ستودہ خصالِ سہرت ذوالجلال زیب تن و زینت بدن سے درستی
معاذ بہتر ہے اور جامہ متعش و زیور مرصع و سامان آرایش سے لباس ہد و تقویٰ
دجو ہر علم و ہنر و سامان نیکنامی و فخر و انجمنی خوشتر اسبابِ جہان جہان کے
ساتھ ہے اور کردار نیک جان کے ساتھ جس شخص نے توپشہ اخروی بتیا کیا وہ مستند

آب خواش چون چہرے راکش
 عشق و رقت زاید از لقمہ حلال
 جیل و غفلت زاید از نادان حرام
 دیدہ اسپے کہ کرہ خسرو دہد
 لقمہ مجسمہ و گوہر شش اندیشہا
 میل خدمت غم رستن آنجہاں
 در دل پاک بود در دیدہ نور

روغنہ کا یہ چہرہ راکش
 علم و حکمت زاید از لقمہ حلال
 چون ز لقمہ توحید بینی دوام
 ہیج گندم کاری و جو پر دھند
 لقمہ تخمست و برش اندیشہا
 زاید از لقمہ سلال اندر دھان
 زاید از لقمہ حلال اسے حضور

موسد و ن کے عقاید کا مذکور ہو فوراً سرور

برخوردار نور چشم سلمہ و آنحضرت کی وحدت سے وابستہ ہے
 کہ اس کے انتظام کا یہی رستہ ہے جیسا کہ دارالملک انسانی جکا نام عالم اصغر ہے تیسرے
 نفس کے ساتھ شیعہ و شکر ہے ثبات و قرار مجموعہ عالم کبر اکا وجود حاکم صفا تیسرے
 مربوط ہے اور سلسلہ نظام دنیائے اہل خرد سے مضبوط آب اگر تدا بین نفس و افعال
 و اعمال تو اسے طبعی و حیوانی کے کہ فرمان بردار اس کے ہیں عدالت و اعتدال پر ہیں
 تو احوال بدن و اطوار تن بھی سلامتی و استقلال پر ہیں ورنہ بیت السلطنت صحت
 و عافیت سے نکل کر میدان فساد و زوال میں مقیم ہوگا۔ صحیح المزاج سقیم ہوگا اسیطرح
 جو ملک ملک یا صاحب حکم لباس اخلاق حمیدہ سے آراستہ اور زیور صفات ستودہ سے
 پیراستہ ہو اور اسے صواب کو پیش نظر رکھ کر از روئے عدالت متوجہ ہر انجام
 کار اہل روزگار ہو تو بیشک جہان اس کا مطیع اور تمام عالم فرمان بردار ہو ورنہ

غافل نہ نادان یکے سے روزگار سے جو خلق سے بیگ نہ زمین اور زمین سے نہایت
 صالحین کو جو دنیا کے کرم و دوسروں کے بھلے جانے پہچانے میں جو ان باتوں کو عمل
 میں لاوے انشاء اللہ کسی دھوکا نہ پاوے زیادہ دعا۔

نواسخی تہذیب دستیابی روزگار حربہ لخواہ و مشق سرار پر

قصرہ باصرہ دشت غرہ نامیہ اقبال و دولت طال اللہ عمرہ باسراع دستیابی روزگار
 بیش تر قوت نامیہ باد بہار فرحت بہت سے چستان قلوب اجاب میں نشوونما
 نہال نسا گل گل ہے اور ترانہ سنج بلبل زبان ہر حربہ نکل آتے ہیں کہ شکوہ نہالی
 آرزوی ہمارے عین شبابیت میں پیولا اور غنایب دل مذکور خزان بیکار کی
 پیولا لازم ہے کہ آبریزی افضال نعلب نہ گلشن کائنات کی شکر گزاری میں تر زبان
 رہنا بحر کلمہ الحمد ربہ کیسوت منہ سے کچھ نہ کہنا اور ضرر حوادث روزگار سے گل عیش کو
 بجائے رکھنا اور خوش اسلوبی سے شمر زندگانی کا مزہ چکھنا مالک بنغ و باغبان کے ہی
 حقہ میں لطف بہار باغ نہیں ہے اور مستحقین ہی امید واپس اور وہ خوش و تبار
 ہیں علی قدر مراتب سب کا خیال ہے ایسا ہو کہ فارگر بیان میں جا کر اولجہ میں
 اور گل پامال ہے دشمن ہنسے دوست ہر سنج ہے غیر طعنے دے نیک بے کے اور محسن
 کے احسان کو فہم بوش نکر عروس راست بازی سے اعراض کر کے توبہ و دروغوں کو
 ہم آغوش نکر نارشوت سے پرہیز اکل حلال پر قناعت کرنا اس ہم کو بخندہ پیشانی سر کرنا

مشغولی

یونکہ

آن بود آورده از کب جلال

لقمہ کان نورافند و دکنال

اعراض انہی کے جنس سے روپوشی کا کوہ و دشت میں بہاؤ سے سرگوشی کا نام
 آواز و گونج نہیں ہے مناسب ہے کہ باہر و بے ہم ہو کہ رہے تاکہ کوئی شخص برانہ کہے تو اسے
 جانی کو کار روزمرہ سے معطل نہ کرے اور طاقت روحانی کو ذکر خالق الارواح میں صرف
 کرے گوچشم گرداب بحر دنیا میں مبتلا ہو مگر مدعا اصلی تلاطم امواج تخیلات فاسد
 سے جدا ہوا اور جو شخص ان دونوں قوتوں کو دنیا کی ظاہری مادے پیروں میں صرف
 کرتا ہے وہ سب سے بُرا ہے کیونکہ یہ خود بنفسہ ایک جزو ضعیف ہے جبہ محض اپنے
 نفس کو مرکز کل عالم بنائیگا اور پی زیادہ حقیر ہو جائے گا اس طرح اگر کوئی شخص بغیر
 وسعت و استحکام قوت مدبر کہ روح کو عالم باطن اور غیر معلوم میں پہنچے گا تو پہنچ جانے
 میں اور وہاں کی سیر دیکھتے ہیں شبہ نہیں ہے الا اور اگر ماہیت معلوم ہو کر محض
 مجبوریت ہو جائیگا پس ایک طرف ترقی غیر مناسب بلکہ مضر ہے چاہئے کہ عقل معاش اور
 عقل معا و اعتدال کے ساتھ ہوں ۔

زیادہ نصیحت و تدابیر مسافت

فسر زند و لب بند بملالت روزگار پردیس کو تو جاتے ہو لیکن تم کو سمجھا ہے دیتا ہوں
 کہ بد خصلتوں کو ہنہ نہ لگانا اور نہ عدم حصول مقصد پر گہرا ناخفا ہونا انسان خوش
 مزاج پر اور سوال نہ کرنا کمال احتیاج پر غنیمت سمجھنا صحبت اہل معاہدہ کو اور دُور ہونا
 انسان قابل و صاحب استعداد کو جاہلون سے کلام نہ کرنا اور مستحقوں کو بقدر توفیق
 دیکر شہرت و نام نہ کرنا مقصد مہیا کرنا اگر اہل فضیلت کو اور پیش نظر رکھنا قانون
 عدالت کو خیال نہ کرنا اقوال شخص غیر عقائد کا اور خبر گیری اہل رہنما احوال متوکلان مکالمہ کا

و دانشمند سیدی کے سبب دیدہ و دانستہ ملازمت سے پرہیز کرینگے اور
 مستحق گوشت نشینی پر بھی بیخوف نہ ہو کہ وطن سے سوئے غربت گریز کریں گے
 بے شعور ناجربہ کار ہر سہ روز گار ہونگے اور بیٹے باپ کے درپے آزار و شفقت
 پر ساری محال سے مفرد ہو جائیگی اور مردمان تیرہ دل و فاسق سے محبت زمان
 صالحہ کا فور عورت مرد کی شاکی ہوگی ایسی پیاسی ہوگی پانی بر سننا کم ہوگا اور
 بدبیتی سے گراں خسروشی غلہ کا حکم حاکم شدت ظلم سے ملک ویران ہونگے
 اور کثرت فسق و فجور سے استیصال سے آفات و امراض ناگہان مردوں کو
 وضع عورات کی رغبت ہوگی اور عورت کو عورت سے ملاست کی عادت ہوگی جس سے
 ہے کہ درینو لا اوضاع فسق و فجور پر طبیعت زیادہ اکتی ہے کار نفس سرکش اس قدر
 بڑھ گیا ہے کہ خورشید قلب پر ظلم و کفر کی گستاخا گئی ہے ایک برس ہوا کہ گھر کی
 طرف سے کان میں غفلت کا تیل ڈال لیا ہے بتاؤ تو سہی کس خیال میں ہوتے یہ
 کیا کیا ہے ان باتوں سے انجام بخیر ہو یا غیر ممکن نظائر ہے ہمارے آل پر انہوں سے
 آسودن کا دریا بیا چلا ہے ہم تو آفتاب لب و بام میں کام کے ہیں یاد اللہ اعلم ناکام ہیں
 تم کو اپنی خانہ داری و حقوق و ابھی و زاد مساو کا لحاظ و پاس ضرور ہے منع حقیقی کا ہر حال میں
 شکر و سپاس ضرور ہے کہ بمصر دگر گون حال ہو جاتا ہے اکدم میں زمانہ کا

آزادون کا طور انجام پر غور

ستودہ اخلاق سلبہ خدا پرستی و راست بازی کو قبول اور خواہش نفسانہ کو معقول
 و مقبول قیود اخلاق حسنہ سے اغماض و تعلقات و بنوی مثل آل و عیال اور تلاش معاش

اور نشان دانشمندی اور شہادۂ سختی میں مستقل رہنا علامت خرسندی اور موت
 و نیومی غافل نہ رہنا تدبیر سے اور وقت اخلاص شکایت نکرنا تقدیر سے یہیمون
 احسان باعث بقائے نسل و خاندان ہے اور رفع اخلاص کی تدبیر کار بر آری
 محتاجان امورات ملکی میں صلاح لینا مدبران و اہل تدبیر سے چاہے اور فیروز
 دفعہ مندی کی استداد ہمت فقیر سے اپنی تندرستی و صحت کا علاج علاج درد مند
 ہے اور امید رحمت رحیم سبب عفو حبر ایم مجربان آب اگر کچھ عقل و فہم ہے تو سمجھو
 کہ ہماری تمہاری سلطنت انتظام خانہ داری اور آبادی ملک و مالی خوش باشی و نیک
 کرداری ہے اسبطور سے جو ہر ایک بات کی رعایت ملحوظ رہے تو آدمی ہر حالت
 میں آفتون سے محفوظ رہے محبت قلبی جوش زن ہوئی لہذا حوالہ قلم کیا زیادہ دعا

کلام تجرہ پیر و نصیحت دلاویز

سعادت آثار کیا چمچ وہ زمانہ الگیا کہ جسکی خبر خواجہ بیت و بشہ حضرت خیر البشر
 نے دی ہے اور تشریح اسکی علمائے دین و حکمائے متقدمین نے کی ہے کہ ایک
 وقت میں نیتین اہل دنیا کی بدل جائیگی اور ہوائیں جور و ظلم کی زمانہ میں ایک لخت
 چل جائیں گی عدل و انصاف کا نام نہ رہے گا اور ناظموں و محافظوں کو سوائے
 غارت گری و رشوت ستانی کوئی کام نہ بیگا حاکم وقت مظلوم کے انصاف سے
 آنکھ پورا نہیں گے اور امراہم صلاح ہو کر ستمکاروں کی اعانت فرمائیں گے حریف
 حق و امن صفیہ روزگار سے ڈہل جائیگا اور باطل برسات کے چاند کی طرح صاف
 کھل جائیگا عورتیں دلبر و جوائیں گی اور لڑکیاں وزیر و مشیر کھدائیں گی عقیل

اعتبار قابل اطمینان نہیں ہے اکثر عورتیں مردوں سے بڑھ کر مستعد و دیانت دار ہیں نعمت
 گزین و عنفت شعار ہیں اور بیش تر مرد و عورتوں سے سہاٹیں و بدالواری جقد و زکور
 نہ تکبیر ہائیم ہوئے وہ تمام انات سے بالکل کم ہوئے فدا کی کاٹھنی نہیں مردوں
 کیا ہے اور اپنے اصلی نشان رجولیت کو مٹانے کے وضع انات کو اچھا سمجھا علاوہ اسکے
 جلتازی چوری رشوت ستانی ڈاکہ زنی حرام خود کشی مرد ہی بہت اسیر ہیں اور
 عورتیں تو ان کے مقابلہ میں کم از عشرت شیر اگر انکی حرام کاری کا خیال کیا جاتا ہے
 تو یہ سمجھیں آتا ہے کہ جو مرد و عورت گمراہی سے توجرت کیسے اس طرف قدم نہ دہرے خلاصہ
 کلام یہ ہے کہ ہر دوسرے پر بغیر امتحان احتیاط رکھے اور ان کے چال چلن کا لگا
 رکھے کیلئے نہیں سنا ہے۔

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد خدا بیخ انگشت یکسان نکرد

اور مجر د گمان اور قول بلا دلیل پر کیسکو مجسم بنانا خود مجرم بننا ہے مطابق مضمون
 دانی ہدایہ یعنی پرہیز کر و تم گمان سے تحقیق کر بیٹھے گمان گناہ ہیں اور تہارہ کہنے کے
 موجب دو آثار ناشپاتی اور ایک بوتلی شربت انار روانہ کیا ہے پیچھے گا زیادہ دیا

تقریر زیان صایح ہوش افزا

آرام جان طلال اللہ عمر کا کتاب کی سیر باعث از دیاد فلاح و خیر اسوائے تیکو
 بار بار اسکی اشتغال کیجاتی ہے کل کے روز ایک بیاض مین دیکھا کہ در چہرہ
 بنیاد سلطنت عدالت ہے اور باعث افستہ ایش ملک ال شجاعت و سخاوت
 عالموں اور فاضلوں کی صحبت اور جاہلوں سے نفرت موجب استحکام عقائد ہے

چونکہ یا کو دکسرو کارم فتاد
کہ برو کتاب نامرغت خسر م
جسز شیا ب تن نیدانی لگیہ

ہم زبان کو دکان بایک شاد
یا مینو جو زو فسق آور م
این جوانی را لگیہ خرسشیر

تمنے چھٹین مین تشریح الحرف مین طوئے کی لکھانی پڑھی ہوگی جبکہ نتیجہ تحریر
علم پر وال ہے جو دولت پیروال ہے اور اوسپر عمل کرنا سنوارنا اور سنوارنا ہے
اور وہ بغیر مصاحبت اہل دشوار ہے اور اہل وہ ہے جو شرع پر مستقیم اور کتاب
وسنت پر استوار ہے اوس پرستی کا اطلاق صادق آتا ہے اور وہی پرہیزگار
کہلاتا ہے اور زایدون و متقیون مین وہ داخل ہوگا جو ان دس خصلتوں کا عامل
ہوگا تصدیق و حمایت حق بذریعہ نفس مطہر حق و باطل مین انصاف
خیر و شرست بزرگان و اشراف باخروان شفقت و باور و نشان
سخاوت و دستون پر دوازہ نصیحت و علم کا کہونا و شمشون سے ساتھ
نذرات و حلم کے ہونا عالموں سے تواضع بگر مجبوشی کرنا چاہیئے اور چاہوں
کے مقابلہ مین اختیار خاموشی کرنا چاہیئے مدام اسپر خیال رکھنا و لطف مال
رکھنا زیادہ دعا۔

بیان سعید مضمون مفہوم کی ترویج

برادر عزیز و افتخیر سلمہ اللہ خط بہار اپونچا احوال معلوم ہواتے جو لکھا ہے
کہ بہار دانش کے پڑھنے سے علامہ عبارت آرائی کے اسقدر دریافت ہوا کہ اقوال
و افعال عورت لائق اعتماد نہیں کیونکہ انہیں بہ نسبت مرد کے عقل و دین نصف کے
زیادہ نہیں ہم کہتے ہیں کہ جس مرد سے جان پہچان نہیں ہے اُس کے قول و فعل کا ہی

چھوڑو سفر عاقبت کا تو شہ درست کرو اور اسے فریضہ یعنی عبادت مالی و بدنی پر
 دل کو چالاک دچست کرو احکام شرع شریعت کی بجا آوری کو ہر قدم سمجھو اور
 تلاوت کلام مجید و تعظیم معانی و مطالعہ کتب و استعمال و عطا و کثرت تسبیح و
 درود سے آئینہ دل کو جلا دو مخلوق خدا کو امر معروف نہی منکر سے آگاہ کرو اپنی
 تہذیب اخلاق کی درستگی کی واسطے احیاء العلوم و کیسائے سعادت و منہاج العابدین
 پڑھتے رہو اتباع سنت نبوی ضرور ہے کہ اسکی برابر کوئی دولت ہے اور اسکے
 چھوڑنے کی برابر کوئی قصور ہے خاص اس زمانہ میں کہ اہل روزگار نے بدعت کو سنت
 اور سنت کو بدعت سمجھ لیا ہے بغور دیکھئے تو بالکل دانشمندی سے بعید ہے ایسی ہی
 حالت ہیں قول رسول مقبول صلعم **مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّةِ عِنْدِ فِسَادِ أَهْلِ قَبِيلِهِ**
فَلَهُ أَجْرٌ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ بَدَّلَ ہے چاہئے کہ اس وعدہ کو سچا جانکر احیاء سنت کے
 داعی ہو اور خاص ازواج بیوگان میں سامعی رسوم پر مروجہ شادی و غمی کو دور
 کر و کلام علمائے طامع کو لوح دل پر نہ مبطور کرو اور اہلیت و اصحاب رسول اللہ صلعم
 و انبیائے کالین مقبول یار گاہ سے محبت رکھو اور عدو سے دین و شیطان حسین
 سے نفرت ایسا نہ کرو کہ خیر الدنیا و الآخرة کے مصداق ہو جاؤ ناقصہ مالی کے ہاتھوں
 ہماری جانب سے عاق ہو جاؤ

نصیحتے گنت بشنو و بہانہ گنیں کہ ہرچہ ناخ متفق بلویدت پذیر

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَبِعَ الْهُدٰی

اور سلام اون پر جو تائیدار رہے کرتے ہیں ہدایت کے

خلاصہ نکات لڑکوں کے سمجھانے کی بات نظم

گردش فلکی پر نظر انداز ہو بیخندہ قدرت بے نیاز ہو کہ دم میں گدا کو سلطان اور
 سلطان کو فقیر بنا لے گا خانہ اوسکا سمجھ میں کچھ نہیں آتا ہے یوسفؑ حسین
 مہر سیمائیرہ حسین سکندر سے اولوالعزم بادشاہ فلک مرتبت ثریا جاہ رستم سے
 ہشتن صف شکن فریدوسی و خاقانی سے شہزادی نامدار اقلیم سخن کے شہر یار فدا طو
 وارسطو سے حکیم داندہ احوال صحیح المزاج و سقیم یا قوت رقم خان سا خوشنویس
 باریک بین خجل کنندہ ارزشنگ چین حاتم سا اہل سخا جو یلے خوشنودی خدا
 علمائے دین و اہل تقیہ حفاظ قرآن و منشیان دیوان کہاں ہیں روئے زمین پر
 اب اونکے نشان کہاں ہیں

مطب و مینا و مے ساقی حسین | کوئی بھی اوس بزم سے باقی نہیں

اسی طرح اچکدن ہم ہی آغوش دایہ زمین میں آرام کر نیوالے ہیں اور اس مقام
 دنیائے دلی سے گزرنے والے پر اس طاہر حسن و صورت مال و دولت پر فقیہ ہو کر
 اپنی جاہ و حشمت پر گہنہ نہ کرنا حماقت کی راہ چلنا ہے اور طریقہ دانشمندی کو بیدانشی
 سے بدلنا مناسب ہے کہ اس گردش کو چھوڑو بکروی سے منہ موڑو ورنہ شعہ

غیر افسوس کہی ماتھ نہ کچھ آویگا | بات رہ جائے گی اور وقت بکلیجا یگا

اتباع شرع شریف رسول الثقلین صلعم اختیار کرنا چاہیے
 اور عبادت معبود دارین پر دل دہرنا چاہیے

خجستہ اطوار سلمہ تحریر محمد نظیہ سے دریافت ہوا کہ وضع و ضعیف پر سیلان طبیعت ہوا ہے
 معلوم نہیں کہ مد نظر کیا ہے چاہیے کہ موت کو یاد رکھو اور آسائش جہان گذرانکو

ز قلوب کو اس خیالات سے گداخت کرنے کو قاتل سے کام لے ہر دم اوسکا نام
 لے تاکہ مقام اسفل ات افلیں سے گذر کر مستند اعلیٰ علیین کا کین ہو چرخ ہفت
 اپنے شہ نشین ہو پس مناسب ہے کہ اوس بارگاہ معلیٰ میں سرخرو جلے دنیا میں
 نام نیک سے عقبی میں عزت پائے۔ زیادہ دعا

عجیب بند ہو کر یکو کچھ پست کہو

عجب نادان ہیں جنکو ہے عجب تاج سلطانی شعر فلک بال ہا کو پل میں سوئے ہی گسارانی
 دریافت ہوا کہ آپ اس قلیل آمدنی پر اسقدر تازان ہیں کہ جسکا کچھ حساب نہیں
 اور چند خدمتگار پیاسہ درجہ میفرور کہ جو اب بنین غور کر دو کہ غور و برابے اللہ غور
 کر نیکو منع کرتا ہے اسپر بر ایک سے تمکنت رعوت حد بغض کی نہ ڈرائی جھگڑا
 جیتے ہی مرنا ہے کیا تم نے نہیں سنا ہے کوئی شاعر یہ کہتا ہے شعر
 اس طرح جی کہ بعد مرنے کے یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے

کتب تو اس رخ و سیر کی سیہ کر و قد ماؤن کے طریقہ پر قدم رکھو فتح و شکست
 عزت و ذلت باختیار خدا ہے اس میں کسی کا اجارہ کیا ہے دیکھو ایک پرشہ نے نرود کو
 شکست فاش دی گاؤہ آہنگ و فریدون نے بے مال و لشکر ضحاک کے ساتھ
 کیسی کی وہ فراروانی فوج و زیادتی خزائن و ترقی ملک کہاں گئی نہ وہ خود رمانہ آؤسکی
 دولت رہی دارا کو اوسکے غور نے کیسا ڈایا سکندر کے ہاتھ سے جان کہوئی ملک
 و مال گنوا یا خدا و کہاں ہے اور وہ اوسکا بلخ ارم نہ بہت آبا و کہاں فارون کہ ہر
 گیا اور وہ ادیکھا خزانہ کیا ہوا فرعون اور اوسکی تمکنت و بکر کا زمانہ کیا ہوا

قبضہ اقتدار میں ہے یہاں خزان سے متصل ہے اور خزان بہار میں ہے تاب
آفتاب کا خطرہ اوقات معینہ پر معمول ہے اور میں فی سیدق ذرا نہیں آتا اور جو قاعدہ
گردش زمین کا گرد و خورشید چھانتا ہے اس میں تفاوت ایک سال کا نہیں آتا سوچ
اپنی جگہ مقررہ پر قائم رہے اور دورہ ماہ گرد زمین ایک دفعہ پر لیل و نہار
فصل کا بدلنا اپنے اپنے وقت پر خوش سلو ہے کہ سکومر غروب سترامین بادِ سموم کا
وگر نہیں اور گرمی میں سامان شدت سردی کی کچھ نہ نہیں بننا تین بارش
باران سے ہزار نمونہ قدرت قدر نمایان ہوتے ہیں سبزہ زار و گلخانے رنگارنگ
بہار و بہار کو نظایران خوش الحان دیکھ کر تیرا دل سخی و تمہ نہ لئی سے جان کہوتے ہیں
وہ بہار جو ایامِ سدا میں غرقابِ برف تھے گریامین بنان آبشار آب زیریں اور وہ
درخت جو موسمِ گریامین رشکِ خارزار تھے نیم بہار کی بدولت بڑھکال میں عشبِ نیر
پس وہ خالقِ کائنات سے افضل و درجہ صفات میں کامل ہے اور عظمت و جلال میں
بے ہمتا و لامقابل وہی ذات پاک ازلی ابدی عین النور منبع الانوار نامتناہی
ہے اور سداوار بادشاہی غیر متغیر الحال کی مانند جملہ عوارض سے مبرا ہے اور کم نزل
ولایت الٰہی قیوم عالم قیام مدبر جمیع کائنات جو کوئی اخلاص و ارادت
راستی حسن عقیدت سے ایسے عین العزم خدا کا پرستار چھاؤں ہو جائے اور کسی
شتمس العزم سے منور ہو جاتی ہے اور ہر سے داخل اندر سے کہو جائے ہوئی ہوئی
باتوں میں ہزاروں بار یکساں و دقائق نظم آتی ہیں کج روی کی طرف سے رکاوٹ
صراط المستقیم کے دستے کھل جاتے ہیں اب سپر جو کوئی سوائے او کے انسانوں کی
شفاعت یا رستہ داروں کے توسل و حمایت مقامات متبرکہ کی گزیرت کو وسیلہ

گنگا جمنی دھاب ہے زیب بیانِ گلر خان
 جب طرح جی چاہے پردہ کیجئے ہر وقت آپ
 بہر مردن ہی رہا ان گیسوؤں لون کا عشق
 تو بہنم پر تو دیکھی چادر لکھا دوش
 یہ وہ پشتارہ ہے جس سے غم پر پشت آسان
 ایک صرع میں لکھا آداسر یا وقت نہ کر
 قاتلِ عالم اب اس سفاک کو کہتی ہے خلت
 دیکھ کر ہونٹوں پر سی ہاتھ پر رنگِ حنا
 یہ عجیب ہے وہ صنم آج آدم دلمے گئے اب
 آپ کی پتلی کر سے ڈر ہی لگتا ہے مجھے
 ہونگے مفسون خیالی شاعرانہ بندشیں

یا دو آئے میں اور ترائی میں پر بیانِ تکر
 وصل میں کھل جائیگے ربِ اپنے بیانِ تکر
 سنبل تر ہے سب گورِ غریبانِ تکر
 ڈھیر کانٹوں کا سب گورِ غریبانِ تکر
 مفت تم سمجھو جو ادھے بارِ عصیانِ تکر
 کیجی اس صورت سے تصویرِ حسینانِ تکر
 ہر گلی کوچہ میں ہے خونِ شہیدانِ تکر
 نیلوفر ہے تا گلورِ قلابِ مرجانِ تکر
 صورتِ زنا رہے تارِ گریبانِ تکر
 بلغ میں ہیں شلخ کھانگت ان تکر
 ہے ترے مشتاق کی نظر کو پہن تکر

پستہ سوسم قعات درجہ اولیٰ

شاگرد کو سبق دینا زبان کا کام قلم سے لینا

نویادہ حدیقہ کامرانی و نہال چنستان زندگانی بستہ بودہ باشند گلہ ستہ
 دعار و نمائے گل چینیان بلغ شادمانی باد دریمو لا شغل سیر گلشن تارنج حکماء سلف
 میں مصروف ہوں اسوجہ سے تحریر جواب نیکہ رنگ گلزار سے معذور رہا اور فی
 الحقیقت اس گلشت مطالعہ کتاب نے ایسا بخود کر دیا ہے کہ کوئی شے بغیر میں نہیں

نئی صورت سے دکھائیے چاہا کہ ناظرین غزلیات سابقہ اس غزل کو بھی جگہ فرمائیں
 اس کلام سے بھی لطف اٹھائیں محروم نہ رہ جائیں مگر مجبور تھا کہ کیونکر ادا
 کر سکتا ہوں کس عنوان اس گل سخن کی خوشبو سونگھاؤں معا دین خیال آیا
 کہ اس میں ہمارے مولانا بلا شک مدد دینگے ہماری آرزو کے دلی کو پلاتا مل پورا
 کرینگے لہذا ذریعہ فراغت نامہ ہزار وادہ خدمت کر کے ملتس ہوں کہ اشعار مندرجہ
 پر چہ ہذا کو مع ان چند سطور کے اپنے اخبار میں جگہ دیجئے بندہ کو مہنون منت کیجئے
 زیادہ والسلام والا کرام

غزل

<p>غزل آب آئینہ میں نیلے حیران تاکر صاف ہمیشہ ہے یا سیلی نمایان تاکر اک طرف زنا رہا اک سمت قرآن تاکر اور باقی ہے ابھی دیوار زندان تاکر بدی ہو لون کی جو پہنی تھی ایجان تاکر اے خضر دیکھو یہاں آبِ جوان تاکر قد آدم ہو کہ دیوار گلستان تاکر درمیان اون کے تہا رہی ہونہ ایجان تاکر بن گیا ہوں صورت سرور چراغان تاکر ہو گا زنا رکے ہر تار گریبان تاکر قاتلون کے ہے مگر یہ جوشِ عرفان تاکر رہتے ہیں اکثر جو وہ کیسو پریشان تاکر</p>	<p>دیکھ کر اے آئینہ ردتہ کدیران تاکر بال آئینہ میں ہے یا موزنِ سحر حسن مصحفِ روسے صنم کی عاشقوں کو جیا بیگ بیہ بھی ڈھاوے دیدہ گریبان تہاں تاکر واہ کیسے کیسے کے شاخ گلشن کیلے سیکر زانو پر جو لپٹا میرا شیریں ہاں تاکر جوشِ فصل گل میں دیو آبِ رکتے ہیں کین ڈا ب کے یوں عاشق و معشوق دہو میں تاکر سے لیکر زان تاکر ہر عضو تن سے داغ داغ اے بت نازک کمر خود ہے ترا دیوانہ کفر پیلے سے گھاٹ تک تیغِ دو دم غرق خون ہم سید بختوں کی آہ نیم شب کا ہے اثر</p>
--	--

ابو آپکا اخبار خوب ہو رہا ملاذو امصار ہے تحریر آزادانہ کی چارون طرف دہوم ہے
 شمع مضامین پر پروانہ وار شائقین کا ہجوم ہے ہر ایک فقرہ گو یا نکتہ معجون فلاسفہ
 آج تو یوں ہے کہ ہر طرح کی تحریر و تقریر میں سب اخبار دن سے یہ اخبار چاہا ہے
 میں خوشہ چین خرمین ارباب سخن ہوں چوٹی باتیں کیوں بناؤں صرف یہ مصرع بڑھ
 چپ رہوں مصرع خاموشی از تنائے توحید تنائے رقت + عرصہ ہوا کہ اخبار مفید عام
 میں ایک غزل فارسی جکا ایک شعر یہ ہے

از کجای آئی اے سست خوبی محو ناز | عطیہ گین تا بدامن عنبر افشان تا کر

تصنیف جناب مولوی غلام امام صاحب شہید دہلی قیدہ ایک اور اخبار میں اوسی
 زمین کی ایک غزل جناب مرزا خان علی نیک صاحب مہر کی اردو میں جکا مطلع یہ ہے مطلع

بڑھتے بڑھتے بڑھ گئی زلف پریشان تا کر | اس بلا کا ہی تپہ و بچا ماتہ جانان تا کر

نظم ترپڑھی فی الحقیقت زمین فارسی میں اردو غزل اس شد و مد کے ساتھ لکھا ایسے
 ہی شاعر بے نظیر و بے مثل کا کام تھا وہ دادے دشوار راہ طے کیا ہے کہ جکا آغاز تھا
 نہ انجام تھا منظور ہو کہ امین اور غزل ہی لکھی جاوے رنگینی مضامین و روانی طبع
 دہکی جاوے چنانچہ مشفق محمد سجاد خان صاحب شائق تخلص سے کہ وہ ہی
 آپ کو شاگرد مرزا صاحب موصوف کا لکھا ہر کرتے ہیں برائے نام خود ہی شاعر و بین
 دم بہرتے ہیں نزل لکھنے کی فرمائش ہوئی جو کہ جان صاحب ہمارے محکمہ کنوینٹ
 چھاؤنی اگرہ میں برسر روزگار میں اسوجہ سے محض عہدیم الفرصت باعث کار
 سرکار میں مگر محمد اللہ کہ اس مجلہ میں ادہاروں سے کہا گیا ادہار ادہاروں نے
 جو کچھ ہو سکا کہہ کے پیش کیا چند شعر خوب تحریر فرمائے بعض بعض تازہ مضامین

مشتاق نامہ نگار اپنے حال پر شکر گزار ہے اور خوشنودی احباب کا خواستگار
 است۔ یہ کہ عنایت نامہ ۱۱۔ دسمبر کا لکھا ہوا پسند رہوین ماہ مذکور کو بعد
 دوپہر سیکر پاس پہنچا قلیت مادہ تاریخ باعث است از طاطریع ناقص ہوں
 اور جب ایامے سامی سطور پر بطریقہ پیر چہ علیحدہ پر لکھا اور ذریعہ ضرعت نامہ
 ہذا پہنچا ہوں خدا کرے مقبول ہو اور مدعا کے دلی حصول ہو اگرچہ اس پر کمال
 عنایت موقعہ حرکت نہیں ہے الّا جب آپ سے رفیق کی رفاقت کفیل حال ہے تو چھ
 غریب الوطنی کی ہی شکایت نہیں ہے بقول مسودہ

امن و دل کو ہوا اک جاہ بساط دوران چوٹ کھاتی ہی نہیں نزد جو ہو رکتی تہ

بخدمت جناب منشی صاحب مخدوم الانام مرجع خاص و عام تسلیم دست بستہ عرض کر دیکھ
 اور انشاء اللہ بشرط حصول ملازمت و بحالت کیولی طبیعت کہ

بگڑا ہوا ہے اندون چرخ کہن کا رنگ فرصت زمانہ دے تو دکھاؤں سخن کا رنگ

کسی موقع خاص پر زور طبیعت دکھاؤں گا تقریظ ثانی میں طبع آزمائی کا بقول استاد
 مہر علی اپنی تودہ مثل ہے اک سر سر اسوداد کا حال ہو رہا ہے اور چند قطعات تاریخ
 پیچھے سے ارسال خدمت کر دینا گا بالفصل مجبوری اپنے دیوان کی فکر تکمیل و پیش ہے آپ بھی
 اسکی تاریخ اتمام کی فکر فرمائیں تو بعید از عنایت نہیں زیادہ والسلام الاکرام

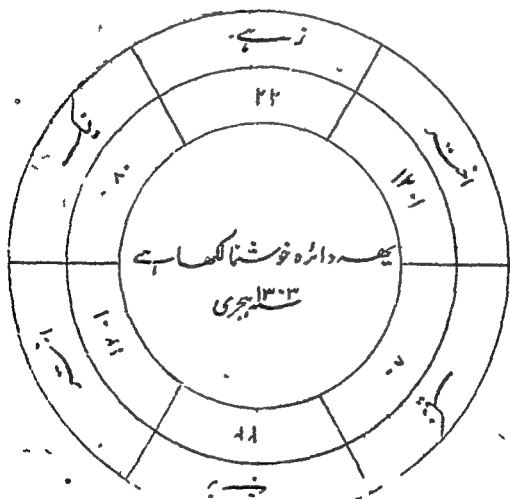
رقعہ مع غزل حسبہ رایش جناب یار و نجیب کہ صفا ہیکل کار کفست و مٹ چھاؤں کی

بخدمت فیض رحمت معجز و مجتہد مکرر عظمیٰ مجمع خوبی بشمار جناب مولوی خواجہ یوسف علی صفا
 ہستم اگرہ اخبار غفر اللہ انفسا راحقرا الانام بندہ رنجیت سنگ مدعا نگار ہے کہ ماشاء اللہ

نبیرہ ہوا سیر یا فسر علی کے
ردان جب زمین پہ وہ سرور وان
بزرگون کے سایہ میں دیکھے جو انی
رہے دور وہ چشم بد سے جہان میں

صد و بست سالہ کرے او کو داو
تصدق ہوں او سپر مدوہر انور
مدگار طالع ہو گردن ہو یادور
قصرین طرب ہو طینل مہمبہ

لکھو مال مشتاق اب دائرہ میں



جوا تحسیر فریق

مداقت کیش مصلحت اندیش سید ازل سید آصف علی صاحب ملہ اندالوی

نہ آیا ماشاء اللہ آپسی ذہین اور طبیعت کے رسا ہین تامل تو فرمائیے کہ کیا بات ہے
وہ کہتا ہے کہ کونسا جانور ہے کہ جسکا ایک پاؤں قسمل کر دین تو خاوند گھوڑا سواری
ہو جاوے اور دوسرا کاٹ ڈالین تو پہول خوشی ہو دار بن جائے اور تیسرا الگ
کریں تو زہر طہا بل ہو جائے جو کھائے مر جائے بندہ نے سنتے ہی بیہوشی مبتلا دی لیکن
امتحان آپکو ہی لکھتا ہوں کہ شہر میں منشی کہا تے ہو اور لوگ ہی منشی کہتے ہین
لہذا دو نمبر منشی سمجھ کر اس خبر کو تحریر کر کے دریافت کرنا ہوں کہ یہاں بتاؤ تو
سہی وہ کیا شے ہے مناسب ہے کہ اسکا جواب سوچ سمجھ کر تحریر فرمائیے ایسا ہونکہ لوگوں
میں نہیں ہووے والسلام

تحریر تہنیت آگین تولد شیر میر باقر علی تحصیلدار پالو سولہ اللہ ریالین
بسا باغ جہان بین امن باد جو اوس گل سے شکر صدا آئی مبارکباد کی منقار بلبل سے
الحمد للہ ریالین کہ نہال آرزو گل مراد سے بار آور ہوا اور چنستان تما نخل کامرانی
سے متحرر استیع نوید شین ولادت بسر اپا سداوت پوزادہ حضور کے غنچہ خاطر
ہوا خواہان نیرم نشاط باغ باغ شکفتہ ہوا اور گوہر مقصود نافستہ سفتہ لیکن تردد وہیم
ہے کہ فقیر تہنیت اس نیرم دلکش میں حاضر ہو کر کیا پیشکش حضور کرے اور کیا اشار
فسق پور موفور السرور البتہ فن شاعری کا شائق ہوں اور نیرم قدر شناس کا
مشتاق لہذا باشارہ سرودش غیب قطعہ تاریخ ولادت کہ گل چین سے بہتر ہے اور
گوہر کانی سے زیادہ تر روشن و منور جہت ملاحظہ اقدس ذریعہ ضراعت نامہ ہذا
ارسال خدمت میں پیش کرنا کہ قبول افتدز ہے عز و شرف + والسلام

قطعہ تاریخ

ملاقات بر ملا کھٹا جائیگا بر ساعت تہا را تصور ہے غم بیداری سے طبیعت کو
تکدر ہے دل بقیہ رگجر کی مانند نالان ہے چشم منظر خیال یار میں اشک بیاں آن

ان انکھیاں کیسیاں کو سکھ نہر جو نایں	دوہا	دیکھتے نہ دیکھتے بن دیکھی اکھیاں
سینہ بستر زار غم دل میں بن خوار فراق	موصوف	جان کے لالے پڑے ہیں ہون وہ بیا فراق
اچھا مواں دینے سے نہ جا بیا فراق		دق بہت کرتا ہے بابا ریا بیا فراق
وصل کی شب کہنا ہی مرغ سحر بیدار باش		ای محل عیش کو ڈھائی کے معاف سہ ان
کر کے زیر چرخ بے بنیاد عشق گل خان		اپنے ہاتھوں سے ہوا میں خود گرفتار فراق
کس زمانہ میں نہ بھی کیے تو رسم عاشقی		اے فلک پہر کیا ہیں اک شہ سزاوار فراق
حال اپنا کیا کہوں شتاق نامح کے بقول		ہو گیا میں دل کے سینے ہی گرفتار فراق

اگر اب یہی ملنے کا اقرار کر دے مقبوض دار مدار کر دے تو انکھوں سے حاضر غیور میں کس
باہر ہوں ورنہ سچ پر سچ اوٹھا ناخفت پانا ذلیل ہوتا ہے پھر اسے نہ تو قصہ طویل
ہوتا ہے سوچ سمجھ کر جواب کا تجربہ نہ رائے نہ جوانی کا اوتار ہو چکا ہے ہوش میں
اسے انجام کا رخ کو مشہد کھانا ہے بجز دار التواریکون ٹھکانا ہے ہم اپنے کہے سے
برای الذمہ ہوتے ہیں مطیع طریق ائمہ جو ہیں ایکہ کو اختیار باندہ بچا رہے ہر طبقہ انفقہ بچہ
جناب فیضیاب مخدوم مکرم احسن شائس میر غلام عباس کو دکھلائیے اور ادھیں سے
جواب لکھوائیے والتون

نظر پھانہ رعو کتا یہ ہے ایک معما پوچھتا ہے

مشق من کل کے روز ایک شخص زلی سے تشریف لائے اور کہنے لگے کہ سینے
ایک پرچہ اخبار میں ایک چٹکلا لکھتا ہوا دیکھا ہر خیز غور کیا اس کا معنی تو سمجھ میں

یہ ضرورت ہماری ہے

شعر

جب سے سودا ہو گیا اوس لف کا مشاق کو
آپ ہی بکتا ہے بیٹھا بیٹھا دیونے کی طرح

دم جو نہیں نکلتا معلوم کہاں اٹک رہا ہے آن صدیوں پر تہارا خار الفت دل میں کاٹا
کھٹک رہا ہے دیکھے کب بہارستان وصلائے جامع المتفرقین اوس گل رہا کو مجھ بلبل
دلختہ سے ملائے حیات تک نے یوسف کا جسم خاکی میں جان ہے تہارا ہر دم دھیان
اور بعد مر نیکی ہی ارمان وصل دل میں لیجاؤ نگاہ یقین ہے زیر زمین ہی چین بیاؤ نگاہ زندگی
پانی کا بلبل ہے عمر روان میل فنا ہے بقا بجز ذات خدا نہیں انسان شت خاک کو
غور زیا نہیں زحیم رخ بے بنیاد سے کسی کو رخ کی کو شادی آپ اپنی خوبصورتی پر
ناز کرتے ہیں ہم اپنی و فساداری پر مرتے ہیں

مولف

مانا کہ آپ ماہ جہ سالون میں کیا ہیں
ہم ہی حضور چاہئے والون میں کیا ہیں

شعر

امتحان بقدر طاقت انسان ہونہ کہ آدمی کے درپے جان ہو

تراغ سرور سراج تاجی عالم
ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا ہی ہے

آب اسطر فہی نظر لطف ضرور چاہیئے کیونکہ صاحب عقل ہو کچھ شعور چاہیئے شعر

انصاف ضرور چاہتا ہے
جو چاہے تمہیں نجم ادا کو چاہو

اگرچہ کبھی ہو لیکن بیشتر ہو صفت نیک خوب ہے بیہ اچوں کا اسلوب ہے الہا تہارا ڈنگ

بند

سب سے زالا ہے عجیب طور نکالا ہے

انسان ہو پری ہو مہ لقا ہو
خورشید ہو ماہ ہو شہا ہو

کیا تم سے کہوں کہ یار کیا ہو
بند ہے ہی نہیں نہ تم خدا ہو

اللہ تو بری بلا ہو
قلم فریادی سے کیا فائدہ وقت

کہ عورت کی ذات پونا ہے بہارِ دانش اس سے ملو ہے سورہ یوسف میں بھی یہی
 لفظ لگتا ہے سوئے اسکے جیادے جلیا آئے تو کیا کیا نہیں سنا ہے یاد ہو گا کہ آپ کی
 ہمیشہ صاحبِ سرمان تھیں بار بار زبان پر لاتی تھیں کہ مرد پونا ہوتے ہیں مطلب
 کیوں اسلئے سہ دیتے ہیں جان کہوتے ہیں جب کام چل جائے پھر لکھ جائیں کرتے
 نہم تہاری بات کا امتبار نہیں کرتے سو ہم تو اب تک اپنی بات پر ثابت قدم ہیں بات
 مضبوط و مستحکم ہیں وہی جنکو دعویٰ لہن ترانی تھا خیال مہر ہی آفتاب آسانی ہوتا
 بڑے قوم والے ذات کے چوٹے بھٹے کمرے کھڑے نکلے رباعی

کس سے کہیں اپنی اور کس سے شنیں	ہر پہلے جو شل شمع خاموش رہیں
سب سے بدتر ہیں ہیں انے مشتاق	اچھا تمہیں اب کہو بڑا کس کو کہیں

اؤر ہم تو وہی قوم کے رزیل ہیں سب سے خوار و ذلیل ہیں تم بڑے آدمی ہو اگر کوئی
 چوٹی بات ہی سہ زد ہو جائے تو مفاہقہ کیا ہے سوا کہی گرتے ہیں وہی ڈوبتے
 ہیں جو ترستے ہیں الحاصل

بے اثر ہوں غرض میں ہی مجذب	ورنہ کب جانا پاس سے محبوب
الفت میں کچھ کہنے ہی ہر چاہئے سودا	ہر چند وقاشیوہ محبوب نہیں ہے

شکایت پنجاب اس سے یہ معاملہ قضا و قدر ہے اس چرخ کہن کو ہم تو جو انون کی
 محبت پر رشک آیا جو محو تم سے چھٹا یا

کیا خبر تھی انقلاب آسمان ہو جا ایگا	دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہو جا ایگا
-------------------------------------	-------------------------------------

گر مجوسی ہمارے ساتھ کی وہ صحبت کی عزت کی جب یاد آتی ہے دن کو چین نہیں پڑتا
 راتوں میں نہ نہیں آتی ہے اس نہی قہقہہ کی عوض گریہ و زاری ہے ہمت ہے فراق میں

مذہب سے تمہارے جی کی تمہیں خیر ہے ہم تو اپنے حباب میں جلتے ہیں اس قہر کی بدولت تیرے

بیونٹاؤن کے نام پر پاپوش **شعر** ایسے اخلاص خسام پر پاپوش

اور تم خود کیا نہیں جانتے ہو تمہارے پیچھے کس کس کی باتیں سنیں کیا کیا تکلیفیں
ہیں جان پر کیل گیا رب بلا میں جہیل گیا **شعر**

نہ صبر نہ تیرے منہ میں شراعت سے لپیٹ **شعر** چٹائیں اس قدر چیلین فار پڑ اپنی نازان بون

اور تم نے علاوہ وفاداری کے سوکے طور یاری کے ازراہ عیاری یا براہ تمکاری
یہ تحریف سرایا ہے کہ تو نے شادی کی ہے یہ تو محض دروغ ہے البتہ اپنی
بدولت خانہ بربادی کی ہے یہ تو فریاد ہے آپے کس سے سنا ہے کس نے کیا
ہے یا نیا ہوا فقر ہے ہو کو خود تمہاری کتاب جدائی کے مطالعہ سے چٹکارا
نہیں غیسکریاں کر سکیا یا نہیں پھر کون سی لوح دل لانا کہاں سے ایسا لکھو
باتا جو دوسرا ہوتا شادی رچاتا **شعر**

آپے مطلب ہے ہو کو کیا غرض ہے اور **شعر** بات اتنی ہی سمجھ لو چاہے جھوٹ سے

اینا تو اس دم تک چسپال ہے اور یہی مقال ہے **شعر**

تم سے غرض ہے غیر دن کے میوہ چن گیا **شعر** پردانہ کو ہے شمع سے کام انجمن سے کیا

اگر تمہارا سادل پتھر ہوتا تو کاہیکو اتنا درد سر ہوتا جیسے تم سے صرف بہار **شعر**
و عشرت ہو غیر دن سے گرم محبت ہو

کب چاہے گی عقل مصلحت **شعر** تم تو کرو شادی ہمسہ کریں رنج

ہم بھی مزے اڑاتے ہیں جلاتے لیکن طبیعت سے مجبور ہیں گوچہ یونانی سے
دور ہیں جو تمہارا مل ہوتے تو کیوں بار بار روٹا دیتے اور اس امر کی شکایت کیا ہے

حسن بن یحیٰ بن عریضہ اپنا تقصیر مدد دیگر شکایات آیا آفت بے اندازہ لایا زخم
 نام کتاب کہن کوتاہ کیا پریشان اجزاء نسخہ کن بدل کا شیرازہ کیا **مشابہت**

بات کہئے تو ہے شکل جو نہ کہئے شکل اپنی مینابی پہ تادان ہوئے حضرت دل

اور اولٹا ہی کیا شکوہ بیجا ہم سے

لیکن یہ وہی مثل ہوئی بقول شمع

خط کے آنے پہ اگر ہم سے ہوا انا تو کیا رلف ببتا کہ صفائی میں صفائی ہوئی

جب ہم نے ہی ورق کتاب جیال اور لکھنا زرد اخلاق محسنی پیش قدمی کی تب اوسکا جوا

بان سحر طال تھے لکھا تو کیا ہوا یہ نسیم **رباعی**

یہ بے ادبی و جیالی کب تک یہ شوخیان اور یونانی کب تک

مشتاق سے چار اکڑ ہوئی ہر ذرہ پھر اوس سے پروردہ کی صفائی کب تک

کلمات نیسا کا نہ لبان سندرہ لہندی تحریر فرما نا شیوہ ضرورت سے دور ہے یہ کیا

شور ہے اور اگر شوخی کا ہے کہ پہنچی بے موجب ہے کیونکہ مضمون آیہ دانی ہدایہ

الْحَالِ خَالِمْ مَوْكِنَ عَلَى النَّسَاءِ کا خیال چاہیے پیش نظر ہر کام کا مال چاہیے خیر

گدشتہ راحلوات اسکی بات یہ ہے کہ اسوقت تک کوئی بات تفتیہا حوالہ قلم نہیں ہوئی

شکایات گذشتہ تر رقم نہیں ہوئی اب مجبور نہ بلان پر لانا ہوں پر سر مطلب آتا ہوں

حلائی نگلی مکان پر بیزارو مکد جلدو جہد رو پر کو غمزدہ دودمان سلالہ خاندان سر بلند

دست فرزانہ بہت ساز و والدہ باعیدہ آن پاکیزہ کیا کیا نہ بات ہوئی کہیں کہیں نہ

دھکیات ہوئی ہاؤن پر کیا عمل ہوا درادرسین پر کسوجہ سے جھلن ہوا تینے اپنے چالچل

خاندان کی بات فرد گذشتہ کی مینے تمہاری کس قدر برداشت کی بیان اب یہی ترجمہ

وہ محبت جو کہی تھی اہتہ آنا غیر ممکن ہے کہ نہ وہ اپنا زمانہ سے نہ وہ اپنا سن سے
 ان اگر جواب ہی آجائے تو غنیمت ہے کہ وہ ہی اس تنہائی میں نمبرۂ صحبت سے
 انقصہ مختصر اس طول کا یہ ہے کہ بخدا کے لایزال جیتک اسکا جواب لکھ کر روانہ فرماؤ
 آپ آج طعام نہ کھا دین اب جدائی بہت ستاتی ہے شب تنہائی میں حبان
 لبون پراتی ہے ہمارے کوچہ کے ہزار چکر کے زیر دیوار لاکھ نالے کے مگر
 تلو ذرا خیال آیا لگے سامنے میٹھا ہی موقوف فرمایا کلمہ کو پیکر کو جو پہلے تھا ایا م رخصت
 چلا آیا آنسو پے خون جگر کھایا ایک شخص نے تہے ملاقات کر ادینکا وعدہ کیا تھا
 سو وہ بھی نہ ملا اور آپ تنہا جاننا مناسب نہ جانا کہ شاید کسی ہماندین سے مٹ پیٹ
 ہو جائے ایک نہ ایک کا ڈھیر ہو جائے آپ اگر اسکا جواب ایگا تو کسی قدر خرچ
 بقدر وسعت و لیاقت روانہ کیا جائیگا آئندہ اختیار ہے زیادہ شوق ۔

جواب محبت نامہ شک غزال عنا غیرت لیلی و اظہار شوق
 ملاقات ملازمہ کتاب کے حرف و حکایات - شعر

خدا کرے جو وہ ہاتھ آئے مستجاب ہے کہ جسکے نامہ کا کرتا ہوں میں جواب ہے

گل گلستانِ رعنائی سے دو ہر ہر خیالی زیبائی شیریں بخش چار شہرت سے اسہ نہر
 انصباح عالم حسن و عشق روز افزون باو شرح خیال گلستانِ اشتیاق از بس طول
 کہ جسکا آخر ہے نہ اول ہے التحقیر سے اصل معانی آتا ہوں حکایت خاصہ بان پر لانا
 موت کے بعد لایا ہے قاصد ہمارا خط شعر کیا پیاری پیاری باتیں ہیں کیا پیاریا خط
 صفحہ مودت الگین رشک فکدہ چین بطلبین ضعیف البدن غیرت دہ مضمون مثنوی

دفع میں نسر ق جو آیا تو میرے دل میں ہوا پہلے اور ایک چلن میں تری فرق اتنا جلنے دو جلنے دو بس اپنی طرف تم کو جسے دو کارین اچکاوٹ سے مشتاق	کچھ نہ کہنے برق بلاشبہ تری ذات میں ہے جو تفاوت سے شرم میں دھرت میں ہے کیون برا کہتے ہو وہ قہر سادات میں ہے پہتر میں فائدہ کیا او کی شکایات میں ہے
---	--

یاد ہو گا کہ اس ناکارہ نے وقت ملاقات جو اسرار اطاعت آپ سے کیا تھا اوپر لپکا
ثابت قہر میں اور آپ ہی اصل نسل دے ہیں کہ جنکو برخلاف محبت کے ہم سے رم ہے
یہاں پر یاد دہانی ہے بات جہ ہوئی ہوئی جانی ہے کہ آئندہ یہاں سے لیکر تا ہر روز فدا
یعنی پیش خدا شرمندگی ہو جیاتی سے سب دنیا میں زندگی ہو اگر اب بھی حرکات
ناشایستہ سے تائب ہو کر دیر راہ آؤ تو مصغر عمر پر تو دہی گھس دہی دہی ہم +
دفع ہو کہ جب آدمی خلیل جاتا ہے تو کیا کیا زبان پر نہیں لاتا ہے اسکا بٹا باننا
بیجا ہے کوئی شخص یہ کہتا ہے

بند

یہ تو جل جل کے کہہ دینے پر ہے دل کا یہ حال ہر گھڑی پیش نظر سے برج انور کا جمال آرزو ہے کہ تہا راج زیبادیکھیں	محو ہوتا ہی نہیں آپ کا ہر وقت خیال یاد آتی ہیں وہ زلفین کبھی عارض کبھی خال انکھیں پھوٹیں جو کسی غیر کا چہرہ دیکھیں
--	--

اس وقت پانی بہتا ہے سد و آمد و رفت کا رستا ہے کیفیت موسم بہا سے یاد
آئی طبیعت اہل آئی الفت دیرینہ و محبت پارینہ کا خیال آیا یاد وہ مہ جمال آیا چین
آیا اس وقت جطر ح ہو سکے دو بد و کلام کیجئے ہم نبل ہو کر ارام کیجئے لیکن پابندی جسکو
نوکری کہتے ہیں مانع آئی حیات غیرت سے رخصت دلائی عجور و زبیرہ مکاتیب مست
بہم حکم مدعائے دل مقصد قلبی کو حوالہ اسلم کیا فوراً یہ نامہ رقم کیا یہ جانتا ہوں کہ

ابھی صورت جو ملی ہے تو حجاب ہے
مت کر و تازہ اتراؤ سنبھال ہے
کس لئے حسن و روزہ پہ یہ مغرور ہو تم

اس جوانی کا میری جان بہرہ کیل ہے
بتاؤ ریا نہیں رکھتا ہے نہیں کتاب ہے
جانتے ہیں کہ اچی رشک و حور ہو تم

اور جناب مرزا غنایت علی ماہ سالہ فرماتے ہیں شعر

اوحسین حسن و روزہ کی حقیقت کیل ہے

چار دانہ ہی نہ ہی پاس وہ دولت کیل ہے

آب کیا حال ہو گا گو بظاہر خوش ہو لیکن جو کہ وقت اوتار نہ جوائی ہے طبیعت
ضرور ملال ہو گا خیر مضمیٰ یا مضمیٰ یا اقصا اب خلاصہ کلام اصل مراد یہ ہے
کہ فقیر جو مجھ مقتضای آب و اند کہ ہر فرد بشر کو یہ امر تاگزیر ہے اسکی تاثر میں سرگرداں ہو کر
چند روز سے مقام نہ یاست الودین قیام پذیر ہے یہاں ہی سیر و روزہ
کی ہے کہ نوکری عہدہ مدرسہ اول فارسی تحصیل دیوڑ کا ہے یاد ہو گا کہ ابتداء
ملاقات میں وقت حرف و حکایات میں اپنے ارشاد فرمایا تھا بلکہ مکرر زبان
آیا تھا کہ ہمارا شیوہ ہر کس و ناکس سے ملاقات کا نہیں مرد اجنبی اور شخص غیبی
طریقہ گفتگو اور بات کا نہیں شعر

پہرہ کیا بات ترے دل میں سہالی ظالم

دفعہ سب بارہ و رسم یہ سہالی ظالم

اور یہ پیشہ اختیار کیا بحالت اختیار قبول طریقہ ناہنجار کیا قرینہ سے ایسا معلوم ہوتا
ہے بلکہ حدیث نبویؐ کا مضمون مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ حضرت رسولؐ قبول معلوم نے
ارشاد فرمایا ہے حدیث پاک میں آیا ہے **كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ** اور مؤد
اسکا کلام فقیر ہی ہے بگذا

کیا بہنا فائدہ بچراؤ کی ملاقات میں

طور ہر جانیوں کا جسکی ہر اذات میں

مقام غور ہے کہ جسے تمہارے واسطے کیا کیا غم و رنج و درد الم اٹھائے مگر آپ کے خیال میں ذرا نہ آئے بقول ماہ

مرثے خاک ہوئے خاک ہی برباد ہوئی صاف ہو جائیے اب ہم کہہ دیا ہے

غیرت نے غربت کی راہ دکھائی اس غریب الوطنی نے کس کی باتیں سنوائیں
کیا کی غلٹی کی چوٹ کھائی دلوں شوق محبت اور جذب الفت نے پھر اکبر آباد کی
صورت دکھائی بنجر آدھ اور لاکھ لگاؤ کے آپ کی شکل نظر آئی ہم منتظر دیدار ہے
مدا آمدت اوجھلے کر ڈرنج ہے لیکن تھے نظر لانے کی عوین صاف آنکھ چرائی
صورت ہی نہ کھائی افسوس

کہے زیر چرخ بے بنیاد عشق گلر خان اپنے ہاتھوں سے ہوا میں خود گرفتار فراق

یہ تاکہ معشوق کی ذات بیوفا ہوئی ہے مگر بدکردت آجانیکی مٹا ہی نہیں تھیں اہل صفا
ہوتی ہے

تمہیں امید یہی تھی کہ یہ بیدار کرو
برم کیا ہے ہوا پہلے وہ ارشاد کرو
خاکساری کو میری تم ہی نہ برباد کرو
یاد باد آنکھ سر کو بے توام منزل بود
دل ہماریکو کڑا غیر کا دل شاد کرو
تب ہمیں بندگی اپنی سے تم آزاد کرو
کچھ تو وہ اگلی محبت سے صنم یاد کرو
بر زبان بود ترا انچہ مراد دل بود

تمنے کیا سمجھ کے ہم سے کہا کہ کیا کیا ایسی بہرائی جو ہماری آنکھ کو دریا باروں کو پارہ پارہ کیا
انصاف اسکا پیش حکم الحاکمین ہو گا بیوفائی اور دغا بازی کے بدلے میں مقام ترا سفل
التانین ہو گا خیال آل پر ضرور تہا بندہ تمہیں کتنی دور تھا اگر غرور حسن و شباب دل میں
توبہ تصور نفسیہ

بطلب رسالہ تحفۃ العارفین پہنچا جائے سامی کتاب کو مطبوعہ مطبع نظامی
عاجی کریم بخش کتب سروس سے قیمت ڈیڑھ روپیہ خرید کر بیس ڈاک پیسٹ
روانہ خدمت سامی ہے امید کہ رسید کتاب سے مطلع فرمائے اور قیمت اسکی
بذریعہ منی آرڈر رعایت فرمائیے زیادہ والسلام

نامہ بنام محبوبہ جو رحال قمر مثال ہونے کا ذکر ہے اور وصال کی فکر ہے

تہدی حیرین ایک دم نہ ٹوٹا تار شکون کا شعر نکلے بے دیکھا دیدہ پر خم سے پیدا خط
یوفا ستم شناس کچھ خلق بد اطوار ستریمیر و تی و کج ادا الی مخزن بیہری و بیوفائی
دوست رود شن خوہم پیا یہ چرخ بے بنیاد بانی ظلم مایہ نسا و ہذا اللہ الی
طریق النجا و سلک من افات الدنیا شعر

تسے تھی چشم وفا کی نہ جفا کاری کی ملے یا آپ نے ہم سے بڑی عیاری کی
اگرچہ شوق ملاقات و اشتیاق دیدار سے آیات اور تمنائے وصال اس جو رحال کا
جس قدر دل میں ہے کام و زبان و زبان قلم سے ادا ہونا دشوار ہے یادہ گوئی اور
قلم فرسائی اس کو چہ دشوار راہ میں محض بیکار ہے اگر حیات مستعار باقی ہے تو بالمشافہ
حال بیان ہوگا اور سوقت یوفاؤں کی یوفاؤں آدم و فاداروں کی وفا کا امتحان ہوگا شعر

وہ دو ہی دن میں ایسے ہو گئے اللہ کا قدر ہوا نام سنکر ماتہ ایک انون چہرے میں
جو کہوٹے میں کیٹ سیانے دوہا اور پڑے پڑے پہچانے

نصف مزاجوں سے انصاف طلب ہوں ہمت دیرم احسان فراموشوں سے روکش ایسے
شرنا اور نیچا کلمہ ہی طور ہوا کرتا ہے یا کچھ اور کہ جو طبیعت عالی میں آیا مزاج اقدس نے پتہ فرمایا

مرا یہ دامنے مرشد شہاب	دو اندرز فرمود بر دوسے آب
یکے آنکہ بر خویش خود میں مباشر	دوم آنکہ بر غییر بد میں مباشر

یہ بات خیال میں نہیں آتی ہے کہ لوگ پڑھ لکھ کر نادان کیوں ہو جاتے ہیں اور واقف کار اجماع کیوں لیکن پہر آپ ہی آپ سمجھ کے چپ رستے میں کہ امورات تقدیر لا علاج ہیں وہ غنی ہے ہم محتاج ہیں جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے جیسا مولانا رحمہ اللہ لکھا ہے

شعر

چون خدا خواہد کہ پرده کس در	سیلش اندر طمسہ پاکان برد
-----------------------------	--------------------------

جو لوگ مولویوں کو کہ نائب رسول اللہ ہیں برا سمجھتے ہیں ہم ان کو جواب ترکی تریکی دیکر نہیں اوجھتے ہیں خدا کے سپرد یہ معاملہ ہے کسی کا کیا گلہ ہے یہ حدیث

مَنْ يَشَأْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ زِيَادَةٌ وَالتَّائِبِينَ

بطلان حجت شمول جلالت الہی بھت آیات

اخلاص نشان سبح الشفان صاحب ملکہ اللہ بعد سلام شون آنکہ اس آیام فرخندہ فرجا میں شادی کہ خدائی بر خور داہر جستہ اطوار بیروہ سند خان کی قرار پائی ہے اور تاریخ ۱۹ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۰ کو بروز پنجشنبہ رسم خانبندی اور بیسویں کو ساچہ اور کیسویں کو برات جاوگی ہر سہ روز محفل طعام و رقص میں ہر وقت افزونہ جلسہ ہو کر مہربانیت فرمائیے شعر

گر قدم رنجہ کنی جانب کا شائے ما	رشتہ نرسد دوس شود از قدمت خانہ ما
---------------------------------	-----------------------------------

اطلاع ترسیل کتاب الکیدت تحریر جواب

مطلع خوبی بیکر ان سیدہ عترت حسین ملکہ اللہ سلام کے پیچھے واضح ہو کہ صحیفہ مودت اکبر

کا مائتہ فرسہ رائے بالفعل کان کلویک پر فرد کش ہون جس خاکسار سے ہوائے بیماری
 ہتی اب اس سے بیان آتش ہون برائے خدا اپنے اہل خاندان کبھی کبھی بیان
 اس نور نے کہ پیچیدہ کی اجازت دیجئے کار تو آجیج کہ جسے اللہ اسکا اجر اپنے
 حقیقین لیجئے زیادہ والسلام والکرام

رد کلام از کلام مستکلم

محبہ ریاضی عوض علی صاحب ریاضیہ آج عند الدرس ایک طالب علم نے کہا کہ جبکہ
 شادی مقام کہیر تل میں ایک مولوی صاحب ال علی نامی ساکن نازنول وارد ہو
 مباحثہ طلب ہوئے کہ جسکی تقریر کے حیران سب ہوئے اور یہ شعر

کبھی اور مولوی کے عدد برابر میں | کفر کرنے میں یہ دو تو اشد برابر میں

پڑ کر فرمانے لگے کہ میں نے کہا ہے اور یہ عدد میں ہی نکالے میں اچھی طرح دیکھ
 بھالے میں جو دت طبع عیان ہے آگاہ سب بیان ہے اعتراض ہو تو بیان کیجئے
 جو غلطی مفہوم ہو او سکا نشان دیجئے حجت اعتراض بے محل کے جواب نہ پائے
 او ٹھکر چلے آئے فقیر نے اس لڑکے سے کہا اگر جو دت طبیعت اور تیری ذہن
 اسی کا نام ہے تو ہمارا ایسے مولویوں کو سلام ہے سمجھ لو کہ جب مولوی اور کسی
 دو دون کے عدد کا آپس میں وصال ہوا ہے جب ایک جمال علی پیدا ہے کمال
 ماہر ان فن پر روشن جلی ہے کہ اعداد کسی و مولوی ہم عدد جمال علی ہے تم او سمجھ
 موجود ہے کیون نہیں کہد یا کہ مولوی ایک کسی کا عدد ہے اور تم دو کسی کے پس
 تم سمجھ لو کہ جیسا تم مولوی کو سمجھے ہوئے ہو اس سے دو چند ہم آ پکو ہمارے نزدیک
 صلح کل سے بہتر کوئی بات نہیں جیسا کہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے

اے بے یقین میری بات کا یقین ہو گا جو ثا الزام لگا کر ملزم بنانا خوب نہیں مصلحت
 اندیشوں کا یہ پیشوہ پہلو بنیں اور جو یہاں ہی ڈھونڈ سکتے تھے تو خیر شکوہ محبت
 جب تہا نہ اب شکایت بغض و بیر مگر محنت جگر کی جدائی بہت مشتاق ہے اگکہ اوس
 نورعین کے دیدار کی مشتاق ہے دل میں خیال نہ رہے کہ دوری لیجانے سے
 کس قدر بیدری ہوئی ہوگی صدق نے کار بند و ق کیا ہو گا کتنی درد سہی
 ہوئی ہوگی جتنے تو آپ کو رفاقت شش سالہ کی جلد دین ایک لال دیا اپنے اوسکی
 ہکمر و نچ و طال دیا ہم ایک غم کی بدولت اوسکی دولت دیدار سے محروم ہیں
 غیر حبیبہ مدام نفرت تھی وہ اوسکے پاس ہے تم شاد ہو ہم مغموم ہیں مصیبت کا دھڑلہ
 بیان قابل رفاقت نہیں حرت شکایت زبان پر لانا اپنا کام نہیں اوس حال میں ہی کہ
 گھر بار تھکا نہ چکی جو لہ تھا اپنا ہی مقولہ تھا

بیکس ہوں پر مدد کو غصے کی دلی توجہ ہے | گو پاس اور کچھ نہیں یاد علی سے
 متوازی سنا گیا کہ بے دردت دیدار اپنے ماشاء اللہ گھر بار سنبھالا ہے بیکاری کے
 رنج کو یوں ٹالا ہے تو بہ تو بہ پہر کیا مینے زبان سے نکالا اب تو ہر سر روز گار
 ہو چو ہمارے دشمن تھے اونسکے دوست ہو رقیق ہو عجموار ہو مگر برائے خدا ہو کچھ ہی
 ذرا یاد رکھنا تم اپنا دل جی طرح جی چاہے شاد رکھنا تمنا ہے کہ کبھی کسی ہمارے
 اس بارہ دل کو ہمیں دکھا دیا کرو اور تو کس لائق ہیں اپنے حق میں فقیروں کی
 دعا لیا کرو در نہ اسکا بد لا ہو خدا ضرور دیگا سنا ہے کہ نہیں وہ خود فرما تا ہے
 اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ جواب کی خواستگار ہوں اور دروازہ فیض بخش ہی آیات
 کے طلبگار امو نصاحب کے پاس سپا س نہ روا نہ فرمائے احسان یقین ہو گا یقین

انکار بعد اقرار پر راضی برضا رہنا شاوی کی مایوسی پر سوچ سہنا

شیخ صاحب صدر حسنات و کرم مجمع اتم سلام اللہ علیہم رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ -
جانشانی کی قدر دانی پر قربان اور شیوہ اتحاد و مہربانی پر فدا ہزار جان اپنے
میں اپنے ہی جال کا نظارہ کرتے ہیں اور طرف سے وہی ٹپکتا ہے جو پھرتے ہیں
آپ کی بدولت اس نے دریافت کی تکلیف اور ٹھانی تھی اور یہ بات مشہور ہو جاتی
خیر جو مرضی اقدس میں آیا وہ ہکو ہی قبول ہے نہ جب کچھ عذر تہا نہ اب ارشاد
عالی سے عدول ہے فقط اس قدر تصدیق خدمت ہے کہ ناگوار طبع نہ تو کاغذات
مرسلہ ہمارے پیہر و بندہ کے چانیکا ارادہ ہے ہضم ہوئے الورا مادہ سے و الکا

اپنی بد کرداری کا دوسرے پر الزام دہنا اور ہر ملاقات کا پیغام کرنا

ادب کا فریادی شہر کے پر وایان شہر آشناد و چارون نا آشناد و چارون
گردش جہنم گردون دون کا اثر عاشق و معشوق کو زبون ہوتا ہے دیکھو شروع فصل
بہار میں گریبان گل چاک چاک اور موسم خزاں میں بلبلی بیباک کا انجام کو فریق
گل میں خون ہوتا ہے نیزنگی زمانہ بوقلمون ہے یہ سب فیض معبود مجوں ہے گاہ و
کی شام ہے اور کہی روز فصل ہے سچ ہے مشیت ایزدی میں کس کو دخل ہے جس
تعلق تھا اس سے انفصال ہو گیا اللہ دم کے دم میں کیا حال ہو گیا جبکہ دہن
دولت سے بند ہے ہوئے تھے اس سے کیسے یکا یک چوٹ گئے پیندے دام غلامان
کے اتنے جلد کیونکر ٹوٹ گئے مال کار نہ سوچی کتا میرا کام کیا آپ توقید تفکرات سے
چوٹے ہکو سیر دام کیا اس بے انصافی کا انصاف پیش احکام الحاکمین ہو گا اور تو

اسوقت باغ کی کیفیت پر فضا ہے ہر ایک ہنال گل ہر اہر ہے اگرچہ تیرا کی کامیلہ
 ہی ہمارے شہر میں دید کے قابل ہے لیکن تماشائے کوہستان ہی اس فصل میں
 قدرت قدیر کا نمونہ دکھلاتا ہے اگر اس ایام میں فرصت ہو تو اس سیر کو ہی حتی المقدور
 ملتہ سے مذکور زیادہ والسلام

شکایت گرام

وحید العصر کہتے ہیں سلمہ الرحمان بعد سلام شوق مدعا نگار ہوں متحیفہ مودت الین
 شعور یافت حال ورود ہوا ممنون فرمایا کیفیت یہ ہے کہ چار روز سے گرمی کی شدت
 زیادہ ہے اور اسی روز سے روزے شروع ہو گئے ہیں ضبط خواہش طعام
 امر اختیار ہی ہے لیکن سہ پہر سے پیاس بدحواس کر دیتی ہے تمیل احکام شائع
 علیہ السلام ہر حال میں واجب التسلیم میں اس شدت و نسب پر بعض بعض اطفال
 خورد سال نے بخوشی و طرب روزہ رکھے اگرچہ آئین مذہبی میں عقل کو دخل دینا نازیبا
 ہے مگر تسلیم الطبع کا قول ہے کہ کوئی فعل مذہبی اہل ہلام کا خلاف حکمت حکیم مطلق
 نے نہیں رکھا ہے چنانچہ بخلا ارکان صلوات کے وضو و غسل اور طہارت کہ جس سے
 صفائی تندرستی ہی سمجھی جاتی ہے علیٰ ہذا القیاس روزہ کہ جمین علاوہ تیز خورد
 نوش کے اجتناب منکرات اور اختیارات واجبات لازمی ہے کیونکہ مقصود اصلی تنبیہ
 نفس ہے نہ تفریح قلب پس وہ لوگ جو بوجہ خورد سالی کے ہوائے نفیس سے دور ہیں
 اور وہ بوڑھے کہ بتر از رنجوز ہیں اعمال رمضان سے بری الذمہ ہیں بقول آیہ قرآنی
 المدا یہ لا یتکلف اللہ نفساً الا و سقماً علاوہ اسکے جناب خداوند نعمت سرمدیہ
 دام اقبال ہی داخل و ابر ال ریاست اوسی روز ہوئے باقی خیریت ہے ۔ ۔ ۔

خط ہذا خیریت احباب کو خواستگار ہوں اور اپنے حال پر شکر گزار مبلغ سچاں ہے
 واسطے صرف اخراجات ضروری کے ہمدست شیخ احمد کے روانہ کئے جلتے ہیں رسید
 ڈاکہ میں بھیجے جو کہ موسم برہنہ سال سپر لگیا تردد کاشت اور خس پوشی دیوار کا
 مکان امر لازمی میں مسیکر نزدیک قبل شروع ہونے بارش سے اول درستی مکان
 مقدم ہے اور یہ تخمیناً پانچ چہ روپیہ کا کام ہے باقی ماندہ تخم اور ہل وغیرہ میں اس
 تزیینے صرف کئے جاوین کہ پھر کسی وقت میں حاصل اس کام کئے روپیہ کی انتہا
 کیجائے انشاء اللہ تعالیٰ اس شرط حیات کہ لا اعتبار ہے وقت طیاری فصل تک
 میں ہی آجاوگا کم سے کم دو بیگہہ کپاس اور پانچ بیگہہ باجرا جبین ہونگا ورتل ہی
 ہوں اور گیارہ بیگہہ جوار کاشت کر ادینا چاہیے اور اسکے سوا فصل پر بیج کیوں
 زمین کی فکر کر لینا مناسب ہے۔

رقیبہ

دستنبوہ اخلاق صمیم جناب لوی عبدالکریم صاحبنا دا شفاۃ امتہ از قلم سے
 شگوفہ عاتقہ قسطاس پر یون گل کھلاتا ہے کہ درینو لا ینقلب ہذا قضا و قدر نے
 اپنے افضال خاص سے زمین کو رشک بشت برین بنایا ہے اور ہر بوٹی پتی جو ہر طراوت
 ابر پہارتے ہیں آسمان ہفتین سبزہ آویزہ گوش محبوب کو خجل کرتا ہے اور فیض باد
 شمال سیاحی کا دم بھرتا ہے بلبلین چین میں مبارکباد آمد بیمار میں ترانہ سنچ ہیں
 اور طایران خوش الحان تہنیت مقدم باد صبا میں زمزمہ پرواز مزدوم آبی کو قضا
 صحران خوش معلوم ہوتی ہے اور طایران فلک سیر کو سیر دریا دلکش معلوم ہوتی ہے
 ہر طرف مرغان ہوا کا زور ہے دھوم ہے انجن احباب میں شمع پر پروانوں کا ہجوم ہے

شعر

کہ اسکا مطلب ہی جیسا آپ سمجھیں وہ لکھ رہا ہے

نقش پائے بت طناز باغوش رقیب

پائے ملاوس پے فامہ مانی مانگے

تیسری بات یہ ہے کہ اگر کے خط سے معلوم ہوا کہ امراض وبائی کی کثرت زیادہ ہے
اندونون میں آپ اپنے بچوں کے کھانے پینے کا ملاحظہ فرمائیے

اتلاف کلام پر اظہار طلال ورا اجتماع باقی ماندہ کا خیال

تائید ارا قسیم تنوری صادق علی صاحبہ اللہ مطلع سلام عرض کر کے حال اپنا
سلسلہ داریاں کرتا ہوں واضح ہو کہ جس درجے نظم سلک اجابت سے مثل حرف زاید جدا
ہوا ہوں حرف ردی کی طرح پر ہم ہدیف اجاب ہوا بہت سے مسئلے کے الگا کلام
سنوں لیکن مجبور ہوں کہ نہ تم تک پہنچ سکتا ہوں نہ جواب کی قدرت ہے اگر اس کے
جواب میں آپ اپنی نادرہ تصنیف سے محظوظ ہو دیں تو بندہ نوازی ہے بندہ اندونون
میں اہتمام دیوان میں مصروف ہے آجے کہنے سے معلوم ہوا کہ اکثر میرا کلام مرزا صاحب
کے وقت کا منسلک ہو گیا بلکہ دیوان نقش مشتاق کا تو ایک ورق ہی میسر پاس
ہو گیا ہے اگر وہ کیا چھوٹا سا سا گھر پر یاد ہو گیا بار امیر صاحب کا وہ شعر جو اندونون
میں اپنے دیوان کے تلف ہونے میں کہا تھا یاد آتا ہے

اس درمیں ہر اکثر چرخ کہن لبثا

اور دن کا زلزلہ میرا نقد سخن لبثا

انتظام خانہ داری کی ہدایت

محرم ہمارے بد وقت بے پایاں قلم اشتیاق مدعا نگار ہے المستریر ناخبر

آسمان کو تو دیکھو کیا رنگ ہو رہا ہے زمین کیسی جلتی ہے لو کا کیا زور شور ہے فضل
 کون ہے کیا اپنی جان پر رحم نہیں آتا یہ مانا کہ ریل کی سواری ہے صبح کو بیٹھے
 شام کو پہنچ گئے لیکن پھر بھی ہماری صلاح مانو تو ہمیں سے صلوات پہنچو کیا پارسل
 کی اذیتیں یاد نہیں ہیں کھانا کس وقت نصیب ہوتا تھا پانی کی کس قدر قلت رہتی تھی مکان
 رہنے کو کیا ملا تھا اوسپر آدمیوں کی کشمکش سے کس قدر طبیعت کو پریشانی ہوئی
 اگرچہ وہاں شہریوں اور قصباتیوں دیہاتیوں یکا نون بیگانوں کو دیکھ لیتے ہیں
 سب کی بولیاں سن لیتے ہیں مگر کیا حاصل یاد رکھو کہ چلے شہری ہو یا قصباتی
 اگر بے تکلفی ہے تو حفظ صحبت بھی حاصل در نہ دی دور کی صاحب سلامت نہ دسترخوان
 ادھون نے ہمارے واسطے ہی بچھا رکھا ہے نہ ہم ادھو کو ہم پالک کرنا چاہتے ہیں کیونکہ
 قدیم سے ہم ایسی ہی پبی آتی ہے بقول میر حسن

جھکے جو کوئی اوس سے جھک جائیے | رُسکے جو کوئی اوس سے رُسک جائیے

ہمارے نزدیک آپ اچھے اور اپنا شہر اچھا گھر میں بیٹھے اللہ اللہ کرو و السلام

تھنیت تولد و تیرد و یافت سائل چند

جناب مولوی صاحب برابا لطف احسان سلامت بعد شتیاق ملاقات واضح کہو کہ با تملع
 نوید ولادت فرزند ارجمند دل خوش ہوا اللہ او کی عمر دراز کرے ایک تازہ خبر یہ ہے کہ ایک
 شخص نامشخص بلکہ اسکو بڑا خفش کہنا چاہیے آج آیا اور کہنے لگا کہ یہ بات کسی مولوی
 دریافت کر دو کہ ڈاہری کس قدر لمبی رکھنا چاہیے اور پائیجامہ کس قدر بچا لہذا عرض کیا اسی
 حد تک ہے کہ اسکا جواب غایت فسر ہے علاوہ اسکے ایک شعر مرزا نوشہ کا ذیل میں لکھا ہوا

و اتم راحت و الم توام ہیں اور ایک دوسرے کے شریک و ہمدم ماہ کی بدر کا ل ہے
 گاہ شکل ہلال ہے آفتاب کے ساتھ زوال ہے نوش و فصل تیش ہے اور مدار قمر تیش
 ضد ہر اعلیٰ و اسفائل کے مقابل ہے اور جلوہ جمال و لکٹائے شادان معالیٰ کو حجاب
 غفلت حائل و روبرو حضرت آدم شیطان ہے و پیش بہشت برین انیس
 مقابل قابیل باہل ہے اور نمرود بے بود ضد خلیل جلیل سر عون سدا و موسیٰ علیہ
 السلام ہے اور یہود و عیسوی پر لے مسیح و ثمن جان اہرن ہر یزدان ہے اور مختصر
 محمد مصطفیٰ ابو جہل و ابوسفیان شاد و مقابل تمناز اور تمناز سے مقابل کامل
 ہے ایک رقت تھا کہ اوسنے اپنی طبیعت خوش کرنے کو تمہیں بن پر بن سجایا و نہا
 آیا کہ خود اسیر محن ہو کر لاکھوں صدے سے آدہ ہزاروں غم اوٹھائے انجام یہ
 ہوا کہ بگڑی چوڑ کر سید گورین پاؤں پہلائے ذوالفقول کے خوب دہن نشین
 ہے کہ ایک دہنا انجام بے نانی آسمان زمین ہے جیسا کہ کہا ہے شعیر

اگر بمرود و جلے شاد و بانیست کہ زندگانی مانیست جاودالیست

لیکن شعیر

از مکافات جہان غافل مشو گندم از گندم بر دید جو زیجو

و قوع واقع حال طالت تیر ہے اور غم انگیز ناست ہے کہ مقطع العالین ظاہری سے
 قطع عباد کر کے دماغ سے پیر پائے اوسکو اور اکیو داخل سنات کیجے و معالیٰ
 الرسول لا الہ الا اللہ و السلام

یوچہ ہر شقت شاقہ سے پہن کرنا چاہیے اور کار بے سود گزیر کرنا چاہیے

اقتدار و دہان سلاہ فاندان منشی محبوب خان سلاہتد کی تفتیق اچا ارادہ اجیر جانیگا

ایسے مروجہ دین کہ زمانہ سلف میں شاذ تھی چنانچہ بندہ نے ہی ایک تاریخ غسل
صحت نواب صاحب مدوح الہی سے جس کے ایک مصرعہ سے سال ہجری و عیسوی
نکلنے ہیں وہ واسطے ناظرین کے ارسال خدمت ہے اگر مناسب تصور ہو تو اسکو
ہی اپنے پرچہ اخبار میں معہ عرفیہ جگہ دیجئے بعید عنایت سے ہوگا

تاریخ تہذیب غسل صحت جناب سطرلاب فیضیانی نظام الملک
بھادر والی حیدر آباد و کھنڈام اقبالہ

بفضل خالق شام و سحر سواد و بیاض	بفضل خالق ارض و سما و لیل و نھا
بفضل خالق سبائے جوہر و اعراض	بفضل خالق کون و مکان و تحت و علا
بفضل خالق جرم و قصاص و عدل و عراض	بفضل خالق ثنائی عادل و منصف
بفضل خالق درہر دے خلاف تراض	بفضل خالق انسان جن و حور و ملک
بفضل خالق سنبل سمن میان و یاض	بفضل خالق گیو و عارض خوبان
بفضل خالق علت شناس و ہم نباض	بفضل خالق امراض و صحت اجسام
بفضل رب بیوفات مبد و فیاض	بفضل خالق ظلمات کفر و نور ہدا
قبول گشت بدرگہ دعائے ہر مرتاض	نظام ملک دین و وقت غسل صحت یافت
مبارک اللہ بود این شفا از ان امراض	نوشت ہجری و ہم سال عیسوی شتاق

بیان انقلاب پر خ کہن و غم مرگ و دشمن

صادق الوفاق محمد عبد الرزاق سلمہ اللہ آگاہ ہوا کہ اس عرصہ عالم میں سرور و غم و غمش

لکھنؤ سپرنٹنڈنٹ ہزارے ایک کشتہ چھپنے کی نے کیا خوب کہا ہے شاعر

زن اپنے پہلو سے چپے شد آفریندہ

ایں تہیج راستی ہنسنے گر زبردہ

آئے یار مصداق مقال حسب حال ہے کہ وہ ملعونہ کہ جس عیار کا بڑا اعتبار تھا

ہرات کا اوسی پروا مدار تھا بغیر دن سے ہم بس ہنر حال بتر ہے ناموس غیرت

بالائے طاق ہے کچھ راز چھپا نہیں شہزادہ آفاق ہے ہمارے نزدیک مناسب

کہ اگر کچھ حیثیت ہے تو ایسی بدکار کو کہ دار بد کے عوض میں دار پر چڑھاؤ تو زیبا ہے

اور اوس بد معاش کو جس نے تم سے ملکر تمہارا ہی پردہ فاش کیا کھال کچھ او تو منرا

ضبط نہ ہو سکا اس واسطے مجبور حوالہ قلم کیا آئندہ اختیار ہے . . .

المصنف کا مفہوم مادہ تاریخ

سخن شناس آزاد منش اقبال بلند منشی گلیان چند صاحب شاد کام بودہ باشند

گلدستہ تسلیم ارمان بشر کر کے ملتس ہوں کہ درینولا اخبار و کثور یا پیشہ تاریخ

تیسری مارچ ۱۹۰۷ء میں جو اپنے نقطہ تاریخ مسند نشینی جناب نواب نظام الملک

بہادر دام اقبال تصنیف حضرت میرن صاحب ازراہ قدردانی درج فرما کر

دریافت کیا ہے کہ اس میں سے سن کس طور پر برآمد ہوتا ہے کیفیت اوسکی یہ ہے

کہ نواب محنت ارس کے عدد دیر ۱۳۰۰ سے ہوتے ہیں اگر اوس میں لوٹے الحمد للہ کہ کہ حرف الف

ہے ایک ہزار دین تو دیر ۱۳۰۱ سے ایک ہو جاوین اور دہائی سن مطلوب ہے یا دہی عدد

الف کا ایک سن جلوس سمجھنا چاہیے فی الحقیقت مادہ تاریخ نہایت خوب کہا ہے

قدردانی سخن اس میں مین مفقود ہے اور سخن چینی موجود درہ صد تاریخ گوانی

زن و اثر دماغ مرد در خاک بہ	جہان پاک ازین ہند و ناپاک بہ
اگر نیک بودے زن رائے زن	زنان را من نام بودے نہ زن

اگاہ ہو کہ خداوند افلاک نے اپنے کلام پاک میں بارہ چیزوں کو عظیم فرمایا ہے
 پہلے اون کے ایک مکرزن ہے کہ جس کے باب میں درمیان سورہ یوسف قصہ ان
 کید کن عظیم آیا ہے اور قاسم نادر و جنت و صی صاحب نبوت علیہ السلام
 مکرور و تون کا بڑا ہے یا ایہا الناس لاین پر ہر گز وہ اناث ہے کہ وہ ناقص العقل
 و ناقص الدین و ناقص المیراث ہے اور حکماء متقدمین کا مقولہ ہی مستند
 الاسناد ہے کہ شمشیر و سپہ زن کی وفاداری بے اعتماد ہے اور اقوال انبیا
 یونان سے عیان ہے کہ پانچ چیزوں پر اعتماد کرنا بیوقوفی کا نشان ہے اول
 لطف و شفقت سلطان دوم خوش آوازی طفلان سوم حسن امر و چہارم
 تعصب عوام مفسد پنجم وفائے زنان بداندیش بظاہر خوش و مبطل
 نیش اور احادیث اہلبیت علیہم متواتر اس بارہ میں آئی ہیں کہ اکثر انبیاء
 اوصیاء نے اس حراب آباد دنیا میں عورتوں کے ہاتھ سے صد اذیتیں اٹھائیں
 اور تکلیفیں اٹھائی ہیں حتیٰ کہ کوئی قتل کا سزاوار ہوا اور کوئی لائق دار ہو جائے
 زحمات حضرت آدم و ابنت لائے نوح و لوط و گرفتاری حضرت یوسف و یوشع و
 بالکون و قتل یحییٰ و ذکر یا و شہادت جناب سید محمد حسن مجتبیٰ علیہم السلام اور
 علاوہ ہرین تفاسیر اہل سنت و الجماعت و امامیہ میں ان کے مکر و حیلہ کو حیلہ
 مردان بلکہ تکلیس و مکاری شیطان پر فوق و یا ہے کہ حق حل و علانے مکر عورت
 عظیم اور مکر شیطان کو ضعیف کہا ہے اگرچہ عقلا نے لاکھوں کتابیں اس بیان

ایسی باتوں کا خیال رکھیں زیادہ والسلام

عارضہ حرص کے پیر کر نیکی تدبیر معقول لایل عقلی سے مدلول

زبدۃ الانقیاد صلاۃ الاصفیاء سندہ واضح ہو کہ احق ان ضعیف البیان
والحمی خیریت احباب صادق الوفاق مشتاق نامہ نگار قائم فرما مدعا پر داڑھے
کہ آس زیت مستحباب کیا اعتبار ہے اس پر دامن ہوا دھوس کو دراز کرنا دل صفا
منزل کو مبتلا حرص و آز کو تلہ ہے شیوہ آزادہ مشی سے دور ہے یہ کیا عقل مشور
سے صدیقان باصفیہ علی بن علی بقدر قوت عبادت کو جائز کہلاتے نہ کہ زندگان
دنیا کو باعث جستجوئے جاہ و مال کہاہے پس افسوس اون لوگوں پر ہے
کہ جنکی شان میں قول مولوی معنوی مصرعہ نیستند آدم خلافت آدم اند
صادق سے طریق توکل و قناعت کو چھوڑ کر لوٹ دینا سے آلودہ ہوں اور
اور زخم سنان طعن خلایق سے فرسوزہ زیادہ طوالت وجہ علالت طبیعت ہے
سمجھدار کے واسطے نکتہ الحافل تلکفیۃ الکاشفۃ ہے دہشت گام

لبیب قول مستجاب عورت بدکار سے اجتناب

تقویر توائے گردش روزگار	اشک
تراخیز بالی ہمہ باز منت	سے مریزا با ولسیل و ہنار
بروان تداروی سیر تادری	اگر سوئے بازار و گر برزن شست
چہ خوش گفت فدیہی پاک زاد	ہمیشہ بایستان کمی ذادوری
	کہ رحمت بران تربت پاکت باد

جلے کا اتفاق ہوا فی الواقع ماتم بیان کا قابل دید ہے آخری جلسہ کی کیفیت سنئے
 کہ ایک شخص نے بہت سے لوگوں کی دعوت کی اور ایسے وقت بلایا کہ وہ ہنوز نہار منہ
 تھے چونکہ مسافت مکان صاحب خانہ بید تھی کچھ تیرا اجتماع اجاب میں توقف ہوا اور شہر
 دیر غزاداری رہی انفرض اس عدوئے منہاں پلست نے خوب بہو کا مار کر اکثر لوگوں کو
 تو تبرک دیکر مثال دیا اور بعضوں کی روداری کہ کے کھلایا اور اس جلسہ میں
 بھی تھپاہ ایک شہر زبان پر جہت گذرا

یار ہو کے درنگی جو کہ یاروں میں	وہ شمعین کی ہے طرفداروں میں
---------------------------------	-----------------------------

اور لوگوں نے بڑا خاکا اوڑھ لیا اور اس نامعلوم کی دہول ہو گئی بقول شخصہ مصرع
 عذاب اوسکو ملیگا ثواب کے بدلے ۛ تَعَزُّوْا مِّنْ تَشَاءُ وَلَئِنَّ اللّٰهَ مِّنْ تَشَاءُ

نکات نایاب مزاج محل سے اجتناب

محب بڑیا محمد مرتضیٰ سلمہ اللہ سنا گیا ہے کہ اپنے آپ کے امتحان میں ڈگری وکالت
 کی پاس کی یہ مانا کہ قانون آپ کو اچھی طرح یاد ہے لیکن تیز فہمی اور حاضر جوابی ہی
 ضرور چاہیے کیونکہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص جہاؤ لال نامی جو اندھا تھا
 عدالت میں واسطے ادائے شہادت کے آیا حاکم عدالت نے پوچھا ذات کیا ہے
 کہا بنیا حاکم ظریف تھے چٹھے بول اوٹھے کہ واہ حضرت واہ لالہ کے لالہ ایندھن کے
 ایندھن جب یہ بات جہاؤ لال نے سنی تو اس لڑکے کے جواب کا ہاتھ پکڑے ہوٹھا
 ایک تہہ پڑ مارا کہ اوبے نقالوں کی محفل میں لے آیا عدالت میں لیجلی پیر کیا تھا یہ
 سننے ہی حاکم عدالت خاموش ہو گئے اور مقدمہ کو خارج کر دیا مناسب ہے کہ آپ بھی

خاج کیم صاحب شکبہ سلطنت و فلاح سلطنت قبلہ سلام سببوں نامہ کار غیرت
 از باب کا طلبکار غامہ فرسہ است الحمد للہ والنت کہ غایت نامہ سامی میں انتظار
 میں پہنچا جو آب امور دریافت طلب سے آگاہ ہوا لیکن تشنی تسرار و اقبی نہیں
 ہوئی کیونکہ کلیات کتاب دستور العلاج کے مفاد میں ایسے اوق میں جکا سمجھنا
 مستیوں کو دشوار ہے مستی تو کجا پانچہ امور طبی کی تشریح اس سلسلہ کے
 ساتھ لکھی ہے کہ نہایت الفہم ہے چنانچہ دو مرتبہ ادسکو حکیم اولاد علی صاحب
 سے حرفاً حرفاً خوب سمجھ کر پڑھ چکا ہوں اور پھر دیے کا دیا ہی ہے اسی نظر
 سے احوال نامہ رائے دریافت کیا تھا کہ مشہور اور مرکب کی تہذیب و تشریح
 وغیرہ در تیز انامی اور سر حریات دیکھ کر مطلق فرمایے اور کیفیت مزاج
 مرکب اور غیر مرکب اور احوال علاج اقسام کیے اگرچہ خط میں اپنے تو مطلب
 لکھ دیا ہے لیکن سمجھنا ادسکا دشوار ہے اس واسطے ارادہ ہے کہ تھیں ششماہی خود
 مافر خدمت ہونگا ایک نسخہ حب ایارج فیقر اقرا بادرین قادری سے دیکھ کر کہہ
 دیے زیادہ والسلام

احوال غرداری محرم و شکایت پر غم

اخلاص نشان شیعہ المکان زاد لطفہ گلہ شہ سلام لطیفہ سنت نبی خیر الانام و کما
 اعجاب کر کے غرض مدعا ہوں الحمد للہ کہ آخری تیرہویں صدی کا عشرہ محرم بحیرت
 تمام ہوا اس سال بمبلیں اچھی ہوئیں کثیر رہا نیاز نذر بکثرت ہوئیں مرثیہ خوانی اچھی
 رہی اگرچہ میں اب تک کہیں آتا جانا نہ تھا لیکن دو بستوں کے اصرار سے کئی عملوں

ظریفوں کے خیال متحی مائل

اخلاص شعار محمدیارسلمہ اللہ یا در کہو کہ مرد بے رنگ مرغ ہے بے رنگ حسن ہے شمع
مفتی ہے شرع چسراغ ہے روغن خیاط ہے سوزن گاؤں ہے شیر کسان ہے تیر شتر
ہے ہمار یا لکی ہے کہاں ہے سپہ بے لگام تیغ ہے بنیام فیل ہے زنجیر حسد سیاہ ہے پتھر راز
ہے سیاست عورت ہے غیرت شہاب ہے کباب گوہر ہے آب تازہ نین ہے تازہ مطرب
ہے ساز چہنم ہے مروت آئیر ہے ثروت نامہ ہے منزل ناقہ ہے محل عروس ہے شوہر
مرد ہے زور و آماہ ہے تکلف صوفی ہے تصرف مرثیہ ہے پرچہ کہ سہی ہے مینر حاکم
ہے دستہ مقصدی ہے بستہ باغ ہے گل بزم ہے گلستان ہے صحن طالب علم
ہے ذہن وکیل ہے منطق دلیل ہے حق و دن ہے نور ہیئت ہے سرور رقص ہے نقال
تحت ہے بقال عالم ہے عمل حاکم ہے محل مسافر ہے توشہ انگور ہے خوشہ جنگل ہے
ورخت خانہ ہے رخت دوست یوسف معشوق ہے جہاز میں ہے آسمان بام ہے
نزدبان یا رہے رفاقت اخبار ہے ظرافت زندگی ہے عشرت تہذیب ہے فطرت
ہے کار ہے تم جو کان میں تیل ڈال کر بیٹھے ہو تو کس بہر سے پرندہ کی دنیا میں
پسلے نہیں دی گئی ہے کہ اوقات لب و لعل میں ضلایں کیجائے ماسک

صفت کر قلب اتقا کر کے	ویکھ اس آئینہ کو صفا کر کے
نرک مطلب حصول مطلب ہے	بیٹھ رہہ ترک مدعا کر کے
مت پہول رنگ پو پہ کہ دعوی تمکنت کا	ہر دل میں بسن رقبہ پیدا ہو منزلت کا

پیداقت اصول مسایل کلیات طبائے طلبہ نسخہ مرکب

اور ترقی میں خستہ ہوگا ہر شخص کا کمال اور کمال کی روشنی اور ہر روشنی کی
خوبی اس دنیا میں ظاہر ہوتی ہے یہی ایک ایسا ہے جس میں سب کا عکس پڑتا ہے اگر
عدہ عکس پڑا اچھا کھلایا پڑی صورت کہنی خراب ہوا کلام شاعر بندی نثر ادب و
عنوان ہے مستحق اس مضمون کا ہے پس اس مقام فانی کی طرز زندگی میں اپنی
جان کی آسائش کے واسطے بہت ضرور ہے کہ آدمی ہر دل عزیز ہے والسلام

کلام عیت انکیرتہ افندیانا ماجہ

انہی میں نشان رفیق شفیقت، تلی صیادق علی حاجت دیوانہ بعد سلام شوق معلوم
ہو کہ آپ کی عنایت انہی ایک غرض سے نہیں آیا طبیعت نہایت متحرک ہے مناسب ہے کہ
کبھی کبھی اپنی خیر و عنایت سے مطلع فرماتے رہے آج سیر اخبارات و کٹور پیپر کرتا ہوں
۲۰ جولائی ۱۳۵۷ء کے پرچم میں ایک تحریر عجیب و غریب دیکھی فی الحقیقت حیرت افزا
سچکرا اطلاعات اویسکی نقل جنبہ ذیل میں لکھتا ہوں

مکوئی شمع جلانے کو لی پول پڑی

بہی میں مزدور زمین کہو دریا ہے تیرہ گہرائی پر شیشہ کا تابوت نکلا اولی
اندرونی تابوت تھا سوئے کے درق لگے تھے مرد کی لاش تھی او کے پہلو میں پرانی
قسم کی تلوار رکھی تھی اور شیشہ لکھا تھا یہ شاید پرکیز و سپر لمبو جو پریش عداری
سے پہلے تھا یا کوئی اور ایو بیانی می می ہے سوچو اور سمجھو کہ ہم اور تم اور یہ
اور وہ کیا ہیں اور کیا ہو جاؤ گے غور کیا ہے اور میر

ڈیہر سو لون کا جو دیکھا ہو کہا بلبل نے اے گلچین نے بنائی ہے بہ تربت میری

مخونہ کیجئے زیادہ کیا عرض کروں بسدگی لیجئے

مضمون نصاب آئینہ تجریدیں خوش کلامی و نیکنامی

دوست صادق الوداق سلمہ اسوقت ایک مضمون خیالی میں تمکو لکھتا ہوں اگر غور سے دیکھو گے تو حقا و افراد ٹھٹھاؤ گے واضح ہو وہاں نہ کا گا کچھ لیلیا نہ کر دین . بیٹے بچن سنائے کے جاگ اپنا کر لین . دنیا عالم اسباب ہے جو آخر حق نہیب جو دولت ہے وہ سب فانی ہے یہ دنیا کسی کے دوست کسی کے دشمن کسی کے ہادی کسی کے رہن مگر کیسے دوست حسین محبت نہیں اور کیسے دشمن حسین رحم نہیں غیر یہی عداوت محبت نیکی بدی جتنی باتیں ہیں وہ سب اسی عالم حادثہ تک ختم ہو جاتے ہیں فقط ایک نام باقی رہ جاتا ہے اگر امور نامہ بلاہم کا ترکیب رہا تو بدنامی کے ساتھ مثل چنگیز اور نادور وغیرہ اور اگر عمدہ کام کے اسایش آرام خلافت انصاف ہمدردی تو نوشیروان اور حاتم کی طرح نیکے اور مخلوق خدا سے انسان ہے اور ایسے قواعد اور نفس مطلق خدا نے عطا فرمادیا ہے کہ جس سے حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ ظاہر ہوتی ہے اب یہہ جسطرح چاہیے اپنی اوقات صرف کرے اگر اظہار اچھے ہوئے تو نیک نام رہا نفسانیت اور خیانت کو راہ دی . بدنام ہوا دنیا کی مثال ایک خوبصورت غورث کی ہے بظہری جانے کسی سے میل ملا ہو تو خواہے اور اگر ناجائز طریقہ سے ہو تو عذاب ہر کام میں برائی بیلانی دھپلو ہوتے ہیں اگر نیکی کا بیج انسان کے مزرعہ دل میں ہے اور ضرور ہوتا ہے تو برائی کا بیج نہ اختیار کرے گا اور اگر شامت نفس سے برائی کے پہلو پر عمل کرے گا تو دنیا میں ذلیل

کہ کیا کیا اسرار بتا کیا کیا دار و مدار تھا اب ذہن طبیعت وہ محبت کہ ہر گئی یا صرف
منہ دیکھے ہی کی ہتی ہم اب ہی امتحان کرتے ہیں پینام ملاقات تم سے پہچان کر
ہیں اگر رفاقت منظور ہے تو انکر ملاقات کرو مستحکم بات کرو در خط کتابت کو بھی
سمجھنا ہمارے ہی طرف کا خیال مفقود سمجھنا پیش خدا سائل ہو گا جو شکایت و گلہ پنهانی
ہی پر ملا ہو گا زیادہ شوق۔

تہنیت ترقی منزلت پر ترانہ سخی اور عدم اطلاع پر اظہار شکر رنجی

نسیم جان فزا آئندہ گل آمد برگ و بار آمد | شعر | مبارکباد اسے طبل کہ در گلشن بار آمد
آج سیر گلزار میں طرفہ ماجرا نظر آیا آئینہ آب ردان نے حیرت بنایا دیکھا کہ سیر
نے فرش زمردین بچھا یا ہے اور شالہ چین نے شانہ صبا سے زلفا سنبھل کر آراستہ
بنایا ہے لب غنچہ رشک مرجان ہے اور زبان سوسن رنگ مسمی سے نیلم کی کان زگس
شہلا آہوان حرم کو انگلیں دکھلاتی ہے اور نسیم صبح مارنے خوشی کے پہولی زمین
ساتی ہے جو آمان میں محفل بنایا کارنگ جلا ہے ہین اور تہنہ سہایان گلشن ترانہ
مبارکبادی گار ہے ہین جب بہت دھوم مولی تو یہ بات معلوم مولی کہ ترقی جاہ و دولت
حضور ہے اس شادی سے ہر کہ وہمہ شاد ہے سرور ہے از دیاد تجرتی گو اس حیران کو
سہمہ خوشی کھلایا مگر ضبط نہوا اپنا کا نہ یہ حرت زبان قلم پر آیا مصرعہ مبارک ہو
مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو البتہ تعجب ہے تو اتنا ہے کہ اس جلسہ سے اپنے پرائیون میں
دھوم دھام رہے اور یہ جڑے کش جو دھام سے دوستی کا دم بہرتا ہے خط بادہ نیل
سے تشنہ کام خیر گذشتہ راصلوۃ آئندہ اس اپنے خیر طلب کو خاطر اقدس سے

والاکرام وَمَا عَلَيْنَا الْإِلْبَاعُ ہمارے بات کا بُرا نہ ماننا ۔ + + +

تلاش گم گشتہ کی بروقت اظہار حصول خفت و ندامت

مشفق و مخلصی اللہ۔ بندگی نسبتِ رخصت ہو کر اکبر آیا۔ آمادہ۔ کاپنور۔ المآب
بنارس۔ پیشہ۔ دانا پور ہوتا ہوا کھتہ میں پہنچا محکمہ کو لہو ٹولہ مکان نمبر چوبیس
علی بخش فیض اللہ سوداگر اسکے مکان پر مقیم ہوں جس شخص کی تلاش میں
اس قدر زیر بار ہوا انکے اسکا پتا مفقود ہے اب ارادہ ہے کہ چھاؤنی اچانک
میں تلاش کرتا ہوا چنگام باد لگا جو وہاں مل گیا تو وہو المراد ورنہ چین کا راستہ سیدھا
اور اندون میں اس شہر میں بفضلِ خداوند حقیقی طرح خیریت ہے حسب
الطلب سامی کتاب شاہنامہ فارسی نسر دوسی طوسی بسبیلِ فک ارسال خدمت
رسید اسکی جیب دوسرا خط بھیجوں تو روانہ فرمائیے زیادہ واسطہ

حصہ ہجر کی داستان طلب وصال کا بیان

انکنتہ چین سے غم دل و سکونائے نہ بنے	اشواق کیا بنے بات جہان بات بنائے نہ بنے
میں بلاتا تو ہوں او کو گمراہ جذبہ دل	ادیبہ بن جلے کچھ ایسی کہیں آئے نہ بنے

جذب شوق ملاقات حوالہ سلم ہے تمہاری جدائی سے ناک میں دم ہے ابتداء میں
یونانی پردہ بیان ہوا آپکی کج ادائی پر پی بگمان ہوا محبوبوں سے چشم دہشت محبت
فی الحقیقت نادانی ہے جو یہی حال مالتو جان لیجے کہ ایک ایک دن ہماری جان جانی
ہے تمہارے آپکی کس قدر اطاعت کی اور آپ نے رد کسی پسکی بناوٹ کی شکایت کی غور کرو

جسکو خواہ مخواہ مان لیجے اپنا اپنا طور سب کا جدا ہے جو زبان قلم پر آیا لکھ دینے تو
 یہ سمجھ کر کہ اکثر اشخاص کی زبانی سنا کہ آثار اللہ تو جوان ہیں حب اہلیت
 عمر بنظر دوستانہ لکھ دیا تعبا ورنہ بحالت کارسہ کار طبیعت رعوت
 پذیر کیواسطے وہ تحریر ہے جو ورقہ کارسہ کار میں تسطیر ہے اور واضح ہو کہ طریقت
 یارانہ اور ہے اور قاعدہ الہکارانہ اور ابھی سے ملازم ہوا در جوان نشیب و سرباز
 زمانہ سے محض نادان قف در اسی بات پر بگڑ جانا آدمیت سے دور ہے مگر تم کیا کرد
 اس عمر کا تصور ہے کہی گھر سے لنگر کسی کی محبت اختیار کر دو گے اور وقت ہمار
 بات کا اعتبار کر دو گے یہاں نادان سے نادان ایسی باتوں کا دھیان نہیں کرتا
 بدگمان نہیں کرتا اور تم تو پڑھے لکھے اچھے خاصے آدمی ہو اگر قاضی کے نام پر فخر
 ہے تو آئندہ سے جو آپ نے مرادین وہ القاب تحریر ہو کرے لیکن اس سے
 کچھ فائدہ نہیں بقول ابن زبان کہ حدیث میں سلطان بود اپنے من ہی کچھ قابلیت اور
 لیاقت چاہیے اور عجز و انکسار عجیب چیز ہے شیخ المکشمش مدح فرماتے ہیں شعر

خاکساری ہی پیچھڑے سے خدا جسکو عروج

آسمان پر ماہ تابان اور زمین پر چاندنی

اور اگر اس عہدہ پر بگہند ہے تو اوپر ہی چلا ہے کیونکہ مزار فیض النواہ کہتا ہے شعر

یہ رتبہ جاہ دنیا کا نہیں کم مال زیادتی

کہ سپرات دن میں سیکڑوں چہرے اور تری

آگیا اعتبار ہے یہ تو بالکل ناپائیدار ہے اسے یا رہن اپنا تو یہ قول ہے شعر

زندگی چار دن کی ہے مشتاق

بات وہ کر کہ جس سے بات رہے

تم تو یہ سمجھتے تھے کہ بیڑ و زمین ہی ایک یا غم غلط کر تیکو ہوا سو تم تو محض بد کہے

پیکے نکلے بقول شاعر مصرعہ نقدیر سے گلہ ہے کہی سے گلہ نہیں + والسلام

توپیان اور ایک حقود ہنور سے ایسا آیا ہے کہ کسی نے کم دیکھا ہوگا اور ایک گلستان
 اور ایک بوستان اور ایک تہمدان مجید اور ایک چاندی کی مینر اور سے ہی کسی نے
 انتظام بہت اچھا ہے ایسی سید آخر ضروری تک میگا اگر آپ کو ہی فرصت ہو جاوے
 تو دیکھا کیسے مین صرف دور وزو مان رہا تھا زیادہ وال سلام

معتزض کے اعتراض کا جواب و اظہار طبعیہ راہ صواب

جناب قاضی صاحب انقلاب گردش گردون گشور ہے آگاہ ہر ذی شعور ہے
 دیکھئے خود دیکھنا اگر اسے اور سنئے جو سننے کا یار ہے یہ ایک وثیقہ ہے لوح محفوظ کی
 نقل اور قابل قبول عقل

گفتنی بہت این سخن اے یار مین | چشم بکشا سوئے این گفتار مین

عنایت نامہ محورہ ۴۱ جون آج ۸ کو مسیح پاس آیا طرہ شکوہ لایا مین جانتا تھا
 کہ اب جناب قاضی امیر الدین صاحب مرحوم و مغفور کے شاگرد رشید ہو سنجیدہ
 ہو گئے کیونکہ وہ چنانچہ تھے لیکن معلوم ہوا کہ ہنوز بوئے کتب داغ سے رفع نہیں
 ہوئی اور اس پر خوش قسمتی سے وہیں کی نوکری ماتہ آئی استاذ اکبر آپ ایک ذرا سے
 لفظ کے اوپر اس قدر برہم ہوئے کہ علاوہ جواب ترکی بنتر کی حرف شکایت ہی ضبط
 تحریر ہوا غور تو کیجئے کہ ہر بان محاورہ مین کس جگہ بولتے ہیں اور کنوی معنی کیا ہیں علاوہ
 اسکے رقعات مرزا نوٹہ دیکھئے جو آخری زمانے مین فخر سندوستان تہا شاخوان
 ہر زبان دان تھا اوس نے اپنے وہ ستون اور اجابون کو کیا لکھا ہے یا لکیر ہے
 یہ فقیر ہو کہ تحریر مدرس سابق کی دیکھی تحریر معلوم اول کی آیت ہے یا حدیث ہے

آفضل سے پیشتر

جناب شیخ صاحب عنایت فرمائے بندہ سلامت آذنون میں ایک خبر اگر وہ اخبار میں
تازہ لکھی ہوئی دیکھی وہ یہ تھی کہ جناب مکملہ مظہر دَام اقبال کو غور پر دستار عیاد
درستی عمارات پیشین بدل منظور ہے اس سے اب ایک گونہ تسکین خاطر غریبا
سمجھی جاتی ہے کیونکہ اوقتیکہ توجہ بادشاہ وقت جانب ہولی ملکیت نہو
آسایش رعیت غیر ممکن ہے ان اطوار دن سے امید پڑتی ہے کہ حقدار ریاست ہی
حق یاب ہو جاویں گے جو یہ صورت ظہور پذیر ہوئی تو آپ کا مطلب ہی خاطر خواہ اچل
دیگر حال یہ ہے کہ موسم سرد پڑا اور ہتھوڑ جڑا دل کا کچھ سامان نہیں ہے
جو کچھ کہ دسہرہ پر تازہ کپڑا دیگا وہ تہان دریس کے قابل منائی اور پانچ گز
لمینا فیر وزئی اور دو گز بانٹ بادامی اور دو صدی مٹل سنبر کی بھیج دو گے
تو عنایت ہوگی قیمت اس کی لکھنے کے موافق بذریعہ منی آرڈر روانہ کیا دیگی زیادہ دال

کیفیت نمائش گاہ چپورا اور بعض بعض اشیائے نادرہ کا مذکور

جناب مرزا بجا مخدوم بندہ سلامت لکھتے کل کے روز جناب فیاض خان صاحب
ریڈیٹنٹ بہادر راجپوتانہ دَام اقبال بہترین سیر زون افسر وزائی اسکول
ہوئے بعد امتحان طلباء جماعت اول و دوم کو دو دور و پتہ راہ خرچ چھپو و اسٹیل
دیکھنے نمائش گاہ کے مدبرین بطور انعام کے محنت فرمائے چنانچہ میں ہی اوس ذیل میں
داخل ہو کر چپور گیا اور نمائش گاہ دیکھی اگرچہ ویسی تو نہیں ہے جو سب سے عین انعام
اکبر آباد جوں ہوں مگر یہ بھی بعض بعض چیزیں ریاستوں سے نادر آئی ہیں چنانچہ تین

طرف سے داخل عدالت کر کے جواب دیں فرمائیے علاوہ محنت تانہ معمولی کے فکر کہ نہ
واقعی بھی مہ نذرانہ کے حاضر ہوں گا اس کام کو اپنا تصور کر کے بدل سولی لائیم زیادہ والسلام

تفہیم و تشخیص کا کلہ وبے علمی کا مسئلہ

افتخار و دومان مولوی احمد خان صاحب ملہ سندھ کل کا ذکر ہے کہ ایک عورت کسی نیم ملہ
پاس گئی اوس نے از روئے فال اسب بتلایا گندہ اتقوید کیا آرام نہوا بعد اسکے اوس
عورت نے کسی حکیم سے رجوع کی حکیم نے درد صلع بخونیز کر کے تنقیح دماغ کا نسخہ
لکھا جب وہ ہی مفید نہ پڑا تو وہ مریضہ کسی فقیر کو اپنا شکایت جانکر اوسکے
پاس گئی اوس رہنمائے اخوان الشیاطین نے علاوہ علق عارضہ جسمانی کے
از روئے بے ایمانی اوس خدا پرست کو قمبر پرست بنا دیا اور کہا کہ شیخ سدو
بکرا کرواچی ہو جاوگی غور کرنا چاہیے کہ یہ کام اوس ناخواندہ فقیر کیا کیا کہ ایک مسلمان کو
مشرک بنا دیا اور خود بھی ذرا سی طمع دنیا کے واسطے مواخذہ میں گرفتار ہوا بیچ
کہا ہے کہ

زجابل گریندہ چون تریر باش	نیا میخت چون مشر شیر باش
اشد ایسون کی صحبت سے بچائے رکھے	اس خبر آپکو اسلئے آگاہ کیا ہے کہ ہکا
استفا کر کے مولویوں سے دستخط کر کے پیچید ہے کہ مشرک کی اجازت دینے	
مشرک ہوا یا نہیں زیادہ والسلام	

اطلاع توجہ قصیرہ عایا ہندوستان پر و طالبان سرہ

مشفق من سلامت رستم تسلیم او اگر کے عارض بد سا ہوں عنایت نامہ پہنچا
 مستاز فرمایا بیان کا حال بادشاہ ایزد متعال قسدرین خیریت کا عرصہ
 ہشتہ عشرے تزلزل بارش باران بکثرت ہے مثل آغوش تناور اور دوازہ رحمت
 قدرش زمر درین قدرت حق نے پہچایا ہے کوسون سبز و زار زمین صحر ہے لہر زہر
 ہر ایک جیل ہے جو آتا ہے موج خبیثہ جو چشمہ ہے رشک سبیل ہے شور و ناگہ
 سوتون کو جگتا ہے عالم آب نظر آتا ہے دست کاری نخل بند قضا و قدر قابل دید
 ہے مجتہد رت رت مجید ہے کوہا رشک لا زار ہے صحر آندون میں غیرت گلزار
 ہے بادشاہ کار نقاشی کرتا ہے نسیم صبح دم سیمائی کا بھرتی ہے ثور و نمائی
 سبز و تازگی پیدا ہے بہار سے سامان عیش ہوید اسے ترد و کاشت کا
 وقت ہے فرصت تسلیم ہے مفضل حال کہنے کی کونسی سبیل ہے لہذا اس شعر
 مفسون تمام ہوا بخیر انجام ہوا۔

ایک ذرہ زمین نہیں بیکار باغ کا یاں باد وہی ہستیلہ ہے لالہ کے دماغ کا

استمداد توکیل و اہل حال مقتضی حال و قیل

جانب نشی صاحب ہند و م نیاز کشان لالہ جگر پاری لال سلامت جنگی آپکا عتہ
 آیا احوال معلوم ہوا جو کہ مقربہ استمصال بالچیمبر کار مدعی بنام کند لال بر غلام
 محکمہ بٹری ضلع میرٹھ میں دائر تھا و ان سے اوٹھ کر عدالت ججی میں پہنچا و ان
 سے تکمیل ہو کر محکمہ عدالت عالیہ دہلی کو رٹ الہ آباد کو روانہ ہوا ہے نقول کا غدا
 مقدمہ روانہ خدمت کر کے مضد عدہ ہوں کہ آپ اپنا و کالت نامہ اس مقدمہ میں مدعا

حضور بلبلستان کرے نوا سنجی

محض نابدر راہ سخن میں اہل زبان پر طعن نہ زن ہین نام لینے سے کیا فائدہ ہے
بیٹھے بیٹھائے ہدف تیر طعن بد گمان ہوتا ہے بد نام ہو کر مشہور جہاں ہوتا ہے
ماشاء اللہ ذہین ہو خود سمجھ جاؤ گے زیادہ والسلام

فراق پار کی شکایت شتیاق ملاقات کی حکایت شعر

تنبکے جبرین نامہ کی یہ تحریر ہے | پیرہہ دن ہو کہ بیہم رات کو تقریر ہے

ماہ آسمان خوبی و آسمان محبت محبوبی سلمہ اللہ انتظار نامہ و نامہ بر میں عمر گذری اور
ہنوز منتظر ہوں شکایت جواب نامہ سابقین میں خامہ فرسایہ ہوں یہ خبر مایہ
کہ جلبہ اغیار مانع تحریر کیا کوئی اور شغل واسطہ گیر ہے تہا رے انتظار میں
عمر مفت رایگان جاتی ہے کوئی صورت ملاقات کی بظاہر نظر نہیں آتی ہے شعر

وصل کو لکھتا ہے ناسخ درو عاتق کی دل | ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہے

پیغام مرگ کوئی دن میں آیا الّا انجام کار پرچہم زار و مان گور کا ایک دن نوالا ہے
بہ صر عہ پس از آنکہ من نام نہیہ کار خواہی آمد کیفیت ایام فراق و شرح
اشتیاق کو موجب سبب خراشی تصور کر کے اس پرچہ کو ان اشار پر تمام کرتا ہوں اشعار
سبیل شب گون کی جاد کی شب تاز فراق | ہو گیا میں دل کے پیستے ہی گرفتار فراق
وصل میں ہی ملے جس لکھو نہ تھا قرار | لے فلک تو نے کیا اوسکو گرفتار فراق

اور زیادہ کیا لکھوں والسلام
جواب خط تحریر ہے اور کیفیت برشکال کی نقشہ

مثلاً جامع مسجد و گنبد وغیرہ موجود ہیں بدھ خان زادے ذیل ہوئے اب
اہل سادات کا ورکثرت سے ہے اگرچہ اور لوگ بھی رہتے ہیں مگر عجب کم ہیں
اور حتمہ میں عزاداری اور ماتم بیان کا مشہور ہے پھر غم حسین کی کوئی رنج
والہ نہیں ایٹھامیں روزگار پیشہ بیشتر ہیں و در و در نوکریں اور سب خوش وضع بار
ذلیل مسافر و سبب میں لیکن بغیر اسے مثل نیک اور بد معیج و مستند چنانچہ
وہی ذیل میں ایک شخص اعلیٰ میں مرد بوضع زمان و کیا تعجب ہوا معلوم ہوا کہ ساعت
نہرو میں پیدا ہوا ہے اور سکا ہی خواص ہے پھر چاہے قدرت قادر مطلق ہر رنگ
میں بیان ہے صفت صانع چون مشہور بیان جہان زیادہ والسلام

تسل کی گفتگو ظرافت سے مملو

بمستے خوبی بیکران منبع جود و احسان شادین علیخان سلام اللہ نامہ نگار خیریت چاہا
طلب کار بہ تن قاتل شتاق خانہ سہ ہے کہ فقیر نے انداز تحریر بدھ کا لاکہ مکاتبہ کو
مکالمہ بنا دیا گو یا روبرو ہم مکالمہ ہوں اگرچہ بوجہ ترک طرز قریباً نام ہوں وہ اس
زبان کا انداز ہے بہ کوئی نہ مادہ پرناز ہے اہل فارس مدت انگریز بیان ہے لیکن
پھر بھی محض ناہم شبہ ہے اور ہندوستانیوں کو دیکھئے کہ قرص نیل میں وہ طرز پیدا کی
کہ اصطفیٰ دل لہ لہا مان گئے انکے نیز کو بیان گئے تاہم کسی نے دعویٰ کیا عذر چھوڑا
راؤ اسے بہ حال دیکھے جو بقول جرات

وہ لہرون جات کے کیا ریختہ کہیں ایتر
زبان آب سخن سے چہا میون نہ کی تر

یہ ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مرانی پائے زیادہ والسلام

صاف صاف تقسیم ہر اطلاق ضروری تحریر

جناب مرزا صاحب مجدد دوم نیاز کی شان آغا شجاعت علی صاحب علم اللہ کل کے روز ایک خط شیخ خادم حسین کا اکبر آباد سے آیا لکھا ہے کہ مولوی مولانا بخش دوست محمد سوداگر کی طرف سے حساب فہمی کے لئے کلکتہ میں علی بخش فیض اللہ کی کوہٹی پر گئے ہیں جو کہ اون کا قیام ابھی جینے ڈیڑھ مہینے کلکتہ میں ہو گا مگر یہ کہ نزدیک مناسب ہے کہ اب سب سامان قوی اگراف کا آپ اون کی معرفت منکولہ لکھے یقین ہے کہ بکفایت آجائیگا چنانچہ مینے یہی شاہنامہ فارسی اور تاریخ ہند فارسی و صراط المستقیم اور آئین اکبری اور ترک جہانگیری منکولہ الیٰ ہیں اور مناسب ہے کہ اب حال دربار دیکھ کر ہند جناب گورنر جنرل بہادر کا مفصل تحریر فرمائیے بلکہ ممکن ہو تو تفصیل بھی بھیج دیجئے زیادہ والسلام

اپنی سیاحت کا مذکور اور بالاجمال احوال قصبہ بہادر پور

بتدہ نواز سلامت کترین عقیدت گزین ایک عرصے سے ہمزنگ سلج ہر ایک سلطنت و تسلیم کی سیر کرتا ہوا اور ہر ایک صاحبان و وہیم کو دیکھتا اور نیولا ریاست والو تین پہنچا اتفاق زمانہ سے بمقتضائے آج دانہ قصبہ بہادر پور میں مقیم ہوا یہ مقام بہرہ سلطنت اہل اسلام بڑی رونق پر تھا اور ہر محلہ رئیس محلہ کے نام سے نام زد تھا بازار خوش قطع مرد شریف بے تہین ابتدا میں پٹھانوں کا قبضہ تھا جنگی شانینا

کہ آپ ہی صبر کیجئے دل کو ماتہ نہ ہے نہ کچھ اگرچہ خیال ہوتا ہے کہ رخ و لعل و دنا ہوگا
 باغ عالم نظم میں سونا ہوگا لیکن صابر کو غم اور کا حدیقہ غایت ذوالجلال سے ملتا
 ہے ایک کے بدلے میں دوسرے کی بول کہتا ہے بھجوانے کلام ربنا علیہ السلام
 مع الصابرین والکلام

تہنیت نامہ تولد پور موفور السیر سید محمد شفیع ریس پور

زکیو بوئے گل ز کی طرف پیغام یار آمد

شعر

من آن دیوانہ ام کہ ہر دوسوے من بہار آمد

رفیق صادق الوفاق شفیق مجمع الاسفان سکہ اللہ الخلاق الافاق صفحہ قرطاس
 غیرت بیاض صبح و رشک کافور ہے اور سیاہی برد و نخل کشندہ سویدائے قلب
 جو قلم نے وہ گل کھلائے ہیں کہ شاخ نخل پورست بندہ ہوا در سخن سنجی مخمور سے
 قالب بچان میں جان آئے پیکر مضمون زندہ ہو سپاس گزاری منعم حقیقی کی انعام
 بچہ پروا جات سے ہے اور تہنیت سہالی احباب ضروریات سے الحمد للہ قلم
 شایہ کہ شگوفہ گل مراد شاخ ہنالی اس سے نکلا اور گوہر آرزو عید ف بطن خورشید
 سے دھندہ نیاشت اجا ہوا اور دروازہ طرب و انبساط کا و اباب گنج شادمانی
 رو سے رفقا پر کہو لتا ہے طائر نکرت سخن سہا ایچ گولی کا گھبراہٹ ہے
 رنگین ادائی سے کام نہیں خواستگار انعام نہیں قطعہ تاریخ تولد فرزند

جو بخشش جو محمد سے شفیع

کتاب مشتاق ادب سے پاریکا

دورہ رت اغرت میں دست بدعا ہوں کہ زیر سایہ دامن بزرگان عمر جوانی

اد کے گہر میں پیدا اک گوہر ہوا

سالید ایش بلند اختر ہوا

۹۹

معلوم ہوگا کہ تیرا ہر طرح کھلا کہ دل مجھ پر موم آسا معدوم ہوگا
 ملک عدم کا ارادہ ہوا مگر گاہ آبادہ ہوا آرام گاہ ہوگا گریہ حور ہر دم ہمدرد
 ہوگا طول امل کو کم کر ارادہ گور کا مسلک کر آئیں سودا سود کا مال کار دل کو
 آورد و سیرا در دل و اہل عالم ہوگا اور کاسے گر گزراہ آسا عالم عالم در ہم
 ہوگا اسدم کہ روح سو گوار دل در دل تو ازلہ دار آورد لدا رعد و دم آدم آورد دم آدم
 و دافع مالک الملک اور مالک الملک عالم روح ہر مولود آورد ہر مولود موعود الوداد الوداد
 مدعا بلع مسم ہوا کہ کہ کا دل کو درد عالم ہوا

ہمدرد ہوا اگر سرد کو صلیب کا سہارا	اور طائر گل دام کو ہو گل کا سہارا
ہوا اہل ہوا کو ہو سنبل کا سہارا	ہمکو ہوسد مالک دلدل کا سہارا

حاصل کلام اصل مرام وہ کہ ہر دل کے کلک گنگار ہوا کہ تھررا حوال آلام و
 ولدا ہوا تھررا س گدا کوادماہ کر اور اس گھ کو گاہ گاہ آرام گاہ کر وانا کو سہارا
 ہوگا اور ہمارا سر ہوگا اسدم او عدد دل گاہ ہر گز ہوگا طول کلام کو کم کر آورد
 کلام منظور کو سلسلہ در محکم کر اوالسلام

صنعت منقوط

شفیق شمع نی بخش تین شب تین تن یہ پچھنی بخشی شب تپ چین نشقی جینے جی
 جیت نی جب بیت غنی فیض پچھنی غیت نی تب تیغ تشت متی یہ تفتیش تختی شب
 بنفش تین بیت چینی

بختیش شفقین شمع شب نشین نبینی	بختیش چین بیتیش نبین نبینی
-------------------------------	----------------------------

مستور میسر شده در طرح عاطفه سوال در کمال آرامی در
عدم ارسال ساله و مرسل و هم احوال و گریه مطول و مکمل

اول هر واحد کردگار و اوردا دار ملک السلام که آورده و لایح و در محمد الرسول
صلی الله علیه و سلم و اکرم مدح ملهم اهل البیت که در دوام که مطلع اول
مدعا لکن که مدعا به حصول کام و ده که او سکا به مامول
اصد داشته

مطلع دوم

سارا و سوا س دل کا که در دور
دلدار و دل آرام گوهر و داد گل مراد هر ماه سلمه شد - رسم سلام ادا که
سلسله کلام کو که بود حال دل سلسله آسان املایه کمال و ده هو که اگر دوره
عطر عروس مدعا و اهو عسل روح مانع سارا معطر به سواد مداد مشک کا به هر
آه اگر دلدار کو دوام رم بهوگا بهار کا کس دم بهوگا بهم که در کمال دل دور
که و وصل لارام دل کو دو اهو حاصل مدعا بهو
مطلع

بهو کمال دلدار اگر دام بهار
اگر رسم در راه رسل و سائل کو سدر و گرا آساک مداد و کم حوصله نکات سهو محرز
معلوم به اول و لا محمل کو طلال بهو اصد مه کمال بهو آد و آه و آله کمال هم طرح طره
طرار بهو آد و بهو طره طرار کا دل کو وار بهو عالم اس امر کا آگاه بهو آگاه و صحرایا
آرام گاه بهو آگاه حواس گم کرده کو باء البور و دعد و وصل دلدار بهو آگاه و سوسه
عدد دوم صمصام و سیم مار بهو الحمد لله که در دنیا احصار سوره الم که در بهو آمل اسکا که
عق کلاب

گھنٹن بیٹھنا زہون توکل پر

تاج ہے تاج کمان کمان جاؤں
تا ہم گفتاریاں نہ پڑاوا رہا رہا اگر کوئی پخواش طالب ہو تو کیا جا
انکار ہے باقی حال بشرط حیات مستعار دوسرے وقت تحریر کروں زیادہ

تقریر لائق غور چلے کٹے کا طور

کاشمشیر کرے جھکا کا کیون سر

کے یہ مکتوب ہمارا ہے سبکداری
علاقات رقیب بدغیب نامبارک پر مغرور ہوا تو تم اپنے نزدیک بہت دور
کیا سمجھے ہو کتنے بکایا ہے کہیں دماغ میں تو دخل نہیں آیا ہے جو عقل زائل ہو گئی
اے امور بیخ پر طبیعت یکا یک مائل ہو گئی ہے بکو تو تہا رہے حسن صورت پر

نیک سیرت کا وہم تھا اگر پھر جو غور کیا تو بالکل بعید الفہم نکھایا ذکر ہو کہ وہ دن

غقریب آئیوالے میں اور جام اشاب ناکامی پلانے والے کے انجام کا یہ وہم تو محکو
بدنام کر کے چلے جائیں گے اور آپ اپنے کئے پر پشیمان ہو کر روئیں گے پچھتاہیں
نادار یا رعیار مالدار سے اچھا ہے اور نادان دشمن نادان یا رسے اچھا توں مجھ

سے استقلال بہتر ہے آؤ ایسے وصال ہے کہ جو باعث رسوائی و طمان بر نقص

بہتر اس تحریر سے یہ تصور نہ کرنا کہ چلے کٹے کی چیر چیر ہے العاقل تکفیکہ الاشارة
حقیقت میں تنکے کی اوڑھ پہاڑ ہے

بجائے گرد وصال اپنا کچھ ہے چھو چھراں ہے

کہ دنیا کا فروں کو بلوغ ہی ہوں کو زندان

حرف نصیحت بہتر سے سوا سخت ہوتے ہیں اور بکلمات پندرہ تھن سے بڑھ کر سخت
جنہوں نے اسکو گوارا کیا ہے خاتم آئین حیات پیانے

اگر اس پر عمل کرو گے خوشیاں منادو گے ورنہ پچھاؤ گے زیادہ واسلام

جوابِ نیا مرقعِ رفاقتِ سیّد علی - رباعی

حاصلِ بیہ سے دل لگانے سے ہوا	دل شاد ہمارا خط کے آنے سے ہوا
مشتاق نے مدت میں اوٹھایا ہے سلم	گستخِ نہارے منہ لگانے سے ہوا

واضح ہو کہ جب جملہ اجابت سے جدا ہوا مشغلہ شعر و سخن نہ رہا اب چند روز سے
 اور میں کچھ پرچا ہے سو کیا ہے دو تین طرحوں پر غزلین لکھیں مگر کچھ لطف حاصل
 ہوا شاد دل مضمحل نہوا آج چوتھی صفر کو بعدِ عرصہ شہرِ رعایت نامہ سامی محرمہ
 ۲۹- ماہِ محرم آیا ممنون احسان فرمایا ماشاء اللہ فکرِ صائب میں نقص
 کیا ہے قطعہ تاریخ بہت خوب کیا ہے جہان جہان دخل مناسب جانا درست کر دیا
 اور حسبِ رمایش پانچ شعر اور ٹیپہ نادے مادہ تاریخ دمِ فکر سخن ایسا لکھا
 کہ یقین ہے آپ کو پسند ہو اور سامعین کی طبیعت بھی سن کر خورسند ہو۔ وقتِ دائمی
 ہی آپ نے زبانی شعر بابتا اور اب یہی تحریر کیا تھا مجھ کو آپ کی خاطر بدلِ مضطرب
 اگرچہ احقر بظاہر اس سے دور ہے اور بہت دور ہے اس وقت تک بدستور
 مدرسہ قصبہ بہادر پور میں بشاہرہ معمول نامور ہے بعض اوقات بخرابِ حرص میں
 آتا ہے کہ جادہ قناعت سے پاؤں باہر دھرون پہرِ بغنائش توکل چپ رہتا ہوں مجبور
 کیا کروں قیامِ زیت جہان گذرانِ جنابِ موج آب روان ہے چلنے پر نے کا کوٹا
 سامان ہے گذشتنی و گذشتنی پر بچا دلِ سبکی ہے کہ جکا آلِ خستگی ہے مسافت
 بیدہ کو طمع دنیا کے واسطے اختیار کرنا چیتے جی مرنا ہے

فدا تو مشائخہ حسین زیادہ دالت سلام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پند سودمند شعر

اپنے سر عشق تیان کی نئی لاگ لگا | اللہ اللہ کراس کام کو تو آگ لگا

حسن پرستی عشق بازی تبتتم مسخر مزاج دل لگی تہو دل لب کھیل کر دین عمر کہو تا
انجام اپنے کے کور و نا ہے کیا تنے سے آن مجھ میں نہیں چڑھا آجستہ انکس
خلاقکم عبتا اور دوسری جگہ پر وہا خلقت الحق و الا نسن الا لیقبت
اد سوقت کہ پیش حکم الحاکمین بقدر مرد بکار ہو گا ماتہ پاؤں انکبتہ ناک کان بان
کی شہادت گذری کی بڑی دہوم کا دربار ہو گا طرقداری خوشامد رشوت سعی سفار
کچھ کام نہ آئیگی ساری شیخی دم بہرین کر کیری ہو جائیگی فرشتے کشان کشان
دوزخ میں لیجائیں گے یا رہت ناخوش یگانے دیکھتے رجحائیں گے پس لازم ہے
کہ آپ ہی تدبیر کیجئے ممکن ہے کیونکہ اگرچہ تیر کا ہو چکا ہے ہی کی قدر باقی دن ہے عید ہو
تو معبود حقیقی کی عبادت میں مشغول ہو طول مل کا خیال صفحہ دل سے مٹاؤ بندگان
خالص ہیں داخل ہو کر مقبول ہو صحبت علما و صلحا اختیار کرو پند و نصیحت گوش
دل سے سنو مشائخ و اہل یقین سے ملو صاحب تحقیق کی خدمت کرو تاکہ رنگ آیت
دل سے دور ہو حاصل سرور ہو۔

مثنوی

سایہ زندان بود بندہ خدا | مردہ این عالم وزندہ خدا
کیف مژدہ الطل نقشا اولیاست | کو دلیل نور خورشید فداست
اندرین وادی مردے این دلیل | لا احب الا فیلین گوچون خلیل

مگر آنکہ کزو سوال کہند
عہد و عویشیں ہمال کہند

نزد ہر مرد ہوشمند جواب
گرچہ بہ حق بود سراج سخن

تحریریں جنہاں تیرے روزگار سے اور صلح کن روایاں سے شعر

بہار آئی ہی دیوانے سوئے صحرائے نکلتے ہیں
پریراد و وطن سے نوجوان کیا کیا نکلتے ہیں

کچھ اور بھی سنا اندون میں اہل شباب کی جستجو ہے پلٹٹیں بھری جاتی ہیں
رسالوں کے واسطے نوجوانوں کی تلاش میں اہلکاروں کو درپیش لگا پوہے جویا
مرگ نام لکھولنے پر آمادہ ہیں سوار و دشمن احباب کی سواری سے محروم اور پیاد
توپیا دے ہیں اس ہنگامہ شور انگیز میں دیکھتے کون کون لوٹ کر گھر کی صورت
دیکھتے ہیں اگرچہ بھکوا آپ اپنی زندگانی کا اعتبار نہیں تاہم ہم اوسکو نگاہ حیرت
سے بضرورت دیکھتے ہیں جدال قتال وجہ پریشانی اہل و عیال ہے بلکہ سبب
نقصان جان و مال اور پھر اوس پر ہی انجام کار معلوم واللہ اعلم کون شاد ہو
اور کون مغموم ہمارے نزدیک صلح کل سلامت روسی کی روش اختیار کرنا چاہیے
دیدہ و دانستہ اس کائنات دنیا کے واسطے نہ مرنا چاہیے اور خوب کہا ہے شیخ
علیہ الرحمہ نے

اگر پیل زوری و گر شیر جنگ
پہ نزدیک میں صلح بہتر کہ جنگ

پس نصاحت یہ ہے کہ آپ ہی صاحبزادوں کو اس خیال فاسد کی طرف توجہ نہ دینا
اور ضرورت پر بغوائے قول حکما کہ اگر ایک چان اہلیت پر قربان ہو اور اہم
قبیلہ پر نثار اور قبیلہ ایک شہر پر تصدق اور اہل شہر ذات فرخ بادشاہ پر

آن شہادت را کہ فہم ترخ بودہ است

بندائے بستہ ایکشودہ است

بوجہ طوالت کہ موجب طالت طبع ناظرین ہے اسی پر ختم کیا ورنہ شعر

در بند آن مباحث کہ مضمون نامزدہ است

صدرال میثوان سخن از زلف یار گفتہ

وہ مضمون رقبہ بالا اونہیں لوگوں کے حق میں حضرت نظام الدین صاحب نے لکھا ہے جو اس راستہ سے گزر کر منزل مقصود پر پہنچ چکے ہیں زیادہ دالت سلام

کلمات انتخاب تحریر رفیق کا جواب شعر

زخم دہان خلق کو ہے اس سے التیام

مرہم ہے زیادہ اثر میری بات کا

ظاہر ان میں جب ایام بے بال پری میں آشیانہ سے باہر آتے ہیں قاعدہ ہے کہ اپنی بولی بھول جاتے ہیں اگرچہ مرغ مضامین کو اپنے الفاظ غیر مانوس کے پروں سے خوب اوڑا یا لیکن اصل مطلب صورت عنقا ایسا غائب ہوا کہ ناتھ نہ آیا ماشاء اللہ طبیعت کی جولانی میں کچھ قصور نہیں چشم بد دور دماغ سلیم الطبع میں دستور نہیں تحریر مقبول تقریر شمشدہ ہے لیکن دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ہمارے عقل کا تپ پرست ہے کیونکہ بیت غور سے معلوم ہوتا ہے کہ پیکر مضمون خط ساجی بحالت نیربانی یوں گویا ہے شعر

حوصلہ یابی نہیں اسے آسمان فریاد کا

آج دانہ نے دکھایا گہر ہمیں صیاد کا

جیسی حال باتو چند روز میں مولوی ہو جاؤ گے لیکن آس سے زیادہ بڑے تو کچھ اور کھلاؤ گے اور ہماری مستندی تو انہر من الشمس ہے کہ ایک سے دو دوسے تین ہیں اور آپ دہی اکیلے اکیلے نکتہ چین ہیں خطامات ترکی بترکی جواب ہے 'ورنہ بیان ہر لحظہ پیش نظر ہر خرد و بزرگ کا لحاظ آداب ہے بقول شیخ علیہ الرحمہ قطعہ

متقدمین پر خواہ مخواہ بلا دریافت اعتراض کرتے ہیں بحث المقریب سے سمجھے ہوئے
 اپنے قول کی تائید میں کہہ کرتے ہیں چنانچہ تحریر فقیر بنام نامی طاعبد الکریم
 صاحب محمولہ بہ ملفوظات حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ اوسپر
 ایک اعتراض کا اعتراض ملو یہ غلط ہے کہ امانت احکام شریعت و تحقیق امور
 طریقت خلاف نقل و عقل ہے تقریر پر مندرجہ رقم مذکور بالکل بے اصل ہے
 کلام مجید تا کید صلوة سے پہلے حکم آداسے حج و زکوٰۃ متواتر آیا ہے پھر ادھون نے
 خلاف شرع کیوں ارقام فرمایا مضمون اسکا سمجھ میں نہ آیا اگرچہ جواب اسکا
 اوسے رقم کے آخر فقرہ سے حاصل ہو سکتا ہے لیکن مزید توضیح تشریح مندرجہ
 ذیل جہت ملاحظہ ناظرین تحریر ہے واضح ہو کہ شریعت چراغ ہے اور طریقت راہ
 حقیقت منزل مقصود ہے جو شخص روشنی شمع کے وسیلہ سے راہ کو قطع کر کے منزل
 پہنچ گیا اوسکو ضرورت مشعل راہ کی نہ رہے یا شریعت علم طبعی اور طریقت پیر
 اور حقیقت صحت پس جس شخص نے علاج و پیر ہیز کر کے عارضہ لاحقہ سے صحت پائی
 پھر اوسکو دوا و پیر ہیز کی کیا ضرورت ہے یا شریعت علم ہے اور طریقت عمل اور
 حقیقت الوصول اِلَی اللہ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا
 وَلَا يُشْرِكْ بِالْعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا علاوہ اسکے غور کرنا چاہیے کہ اَوْ ظَهَرَةُ الْحَقَائِقِ
 بَطَلَتِ الشَّرَائِعُ یعنی جب ظاہر ہو گئی تو حقیقت باطل ہو گئی راستی و نیر طلب
 الدَّلِيلِ يَبْعَدُ الْوُصُولُ إِلَى مَدَى لَوْلَا قَبِيحٌ وَتَرَكَ الدَّلِيلَ قَبْلَ الْوُصُولِ
 إِلَى مَدَى لَوْلَا مَذْمُومٌ یعنی ڈھونڈنا راہ و راہ نما کا بے پہنچ جانے منزل
 مقصود کے قبیح ہے اور چوڑا راہ و راہ نما کا پہلے پہنچنے منزل مقصود سے مذموم شعر

و بی بی رابعه بصری و شیخ فرید الدین عطار و اکثر عارفان کامل و واقفان سراسر
 ز فرمایا ہے لمقولات طلیات پیشوایان اہل طریقتین آیت ہے کہ روزہ رکھنا
 کام مریفیون کئے اور کم کھانا طریقہ بخلیوں کا نماز ادا کرنا عاصیوں کا کام ہے
 اور سچ کو جاننا مسافروں کا سر انجام ہو کون کو طیلح کہلاتے ہیں اور مریدانہ
 جوگی بناتے ہیں ذکر ملافہ مثال کار سلطان ہے اور علم بہت یاد کرنا کار یاد خردن
 زہد اختیار کرنا کار زمان بیوہ ہے اور مسی و خانقاہ و چاہ بنانا دو کا نذران کا
 شیوہ باغ و حوض باغبان بناتے ہیں اور تقوی و اماندگان اختیار فرماتے ہیں
 نعل نفی و اثبات کار آہنگ ان ہے اور صحبت عورت سے احتراز کار مخندان پیشین گوئی
 کار بیخمان ہے اور اظہار کرامات کار بازیگران و ساحران و سرون کو فائدہ پہنچانا
 کام عہدہ دار و دشوت خوار کا ہے اور آپکو مشہور کرنا کار شیطان نابکار فطیہ پیر
 بتا کار بینوایان ہے اور خلق کو رجوع کرنا کار اہل دیوان و دعویٰ خدائی کا خود نشان
 و خود نمایان ہے اور خودی سے گذرنا اور بیخود ہونا کار مردان کا مکاران یادہ و شکار

تقریر سخن اعتراض متعرض کا جواب دندان شکن - نظم

من نیم ساقی نقطہ است و خراب از عشق او	ہر چینی و جہان سر در شراب از عشق او
چرخ در گرداب حیرت چمن جہان از عشق او	در تجلی محو زہ آفتاب از عشق او
درفساق او نہ تنہا ماہ شد شب زندہ دار	چون شفق در خون نشہ آفتاب از عشق او
از مقاماتے کہ میگویم با ستم او خود	ہر یکے ہم گفتہ دارد کتاب از عشق او
مشفق درینو لا اہل روزگار نے یہ دیر اختیار کیا ہے کہ لمقولات بزرگان دین و کلام	

کہ دامن استقلال و صبر و قناعت کو چاک کر کے بینوائی کی کچھ کسکا کہنا لیتے کہاں جا
جیتیں آتا ہے کہ کچھ کھا کے مر جائیے پتھر سوچتا ہوں کہ لوگ منکر بہت کہیں گے
میں نہ ہوا تو نہ ہوا جو اپنے ہیں وہ تو یہ طعنہ سنیں گے اس واسطے یہ خیال آیا ہے
کہ اپنے مشیرون سے مشورہ لون وہ بھی تو کیا کہتے ہیں دیکھوں چنانچہ ایک غلام
بخدمت جناب فیضاباخ مکرّم مخدوم و معظم درمآذن کے دستگیر شیخ محمد
صاحب القدر کی خدمت میں ارسال کیا ہے اور دوسرا یہ ضراعت نامہ
ہذا ابلاغ خدمت عالی کر کے سوال کیا ہے کہ اگر لائق گذارہ کوئی شکل لکھی کو شمش
سے وہاں ممکن ہو تو براہ بندہ نوازی و رفیع نفسیئے بلاتال بطلب اس
خاکا زردہ بیکدر کے ارقام فرمائیے کہ آئیے جواب کا منتظر ہوں زیادہ
کیا عرض کروں والسلام والا کرام

خلاصہ حقایق شناس آفتاب توحید کا اقتباس

حب صمیم ملا عبد الکریم سلمہ الرحمن الرحیم حسب اتفاق ایک درویش سادات کش
کی بیاض کو دیکھ رہا تھا اوسمیں چند فقرے حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ کے
جو شیخ حاتم الدین گجراتی کو تحریر فرمائے تھے دیکھنے میں آئے اوسکی سیر طبعیت
کمال سرور ہوئی کلفت طبع دور ہوئی جی میں آیا کہ اگر اس پر دلچ روچ فرستائے مثلاً
معلیٰ ابی ہریرہؓ ہو تو نہایت بہتر ہو لہذا ذیل میں رقم کرتا ہوں تحت قلم کرتا ہوں -
واضح ہو کہ سب حصول فقرت و فقرت عین فقرت و حصول قناعت و جہد ذکر و اوم باطن بلا شقت
پس فقرت زیادہ شکل ہے اور یہی اصل منزل چنانچہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ

دیگر گل خندان خواب ہے ہستی مثل نقش بر آب ہے سوار وی کا بازار گرم صبح و شام
 ہے دانا پایدار اس مقام کا نام ہے ادھر اسیر ہوا اور ہر فقیری کا پیغام آیا
 اور سوت علم و ہنری سے مطلب نکلا نہ مال نہ کام آیا اس کا رگاہ بے ثبات ہیں
 کسی شے کو ثبات نہیں راستہ ہے تو دن نہیں دن ہے تو رات نہیں اس نسبت دو
 روزہ پر سفر و رہنا دانشمندی سے بعید ہے بچہ عمرت سیر اس سے کہانی
 کی قابل دیدہ و ورون کا مال پر خیال ہوتا ہے ایسے ہی لوگوں کو نہ یہاں ہنر کی
 خوشی نہ بایں کا ملال ہوتا ہے لاریب فیہ حیرت ان سے ایسا نہ فانی ہے آجک نہ کھلا
 کہ اس شیشہ اگر دوں میں بند کیا ہے بلاشبہ بیہوشی مالاخیل ہے ہی وہ کارناما
 ہے کہ جب کاخ سے پہلے اول ہے ہر پیر و جوان کو اس کا شاکی پایا کار بھودی مفقود سود
 کی امید میں زبان ماتہ آیا اگرچہ بیان اس کا طول ہے مختصر یہ ہے کہ یہ عدد سہ
 ہر ذی عقول ہے آچہل سے برائی اس کا پیشہ ہر حرف شکایت زبان پر لالنے سے
 اس ظالم کی بھکاری کا اندیشہ ہو چکوستا اپنی کہانی کہتا تھا کوئی تحریر نہ دکھلاتا کوئی
 زبانی نہ کہتا تھا اس عرقہ تسلیل میں بہت سے سنے دیکھے افسانے اپنے بیگانوں کے
 سنے ذرا سی بات یہ ہے کہ بعدین برز کے جو کہ کھر کو دیکھا تو ڈر معلوم ہوا ادھی کی
 شکل سر دست یہاں نابود ہے ماتہ پاؤں مارنا اس دواوی میں بے سود ہے کسی سے
 کچھ کام ہوتا ہے نہ کوئی شے کام آتی ہے ہر دم جان گھبرا کر سینہ سے تیا کام آتی ہے
 سر پہ ڈرنے سے نہ شہ کاتب قدرت مٹے کا نہیں مشیت تیر دی دن دم مارنے کی جا
 نہیں اور تازیت بند علایق سے رانی ہی مکن منس بوجہ بے سرو سامانی کسی جانب
 اس ایام سر مابین سیاحت کے دن نہیں پاؤں کہتے ہیں کہ دھشت پھائی کیجئے ماتہ کچھ نہیں

آمد از سر برائے تاریخ

در دور پنج و صعبیت و غم
۱۲۹۲ ہجری

بے اعتنائی محبوب کی شکایت اپنی بیسیرانی کی حکایت

یہ علم اشد کہ مرا از تو شکیبائی نیست

شعر طاقت روز فراغ شب تنہائی نیست

تصور تصویر خیال حضور سے آنکھیں پر نور ہیں لیکن کان ارکان سخن کے سننے کے
مشتاق ضرور آپ کی بے اعتنائی فقیر کی بے سرو پائی طعن ملاقات ہے
یہ معاملہ قضا و قدر کی بات ہے غیر تباریاب محض سرور میں قدرت رب
ودود قابل دید ہے کہ چاہئے والے مجبور میں یہ تو فرمائیے کہ کہی ہم ہی مثل
بلبل نالان بھار گل وصال سے خطا اوٹھائیں گے یا حشر ہی میں مرجائیں گے
مناسب ہے کہ براہ ذرہ نوازی شمع محسوس طرف بھی پرتو افکن ہو دل بقدر ارکو
قرار آئے کلبہ احزان ہمزنگ گلشن ہو زیادہ والشوق . . .

نالہ زار و بیان گردش روزگار شعر

لکھا جاتا نہیں ہم و فور غم سے سیدنا خط

زمانہ کی ہوا پلٹی یہ بگڑ گئی سیدنا خط

حکایت انقلاب دہر لا بیان ہے شکایت گردش گردون گردان بے پایاں ہے
بادشاہ سے فقیر تک آزاد سے استر تک تبسم نہیں کون ہے جو زیر فلک مبتلا ہے
رنج و الم نہیں بقول شاعر

جس کو دیکھا سو میوفا دیکھا
رنج میں سب کو مبتلا دیکھا

ایک عالم کو آزمایا دیکھا
سچ ہے دنیا میں نص خانہ ہے

جو آن زندگانی سے سیر ہو گیا تنہائی اور کجی یاد آتی ہے کلیہ منہ کو لبوں پر جان
 ناشاد آتی ہے ورو دیوار سے صدائے نالہ بلند ہے سینہ کو ہر درد مند ہے
 نور عین کے غم سے چشم اور تر ہے مانتی نگہ کا گہر ہے اشعار

درد اکبر پنج گلین شادی برید گشت	داسر تاک شلخ طرب باد و نمنا ند
لے دل فغان برآر کہ آرام جان فرت	دے دیدہ خون بیار کہ نور بصر نمنا ند

اقسوس ہے کہ دیدار آخری سے محروم رہے بد خواہ شاد ہوئے دوست تازیت
 منہم رہے محمد منیر صاحب کے توقف پر تاسف ہے بے اعتنائی اذکی محض تکلف ہے
 کلام وصیت کی واسطے گوش بر آواز ہرین جملہ متعلق پر سوز و گداز ہرین محمد نور بیہان سے
 پانچویں کو آپ کی طرف روانہ ہوا یقین ہے کہ پہنچنا ہو گا تسلی و تشفی اور سکی آپ کو ضرور
 ہے کیونکہ آپ کے پاس ہے مجھ سے دور ہے خیال ہے کہ امد جانب کا قصد ملوے
 گہر جلے یا آپ کے پاس رہے میانہ جزا وہ آپ کو معلوم ہے کہ تہاری فستہ میں
 مرحوم نے جان دی خیر جو خدا کی مرضی تم صبر کرو استخا اجرا شد سے لوجیالات فاسد
 دل سے نکالو اب اپنے گہر کو دیکھو بھالو میرا ارادہ بدستور ہے لیکن مشیت
 ایزدی سے فقیر مجبور ہے اگر کوئی شکل معقول و مان ہوتی ہوئی نظر آئے تو اطلاع دو
 ورنہ خاموش ہو رہو زیادہ نیاز سیکو علی قدر مراتب ادائیہ بند گار و سلام دو عاجز
 شیخ محمد منیر صاحب کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے اور یہ خط دکھائیجئے تاریخ
 مرحوم منورہ جو ذہن میں گذری حوالہ تسلیم کرتا ہوں تحت حق قسم کرتا ہوں -

قطعہ تاریخ وفات

چون رفت یکینہ جانب خلد	منہم شد تداہل عالم
------------------------	--------------------

رفتہ و تیر ازشت حبسہ پہر نہیں آتا ہے آخر کو ان ان پچا آتا ہے اپنے ہم نشینوں کو
اس قدر دل سے فراموش کرنا پہلے تو آپ کا کام نہ تھا نہ معلوم کہ اس عرصہ میں میں
صحبت غیر جنس کی بدولت کیا ہو گیا ایسا صاحب اگر دوست اپنا نہیں سمجھتے ہو تو غیر
سمجھو لیکن برائے خدا ہر طرح جو یاے خیر سمجھو مطمئن رہے کہ بندہ خاندان پریشان
سے نہیں ہے جو چرب زبانی دشمنین کلامی سے اپنے مطلب تک کا اشتار ہے
انجام کو وہی غیروں کے غیر فقیر تو دعا گو ہے نہ اس قدر کسی سے الفت اور پیار ہے
یہ بغض اور پیسہ مع خسرانی نہ سمجھنا بیکاری کا یہ شغل سمجھ کر حال و کجوالہ تسلیم کیا آپ کو
ایک آنہ پیسے کا نقصان دیا زیادہ والسلام والا کرام

تقریب نامہ مخدّر ہے بطور عصمت چہلے بیرون از قہر ہے
اشعار

غم نامہ اپنا صفحہ محشر سے کم نہیں گو اخطراب دل کو بیان کرتے ہم نہیں	ہے شورا لیاات صریقہ لم نہیں بہ چونگاہ ہے رگ سبل سے کم نہیں
اس دار فانی میں حیات جا بے کم نہیں کون ذی حیات ہے کہ جبکو زیر چرخ رنج والم نہیں پنچہ موت سے ہر مرغ روح کو گذار اور ناگزیر ہے امور تقدر خارج از تدبیر	ہے فلک بد نہاد کا انقلاب شہور ہے جواج شاد ہے کل منہوم و مہجور ہے بیان ملال والم سے جگر قلم شوق ہے درد ہے اندوہ ہے رنج ہے قلب ہے خامہ جگر افکار کی نگہ سے وقت تحریر اشک سیہ کا جوش ہے مصائب نگار اس واقعہ جا کاه کا مثل جرس کبھی نالان گاہ خاموش ہے یا اللہ یہ کیسا اندھیر ہو گیا پیر ہوس زبیت میں مبتلا ہے

دعا گو ہوں والسلام + + + + +

رفیق کی نوکری پر تہنیت سے سیرا اپنا بیان لکھ کر مایہ
حال گذشتہ کی یاد دہانی بیچہ آخری کی نشانی

مستفوق و شفیق رفیق بالتحقیق صاحب کمال و ذوق و شایستگی بنی بنش صاحب مقبول
سہ امانتہ قادر بچوں سلام شوق کے بعد فقیر مہ تن قاق مشتاق خامہ فرسایہ شعر

ہے مقدر میں جلوں فراغ فراق یار سے | جانا تھا جل بچوں کا شکر خسار سے

صحبت دیرینہ فسانہ پار سینہ ہو گئی زمانہ پلٹ گیا یا تقدیر ہمار ہی جگتے جگتے
دفعہ سو گئی سخت برگشتہ کی شکایت کیا ہے مشیت آئندہ میں دھل بیا ہے
دنیا میں کہی رنج ہے کہی عیش ہے پہلو سے گل میں خلش فار ہے توش کے ساتھ
گزہ نیش ہے کارخانہ اسکا درہم برہم دیکھا کہی آہیں شادی کہی غم دیکھا آج صبا
تخت و تلخ تھا ادھر ہی کل نظم سیر پڑا تو ٹوٹے پورے و نان خشک کو محتاج تھا شعر

میسر ہو اگر عشرت تجھے جان جہانم او سکھ | جہان میں پائے گرا پڑا سمجھ خواب پریشان

آپ کے مطمئن ہو جانے سے دل مضطرب و کسین ہوئی شاد خاطر علیکن ہوئی ہماری
پریشان سالی مثل مصر دماہ زیر سپر سے بھر روشن ہے عرصہ سے وقفہ ان
یہ گلشن ہے باغ دل علیکن ہے گل معانی مثل غقانا پیدا ہو گیا اسکا کیا تھا کیا ہو گیا اپنی
بے مروت سامانی اگر کسی وقت رولاتی ہے تو مصیبت احباب پر معاظرا پریشان مشاد
ہو جاتی ہے مزار رنج و راحت کا چکھ چکے ہو لازم نہیں کہ اب انصاف کو ماتہ سے دو
حقوق منیر و کبیر نظم سیر ہر ایک در ماندہ کی خبر سے قول صادق ہے کہ وقت

متنفر دل صفا منزل چاہیے کہ آپ کے حصول نیا کو چھوڑا اور خوشنودی
رہت و دود کے جو یا ہو قناعت و توکل فرمیں اور خوب جیکے محبوب ورنہ دامن حرص
کشادہ ہے اور جو اوچس دم بدم زیادہ فقط اللہ پس باقی ہوس ۔

شکایت وزگار توکل پہ وادار و مدار

بعد حمد خدا و تعالیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ الناس یہ کہ زیت ستار
چار روز کی سپہا سپہا تبارنا پایدار ہے گردش گردون گردان یکساں نہیں از دل
بے دراز ہے سفر آخرت بیکو در پیش ہے جیسا سپہ خیال ہے وہی شخص خیر اندیش
ہے زاد راہ اس محفل میں بہت ضرورت ہے قافلہ الیجا کے غور ہے راہ پر خطر ہے
اور منزل دور ہے نال زندگی مرگ ہے جو ہے سو وہ ہے سامان و برگ ہے جاتے
شاہو مانی ہے کہ دو تکت سپہو لگی ایک باقی ہے پھر تبار کے نہ صہ نہ مرا لگی ہے
نہ جام ہے نہ ساتھی ہے پھر و سا خداوند گریں پر چاہیے کہ منیب الہی ہے وہی
رزق ہے تیسرین تہذیبیہ ہے جب تک دم میں دم ہے واسطے رزق کے کشادہ دست
کرم ہے البتہ کمی بیشی ہوتی ہے سو اندیشہ کیا ہے اوستہ غور فرمایا ہے
آپ کے سنا ہے یا نہیں متفق من ان کا مفع البصل فیصل فاس مرو کے واسطے کوئی
ہے اس سے گہرا ہے نہیں تاکہ ذلت و رسوائی پاس آئی نہیں قصہ مختصر ہے کہ پہلا
نامہ ہر ایک حادثہ ناکہانی میں اکیلا اب اس حال کو بجائے اوسکے سمجھے اور بوجہ
مدارات اسکی کر کے جو کچھ ہو دیکھے اپنے اشغال کا حال تحریر فرمائیے کہ کوئی
ہے یا یونہی بیٹھے ہو خدا کا شکر ہے کہ اسوقت تک تندرستی کا دم بہر تار ہوں اور

ایسا بمصول رخصت آئیوں نے ہیں فقط بخدمت جناب قاضی امداد علی صاحب سید السلام
سنت الاسلام القاس یہ ہے کہ آنسو اپنے الود کو مشرب بقدم مہینت لڑو
کیا اور اس تشنہ کام کو پاشنی شربت دیدار سے محروم خیر گذشتہ را معلوۃ اب گاہ
گاہ رسم نامہ و پیام جاری رہے تو غایت سے بید نہ ہیں . . .

رموز مہومہ قوت نظر پر اور افسوس عمر گذشتہ کی بھری پر

شعر

سفر و نازین گھلا نہ کبھی خوبے شت کا | آتشا قسطنطنیہ سے خط سر نوشت کا

کچھ یہاں حیرت افزا نہیں کہ طفل بہ شیر خوار جوان قوی پیکل کیونکر ہوا اور عالم
شباب شیبہ سے تبدیل کیونکر مقلد سیر کیونکر ہو جاتے ہیں اور امیر بدتر از فقیر
کیون خوشامین دغل رخ کس لئے ہے اور جاسے مخوفین قیام گنج کس لئے
سبب بزمانی اور نیک نسیب چائی کیا ہے اور باعث سیرابی و تشنہ کامی کیا
بہار و خستہ ان کیلش ہے اور انقلاب و زوال کیلشے التبتہ اور اک نکات تر قضا
قدر عقل سے دور ہیں اور رموز مکت بالذہن بیدار از فہم و شعور بجز آس مشیت فنا
کب زیبا ہے کہ کچھ چون و چرا کرے یا کسی مبادلہ این و آن میں زبان و اشعر

شکایت غیب سے بجا ہے زیر چرخ مینالی | مقدر میں جو کچھ ہے جو نوا لا ہوتا جاتا

حاصل کلام یہ ہے کہ زندگی دنیا اس واسطے ہے کہ مال و مال سے مال زیت معلوم
ہو جائے نشیب و فراز کو چوڑ کر راہ راست پر آئے الحمد للہ علیٰ کمال حال
کہ اسوقت تک سبب ظاہری سے نتیجہ باطن حاصل ہے اور تعلقات و فوجی سے

متنفر دل مقام منزل چاہیے کہ اپنے کو حصول نیا کو چھوڑ دے اور خوشنودی
رہے و دوسرے جو یا ہوا قناعت و توکل فرمے اور خوب جیکے محبوب در نہ دامن حرص
کنادہ ہے اور جو اوچس مہم زیادہ فقط اللہ پس باقی ہوس ۔

شکایت وزگار توکل پر وار و مدار

بہرحمد خدا و تعالیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ الناس یہ کہ زیت ستار
چار روئی کی ہے اس پر اعتبار نا پایدار ہے گردش گردون گردان یکساں نہیں ازل
بے مدار ہے سفر آخرت بیکود پیش ہے جیکہ اس پر خیال ہے وہی شخص خیر اندیش
ہے زار و راہ اس مغزل میں بہت ضرور ہے قافلہ والو جاکے غور ہے راہ پر خطر
اور منزل دور ہے مال زندگی مرگ ہے جو ہے سو وہ بے سامان و برگ ہے جاکے
شاہدانی ہے کہ وراثت سپر ہو گئی ایک باقی ہے پیر تبار کے نہ ہے نہ میرا ہی ہے
نہ جام ہے نہ ساقی ہے بہر و سا خداوند کرم پر چاہیے کہ منیب الاسباب ہے وہی
رزق ہے ہما سین تر و دیبا ہے جیت تک دم میں دم ہے واسطے رزق کے کشادہ دست
کرم ہے البتہ کمی بیشی ہوتی ہے سوا نڈیشہ کیا ہے اوسنے خوف فرمایا ہے
آپے سنا ہے یا نہیں متفق من ان کا مع العسل فیسل، فلاں سرو کے واسطے کوئی
ہے اس سے گہرا سے نہیں تاکہ ذلت و رسوائی پاس آئی نہیں قصہ مختصر ہے کہ پہلا
نامہ ہر ایک حادثہ نا کہانی میں آگیا اب اس حال کو بجائے اس کے سمجھے اور وہی
مدارات اسکی کر کے جو کچھ ہو دیکھے اپنے اشتغال کا حال تحریر فرمائیے کہ کوئی نہ
ہے یا یونین بیٹے ہو خدا کا شکر ہے کہ اسوقت تک تفریق کا دم پہنچا ہوں اور

انہا بمصول رخصت آئیوں نے میں فقط بخدمت جناب قاضی ادا و علی صاحب سید
سخت الاسلام القاسم یہ ہے کہ افسوس اپنے اور کوشش بقدم ہمینت لڑوا
کیا اور اس تشنہ کام کو چاشنی شربت دیدار سے محروم خیر گذشتہ را صلوات اب گاہ
گاہ رسم نامہ و پیام جاری رہنے تو عنایت سے بیدار نہیں . . .

رموز مہمہ قوت نظر پر اور افسوس عمر گذشتہ کی بھری پر

شعر

سفر و نازین گھلانہ کیجی خوب نشت کا | کتاب لم خفی سے خط سر نوشت کا

کچھ یہ امر حیرت افزا نہیں کہ طفل بچہ خراجوان قوی ہو گیا کیونکہ مہمہ اور عالم
شہاب ثنیہ سے قبل کیونکہ مقلد ہے کیونکہ ہو جاتے ہیں اور امیر بدتر از فقیر

کیونکہ خوشی میں دھل بچ کس لئے ہے اور جاسے خوف میں قیام گنج کس لئے

سبب بڑائی اور نیک نیتی چائی کیلئے اور باعث سیرابی و تشنہ کامی کیا

بہار و خستہ ان کیلئے ہے اور انقلاب و دوران کیلئے التبتہ اور اک کائنات و فضا

قدر عقل سے دور ہیں اور رموز حکمت بالغہ بیدار فہم و شعور بچہ اس شت فا

کب زیبا ہے کہ کچھ چون و چہ کرے یا کسی مہملہ این و آن میں زبان و اشعر

شکایت غیب سے بچا ہے زیر چرخ مینالی | مقدرین جو کچھ ہے ہونی والا ہوتا جاتا

حاصل کلام یہ ہے کہ زندگی دنیا اس واسطے ہے کہ مال و مال سے مال نیت معلوم

ہو جائے نشیب و فساد کو چوڑ کر راہ راست پر لئے الحمد للہ علی کمال حال

کہ اس وقت تک اسباب ظاہری سے نتیجہ باطن حاصل ہے اور تعلقات دنیوی سے

اس وارنایا پیدار کو بے مدار جانتے نہیں اور حسین گلرخان چہستان دنیا کے رنگ کو
 بے اعتبار و پدہ اہل بصیرت میں عالم امکان فانوس خیال سے بھی کم ہے اور
 لذات و نیوی کہ ستر ستر لدغہ آخرت سے بہتر از سیم چشم عبرت میں ہیں وہ کافر بدکش
 ہے جس کے نزدیک نوش نمیش ہے پر تیر ویر عالم میں جہان جہان ہیں اور اسرار
 حقیقی کے اخیر دار کہان ہیں و ورنڈیش یہاں کے بناؤ کو بگاڑ سمجھتے رہے اور
 لا عقل او سکو گلستان خیال کر کے کانٹوں میں اوجھتے ہے خواہ گوشہ نشین حرم
 محترم ہے یا ساکن ویر ہو حاصل نیست یہ ہے کہ انجام بخیر ہو اکثر اہل دنیا باخدا ہیں
 اور بیش تر فقر اطیع دنیا کے مستل کوئی جدا ہو کہ شریک ہے اور کوئی شریک
 ہو کہ جدا ہے کھلتا نہیں کہ این طلسمان دنیا کا اسرار کیا ہے ذہن ناقص
 حقیر نے اس معاملہ کے دریافت میں مستغرق بقصور ہو کر خاموشی کو کام فرمایا
 مستر اتنا زبان پر لایا

رباعی

تو شکل سپیکر جان را چہ دانی
 رموز ستر سلطان را چہ دانی

تو نقش نقش بستان چہ دانی
 تو خود می نشنوی بانگ دہل را

لہذا اس بحر ذخاردینائے ناپیدا کنار سے کنار اگر کے مضمون ضروری المدعا کو
 حوالہ قلم کیا جب دم لیا عوام کی ہوا زہے کہ نصیب دشمنان طبیعت ناساز ہے فکر
 دامن گیر حال ہوئی مگر رو پر طال ہوئی شایع الامراض جسمانی سے محفوظ رکھے
 حبہ لنحوہ بشاش و محفوظ رکھے لازم ہے کہ خوشنودی مزاج سے آگاہ کرو جہاں
 رہو عیش خاطر خواہ کرو پیہ فراموشی کہ لشکر کا کیا ارادہ ہے میرے نزدیک التوا
 بہتر ہے کہ اب گرمی زیادہ ہے علاوہ اسکے جسکے پاس آب جانے والے ہیں وہ

دل سے اسنے میں جسکے ہاتھ وہ پانوں گے اپنی مراپا گئے رفتار میں قیامت کا پلن
 غشبکے بانگین شعلہ آواز دلون کو جلانے والا ہے نیا اذار نکلا ہے رقص پہلو کو
 رقص میں لاتا ہے ہر پشاختگان کچ لحد کو جگاتا ہے غلیم موسیقی جو ہر ذاتی ہے
 راگ غانہ زاد ہے غلامہ یہ کہ ہر فن از بہی یاد ہے گشکری سلسل موتون کی
 لڑی ہے راگنی ہر وقت رو بروا دوس رشک رقاصہ گردون کے ہاتھ باختر کپڑی
 ہے قاتل کلام و مصف کا حقہ کی تحریر سے عاجز ہو کر قلم نے سہ جھکا یا مکتوب
 نے اس مطلع پر اختتام پایا ممتا باہم صاحبہ اپار رشک شیرین غیرت لیے

تاج بلقیس سر پر چیس پر پائے بتان | اے صنم در عہد تو نہ سادہ دور آسمان

آراوہ ہے کہ ذریعہ مراسلت ہم ہی اوس سے رسم درآہ کرین اپنے حال سے بولتا
 نامہ و پیغام اوس بنجیر کو آگاہ کرین اس واسطے

ہو اے شوق میں نامہ و نہیں تحریر کر پٹیا | مقدر کا لکھا دیکھو نہ پہلا ٹہرے برا ٹہرے

انتہائے عشق یہ ہے کہ آتش فراق سے جلکھا ہو جائے سینہ نگار ہو جگر اندر
 اندر سو جاتے پاک ہو جائے لکڑا اوس بحر میں دغوبی کو خیر کرے گرد آب بلا وریائے
 آفت زاین ڈوب کر مرے اگر جو اینہیں آیا تو ہم بھی یہی کام کریں گے اپنی جان کہو کہ
 تنکو یہ بیان بدنام کریں گے زیادہ زیادہ

مراسلہ طرز حقیقت و گفتگو یا اہل طریقت

سخر کنندہ روح روح عانیان غمزدہ قلوبانہ سرودہ دلان بیان اعجاز نالے
 شگفتا نالے رہبر و مراد المستقیم محمد مقیم سلم رب جنات النعیم۔ واضح ہو کہ اولوالا

راع چوپک گویا اوس آسمان رفعت کے رخیہ ستارے میں خال طائر دل نادان کے
 واسطے دانہ ہے چاہ وقت کر کے دیدہ و دانستہ آپکو چاہ میں گرانا ہے صفت لبین
 زبان ناطقہ لال ہے یا قوت احمر کو اون لب لعلین سے شرمندگی کمال ہے دانت
 سلاکے میں یا ہیکل کئی قدر شکشاؤ وغیرت سر و چہنی دہن صفت غنما
 غنما ہے تشبیہ ناپید ہے زبان ماہی دریائے فصاحت یا موج بحر بلاغت گردن
 طیش شیریا ضحک راز شک سگوائے میناے بادہ احمر شایہ نشانی آفت و بلا کا شایہ
 زلف دوتا

سینہ وہ سینہ کہ دیکھے تو ترپ چاکر
 ایسے سینے نہیں دیکھے میں کسی نے سن بھر
 نظر گاہ چشم گستاخ سختی میں سنگلاخ پشان رشک امارا صفیان غیرت تریج حسن
 کج پشت چشم ہو دور تختہ پذیر صفت دست سر دست و شوار ہے نخل غولی کی تلخ
 بار بار ہے شکم نرمی میں نخل سمور ہے صفائی میں بلور ہے کمر تار نفس کی یاتار
 نطہ ہر آتہ نہ آنے سے معلوم ہوا کہ صرف وہ بہت شہ نافع کہ داب بلایا عفرہ
 تار گاہ دیدہ آتش اور زیر ناف کا حال کیا کہوں کہ اوس سے آگاہ نہیں وہاں تک
 رسم در آہ نہیں یہاں مستزمین بھی عاجز ہے ہیں لاچار یہ کہ گئے ہیں

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
 کہ پیدا نشد تختہ بر کنار
 اوس ران سے کوئی بھی نہ کامران ہوا کسی کو اوسکی صفائی پر سکنا کی کو شد سیر
 حرارت آتش شوق سے سحران ہوا آئینہ آویکے رو برو شرمندگی سے پانی ہوا دیدہ و
 وہ زانو باعث حیرانی ہوا ساق پاساق عرش سے یار شک شمع طرہ ہے صاف قریون
 ہے کہ قدرت حق کا جلوہ ہے قدم وہ قدم کہ جسکی تریب مقدم جانتے ہیں جان

نسبت ایک جسم تلاش کرتا ہے اس سے بہتر ہے کہ وہ بات نکالے کہستے والے خود
سمجھ لیں جان جائیں اور ہم اپنے مطالبے کی اس جیل سے یائیں شاعر

تصویر کیخون اب ورق دل تراش کے | میں تب بتاؤں کہ ہے اک دل تراش کے

باہیا الناس پہ گم کردہ ہوش و حواس اس دوس غارت گردین و ایمان کا فرکیش آفت جان کا
طالب دیدار ہے کہ جکا دیدار پر سردار ہے او کی زلف سلسل کے روبرو سنبل کو پیشانی
ہے آہوئے چین کا دم بند ہے سودا اگر ان شک ختن کو اپنی خطا کی پہ ولت سرگزانی ہے
ہم کے آگے لکھن مانڈ ہے پیتانی شبِ اول کا چاند ہے چین چین فہستہ مال قبول
مشتاقِ خستہ مال

بحرالم کی موج ہے چین چین یار | یا طاق پر کہا ہے الف لام میم کو

ابر دے خمدار پر کمان کیانی تار ہے تیر مرگان کمان ابرون کے دل شکار کیوں لیس ہے
چنلی انگہ کے پردہ میں لیلے قیس ہے قدر انداز پیش نگاہ ہوش رہا چکا رسے ہیں پہ وہ
ناوک بین کہ جنوں نے ہزاروں جوان بیگناہ جان سے مارے ہیں مردم دیدہ کو جادو کا
پتلا کہیں تو بجا ہے کہ اوسنے لاکھوں کا خون کیا ہے گل زر گس کو سکتا ہے کوئی اسکا
مستیل ہے کوئی نیم نہیں سکتا ہے امکان نہیں کہ کان کے ارکانِ شامین زبانِ قلم
تقریر کر سکے وہ مصلوں کو دوکان جو ہریان سخن میں شعلے وابستہ سلاسلِ تحریر کر سکے
زرا عشاق سنتے من کاں چو اہر انھیں کا نون تک پہنچنے کی متناہیں سردہنتے ہیں انک
کے تصویر میں ہم ناک ہیں ہے دم کی آمد و شد ارہ کی مانند سینہ مناک ہیں ہے جو آئے
عارض میں تپ شوق دیدار عارض ہے جس سے ہر کب نور کرتا ہے اور چاند جبکی چو کہتے
پیشانی رگڑتا ہے وہ اسے رشکِ قمر تہارا عارض ہے و دونوں گال باہ پارے ہیں

روزگار کو کہی غیرت نقش از رنگ بنایا سنگ سے لعل لعل کو سنگ یا پیر بانوں سے
 زبان کا کام لیا کہی گویا کا نا طلقہ بند کیا دیر کو کعب کعبہ کو گشت کرتا ہے زشت کو
 خوب خوب کو زشت کرتا ہے غور سے دیکھا تو یہ طلسمان دنیا تحیر کا کارخانہ ہے ازنا پیر تا
 زنا ہے بلندی دستی سے یہ معمورہ معمور ہے آسائش اس مرحلہ سے کو سون دور
 ہے جو لوگ بادہ وحدت سے روز الست کے متوالے ہیں ان کے کام قضا و قدر کے
 حوالے ہیں رنج میں شاد ہیں شادی کی خوشی سے آزاد ہیں اور جو گرفتار حرص و ہوا
 ہیں ہزار آفت میں مبتلا ہیں تمنائے وصل میں کیسا وصال ہوا کیسا صدمہ شگ
 زشت سے سر لال ہوا کہیں تیاری شان عیش و نشاط کی فکر ہے کسی جگہ بیوفائی
 نگین دلاں و جفائے نامہربانان کا ذکر ہے حسین چاہنے والوں سے مثل بخیل منہ
 چھپانے لگے ہندوان زلف و کامل کا فرکیش منہ کے آنے لگے عاشق جان نثار کو نیکو تیار ہیں
 مگر بقول شخصہ مفلس کے ال سے سب بیزار ہیں گل عذیب کے حال زار پر ہستا ہے اور بیکل
 شیدا دام صیاد میں گلشن کی دید کو ترستا ہے دست ظلم گلچین کی گلبن کو شکایت
 ہے زبان سوسن پر آزادی سرور کی حکایت ہے نرگس بچشم حیرت حال بیمار و خزان
 دیکھ رہی ہے گھلتا نہیں کہ یہ کیا بخبری ہے برگ بے سرو و برگی باغبان پر ہاتھ ملتے ہیں
 چنار سے خون گرم دھقان پر ہزار شعلے نکلتے ہیں کسی کا رنگ رزد ہے کیسا کافی ہے ایک کو
 دوسرے کا رنج ہے زلف ہے یہ نیک ظمان بہ تن قاق بشتاق اپنا حال اپنے دست
 و قلم سے کیا تحریر کرے زبان بے زبانی سے کیا تقریر کرے کہ مگوہی کیسی ٹٹلے دیدار
 نے مارا ہے دل پاش پاش ہے جگر پارہ پارہ ہے ہم ہی ایک رشک سے عیا پر مرتے ہیں
 کسی کی محبت کا دم بہرتے ہیں جھوٹ موت نام لیتا پردہ فاش کرتا ہے ہجر جی میں اپنی

اگر بظہر ہو تو نکو تو جو جائے نور آتش	سناؤ دہر نہ توئی بگیا جگر دہر بیضا
چہاں ہوتا ہے بالی ہونے اوجہاں در آتش	جلیجستہ دل ہرگز نہ چکا انگہ سے آنسو
لگا دینے کسی ن عاشقان نامید آتش	بچکا آہ سوزان سے یہ قفس بستوں کنگ
حلم پر جس کے آگے غلو سے کہتی ہے جو آتش	میں اس آتش کے پر کا لگا دم ہر تابون آساق
ہوئی ہی آج کے حکم سے بین القبور آتش	دہر شتاق دل اس نگہ لکھ موم کر دیا

قطعہ تاسخ وفات

تھا جہاں سب کی نگاہوں میں سیما	جب کہ یہ واقفہ جان سوز ہوا
مرگئی زوجہ فضل الدین آقا	کف مشتاق نے یہ سال فات

اور تہا سے اس مطلع کا مطلع کہہ دیاں ہی نہیں بیان ہی ہے ذرا ق تہارا +
 آواجمی خادم تو ہے شتاق تہارا + یہ جواب ہے مطلع

ابوہر کا مشتاق ہے مشتاق تہارا	جس روز سے کم ہو گیا اطلاق تہارا
-------------------------------	---------------------------------

مکتوب جذب القلوب ہے سرتاپا بیان سراپا محبوب
 زکین ادائی سے محلو معینہ کی گفتگو حب فہر مایش فشی
 خادم حسین سلمہ رب المشرقیین - شعر

سرا اوج حقیقت پر گردن اب عشق باز کو	سجائی زرد بان بہما ہون میں عشق مجاز کو
-------------------------------------	--

مستاعی صنائع حقیقی قابل دید ہے کہ حکما نظیر کہیں دید ہے نہ شید ہے جسے ذوق

ہو گیا ہوں اسلئے مناسب ہے کہ اور کچھ نہ کہوں سب جانتے ہیں کہ صحبت فقر باعث
ازدیاد تخطار و حافی ہے اور درپردہ ہمارے چلے آئینگی آسانی تم سیر کر جاؤ گے
ہکو ساتھ لیاؤ گے دو چار روز طبیعت بہل جائیگی جستہ ملاقات کمالیگی زیادہ حال
حوالہ قسم کرنا مناسب بنانکہ خط کو تمام کرتا ہوں قاری اور سامعین کی خدمت میں
عرض سلام کرتا ہوں

عزل

اچھے پہلے سے جو اخلاق تمہارے ہوتے
دہتیا ہوتا نہ اگر تم میں کچھ اخلاق کا
لا دو اعارضہ فرقت جانان ہرے
غیر ممکن نظم آتا ہے کہ اے ہر لقا
یا علی در پئے ایمان ہے شیطان لعین
تیرے چشم پر فن سے بچے خوب ایدل
قیس سدا بھی اس وقت جو زندہ ہوتے
عید کے دن بھی ہی جی ہی کی جی میں حسرت
چمن کو چہ جانان میں یاسان سبزه

ہوتا کیوں اور کامشتاق تمہارے ہوتے
ماہ و نور شدید بھی عشاق تمہارے ہوتے
اے حکیم علی الاطلاق تمہارے ہوتے
ماہ ہو حسن کا مصداق تمہارے ہوتے
لوٹ لے مجھ کو یہ قسم تراق تمہارے ہوتے
ورنہ رہن رہی تراق تمہارے ہوتے
داخل دستہ عشاق تمہارے ہوتے
ماحقہ ہمارے یہ قبل طاق تمہارے ہوتے
غیر حبا نہیں شتاق تمہارے ہوتے

عزل نمبر

شرارت میں جسکے میں چوتھے بالائی طور آتش
خیال دی روشن سر میں دل میں تپ فرقت
مواہی امتحان منظور کین میں جمع جو ضدین
بہو کا بنگیان شہ سے وہ آتش کا پر کالہ

دی وجہ فروغ حسن و عشق بوالہ خضر آتش
لگی ہے دیکھنا اقلیم تین میں دور دور آتش
تواضع خاک پانی علم حرم نہی غرور آتش
شراب ارغوانی کا ہوا ادس کو سرور آتش

تکرار و بارہ بیلبے مشتاق یہ کہتا ہے

ایک کی الفت میں گذری عمر جیسا بطور سے | جان دینا ہو تو اب دل کو لگاؤن اور سے

ایک محبوب صاحب تلیث سے میں بھی دو چار ہوا عشق گلے کا لہر ہوا خدا خدا کر کے خواں
خمسہ درست ہوئے از سر نو پہ چالاکے چست ہوئے اس شش جہت میں کوئی فرد بیش
ایسا نہیں جو ملکوت ہفت رنگ دنیا نہیں طالبان صادق ہشت بہشت کو چہ یار کو جانتے
ہیں زیر فلک رواق رشک پری غیرت حور و لہار کو پہچانتے ہیں گو وہ عشر عشیر بھی ہیں
خیال کرنے دل کو لیب کر دیدہ و نہایت پایمال کرے لازم ہے کہ جو ایسے معرکہ سپردون
پیش آجائیں انسان تو ہر طرح زبردست ہے زیر کرے جان کو اس غصہ میں ادا لہجائے
نہیں عمر کو خوش باشی کے ساتھ تیر کرے ہزارون اس میدان میں لاکھوں ٹھوکر کھانکر
برباد ہو گئے قیس و فرید سے اس دادی میں کروڑوں ردا ہوئے عدم آباد ہو گئے
مناسب کہ حتی المقدور دل کو کہیں لٹکائے نہیں اور جو سر پر آ پڑے تو اس سختی کو
جھیل لے حرف شکایت زبان پر لائے نہیں بقول مولف

سومشتاق اس کہنے سے چپ نہ پای بہتر | شکایت سے کسی کی باجر ابی مصیبت کا

دور مولا ایک تاریخ اور دو غمخیزین جو بے رغبتی کا شغل سمجھ کر لکھی ہیں وہ ذیل میں لکھتا
ہوں وجہ توقف تحریر جواب بالمشافہ کہوں گا آنے کی نسبت میر دست یہ عذر ہے
کہ تین روپیہ کرایہ ریل اور دو روپیہ دان کے صرف ضروری سے نادار ہوں آن اگر
تم چلے آؤ تو ہمراہ چلنے کو طیار ہوں لیکن نازک مزاج ایسی تکلیف کب گوارا کرتے ہیں
وہ تو چار آنکھیں ہوتے ہی پہر دوستی کا دم بہرتے ہیں اگرچہ یہ احتمال تہاری نسبت
زیبا نہیں کیونکہ کہی تھے ایسا ہوا نہیں مگر کیا عجب ہے کہ دور رہنے سے دل سے بھی دور

اس غریب بین راہ وطن ہر شب صورت ککشان پیش نظر ہے اور ہر روز دل زار زبان
رعد نالان چشم مثل امیر تر ہے ہوا خواہ ہمارے ہم سے دوہین اور ہم گرفتارِ الام
مجبور و مجبورین

چہرے جیسے سیر فلک کے دوست سیر
مٹے گا دل غ کب ل سے سیر ان نوجوان کا

خاتن لیل و نہایت سے دستِ دعا ہوں کہ ہم نبلِ پناہ و رشکِ ماہ ہو اور وعدے لعین
صورتِ زحل مخوس رو سیاہ ہو اگرچہ قوسِ سپرِ خ تیر لے تیار ہے کہ جدا سرو تن کرے
چادرِ قہتاب کا کفن کرے لیکن سپرِ انضالِ حلقِ خورشید و ناہِ پشتِ دپناہ ہے ایزد
گواہ ہے یہ جو مجمع عقدِ پروین ہے بہر انشائِ طبایع چین چین چرخِ برین ہے عقل اس
گردابِ دنیا کے دریافتِ حال میں ڈالو اڈول ہے میزانِ خسرو باہر یہ تزلزل ہے
بامدادِ اندالہ الغالب جو اس دنیا کی رو باہ بازی سے نجات ملے تو اختر طالعِ سعد ہے ورنہ
امواجِ موادِ ہوس و تلامطم و سواسِ شیطانی لگا ہوا قبل و بعد ہے اتحادِ جنگ نام ہے عیار
صورتِ یارِ معیارِ الامتحان سے کھلے کہ دوستی کی ٹکسال سے باہرین چین دنیا میں گل کی پیرایہ
میں خار کھلے میں ذی ہوش جو بیانِ سوسِ خوش میں اسباب سے باہر سر اسیرین اجاگے
پتہ نکل جابِ نقشِ پر آب ہے چاہنے والا مثلِ کبریتِ الاحمر نایاب ہے سخنِ عدا طعنِ امیر
نیشِ عفریت سے زیادہ پر زہرِ مظلوم ہوتا ہے صحبتِ دوست نادان سے جو بدتر از نور فلک کا
زمین ہے آدمی مغموم ہوتا ہے مایہ آب کی مانند بقیار ہوں آہنے کو طیار ہوں لیکن
عسرتِ مانعِ کار ہے اس امر کو لغو پر چل نہ کرنا شاہدِ پروردگار ہے ایک وقت وہ تھا کہ دیرِ چرخ
ہماری تخریر پر رشک کرتا تھا مریخِ نگاہ کج سے ڈرتا تھا یا وہ زمانہ ہے کہ ان زہرہ جنوں
کی نظر بھرتی ہے لو کی آسمان بھی آنکھ بھرتی ہے مشتری سخت نظر آتی ہے اور واحد

قیس غنیمت فرماد در ملاہمیت واعزاز شریف مولف

سے جدایہ طرز تیری مستجاب ہے
ہمارے پاس تم آؤ تو آئیں ہم تم تک

سنو اور پاس آنسو میندہ سفایں رنگارنگ آگاہی دہندہ اذونات
و فرنگ دکھار دگار عالم ہے کہ جسے مشکوٰۃ المصابیح ہدایت کو بہر رفع ضلالت معرفت
شفیع امت ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم گنگارون تک پہنچایا جنکی تان
یاکین بہ آیا لولاک لما خلقت الافلاک اور لایق تپا پیداکندہ زمین آسمان
نہایت دستار دیا قوت و سنگ خداوند اکرم ہے کہ جسے اس شہت خاک ضعیف
البنیان کو اپنی قدرت کاملہ سے مکان لامکان دکھایا اور کلبشراؤ کی تحقیق
لکھا بنی سے مجبور ہے قوت و واہم اس کو چہ سے کوسوں دور ہے قلم شکستہ پائشادی
میں ٹھوکرین کھاتا ہے نثرل مقصود تک پہنچنا غیر ممکن نظر آتا ہے ناچار غنا لکھ
دوسرے لطیف مرثیہ کہ بر سر مطلب آتا ہوں مدعاے خاص زبان پر لاتا ہوں کہ نامہ
نامی رشک تحریر سدا و نظامی تنہیر الصین منشی خادم حسین سلمہ رب المشرقین
معدن بدل گہر مخزن یاقوت مرمر سر پہنچا سر دست بڑھکے انگہوں پر کیا جوارکے کا
تخریر کرتا ہوں مضمون کو پانچہ پنجیر کرتا ہوں واضح ہو کہ گدزل جسہ رام فلکی سے ختمال
بالذات ثابت ہے کہ متقلب الاحوال ہوں اس خاکدان مستی میں زیر پائے گرد و نون
پایالی ہوں بعد الکشرقین مابین احباب پیدا ہے منطقہ البروج کی کیفیت ہویدا ہے
قرآن مہر و ناہ امور اشکال سے ہے پام ی پتہ ی حیدالی آسمان بے میر کی چال ہے

حال دل شکریا اوس شوخ نے مشتاق سے کون سنا ہے یہ باتیں یاد ہوائی آپ کی

سلام

مصرع ہونہ میں شعر مضمون مکمل سے
یہ گزرا جاو نہ کسپر سلامی روزِ اوّل سے
اوڑیں پنگاریاں ضربِ سنان تیغ سے جسم
بدن پر زخم کھا کر ابنِ سلم کو خوش ہو کر
غیم شہ میں یہ چشمِ ابر سے آنسو ٹپکے تین
نیچے ماری تو بہا گے جو مرے پہنچے جہنم میں
بنا کر چلا جنگاہ کو بھر دغا جسم
اسیر چار طوفانِ لشکرِ اعدا کا حاکم ہے
کیا کرتے ہیں پیری میں بہر و سانو جوانوں کا
غضب ہے شاہِ بحر و نہر پیاسا جائے دنیا سے
یہ تھا اعجاز تیغِ شہ کہ ناری نار میں پہنچے
اوڑا یا جب سر میدانِ غلیٰ کبر نے گھوڑ کو
نتانِ منکروں صفِ دنیا سے مٹی ہتی
کیوں شہ ہو ہو شیوا بیانِ مشتاقِ عالم

ہو اگر حسنِ مطلع مطلعِ حسیں پہنچ اول سے
شہ بیکس تنِ تنہا لڑے دولا کہ کے دل سے
کچھ پھول گلِ افشان بنے توار کے پہل سے
یہ وہ گلشن ہے حسین پھول پیدا ہو یہ پہل سے
نہیں برسات میں پانی برسنا یہ بادل سے
سواروں کے پرے کو سوئے پتھر تو نہیں پیدل سے
جی رونے لگی شہ کو چپا کر اپنے آچل سے
مٹے گا دلِ کیا حجتِ شرع کی صیقل سے
تجسسِ پدِ رلاش سپر کو لائیں مقتل سے
زبانِ خار تر ہو پاؤں کے چھالوں کے چھال سے
شرارہ در نہ بچہ جات ہے باہر کے سقل سے
پری حیران ہتی سکنا حور کو تھا او کی پل سے
جا کر تہی کلک تیغِ شہ موزوں کو مہل سے
پڑا و صفِ علی پہل ہستی اوستاد اول سے

چو تیرے پروں سے پکارتا جوانِ رعنا عاشقِ مزاجِ شکریا

ہوا ہے آتشِ فتنہ سے اوکے دل کیا لپٹا
 نہیں قال اپنے عارض پر بنایا اوسنے کھل کا
 جو دیکھا ناک میں اوس گلبند کچنیم کا شکا
 دنیا وہ ہو گا سرکشِ خزن لاول سے زار
 موقوف کی نہیں ہے صفحہ رنسا جان پر
 میں شاگرد اوسکا ہوں جو ہر روشنِ دنیا
 شکستہ ہو کے نستعلیق گوہی اب تو کہتے ہیں
 کہوں کیا تنگ مشنق ابا نازانی سے

بنیٰ انوارِ جامِ بادہ اگوٹھ ہے
 پے عین الکمال دیدہ بدین پیچہ ہے
 نظر میں رشک سے ہر برگِ نخل نیم آ رہے
 عارضِ نفسِ آثارہ کو تو مت چھیڑ تڑپ ہے
 ابھی اعراب سے یہ سورہ قرآن مرقہ ہے
 میرا بے ہر مہر یوں کی صورت پر تہہ ہے
 رخ اوسن یا قوت لکھا خطِ یحییٰ مرقہ ہے
 ادق اوسکو یہی کہتے ہیں جو اپنا روزِ مرقہ ہے

غزلِ میر

کرتی ہے کامِ ننگِ ابتوجہائی آپ کی
 وجہِ شوقِ وصل ہے بے اعتنائی آپ کی
 ایک ہی ترجمیٰ ہے سب کو ترکِ تمام
 نامِ چاہت کا نہ لے دنیا میں پھر کوئی کبھی
 پہل تہے سر در گریبانِ مشک کا دم بند تھا
 وہ جگر داروں میں دیدیہ اچھوٹا نصیب
 نقشِ پاگل پہلے ہی شرف میں ہوا
 مردے ہو جاتے ہیں زندہ اچھوٹے سے یا
 آئے گلو پوشاک میں آتی ہے جو بے قیاس
 آنکھ سے چمک ہے دل خون ہو کے بدتر

سوج دیا کی مگر تھی آشنائی آپ کی
 ہے پسند اہل وفا کو یونانی آپ کی
 بندہ پروردیکھ لے تیغِ آزائی آپ کی
 مشہر کر دوں اگر میں یونانی آپ کی
 بوئے زلفِ عنبرینِ بوقتِ الی آپ کی
 نقدِ جانِ عاشقان ہے رونمائی آپ کی
 تاجِ فراقِ فرقت میں ہے زیرِ پائی آپ کی
 خلق میں ہر شہورہ معجزائی آپ کی
 چشمِ بلبل کی یہ بنیاد ہے دولائی آپ کی
 ہر وجہِ آتی ہے انگشتِ حسائی آپ کی

نہ تھی ہسکو تھے پہر چشم اسیر کہ دو دن میں چہ تون بدل جاؤ گی

اسوقت کہ ششم ماہ محترم ہے تمہارے ساتھ کی سیر یاد آئی طبیعت گہرا لی
رہنچ دونا ہوا ترانہ نظم میں سونا ہوا دل زار کراہا پتین کرنیکہ جی چا مارا نہ نہاں حال
قللم کیا جب ہم لیا اور سیر حال بچائے لایزال ایسا پر اختلال ہے کہ جگے ترجمہ اور با
طال ہے ایک برس سے ارادہ کرتا ہوں احباب کے ملنے کا وہ ہر تار ہوں بقول غالب قصہ

غم دنیا سے گریانی ہی فرصت سرا و ٹھانیکی فلک کا دیکھنا تقبیر تری یاد آنیکی

بوجہ عدم فرصت کہ اس نوکری میں نہایت کم ہے ناک میں دم ہے مجبور ہوں تم سے
دور ہوں اب ارادہ مستحکم ہے کہ تنگہ کو چھوڑ کر بادیہ پیمانی کیجئے جیتے جی ایک بار آؤں
دیکھ لیجئے کہ نقیب اجل ہر دم سر پر خبر دار باش پکار تلے اسدا الموت لحظہ بلحظہ لگتا
ہے ٹھیک ٹھکا ناہنیں کہ آج تک عدم آباد کی منزل کو وقت پیشانے حشر جی کی
جی ہی میں رہ جائے اور تم تو ماشاء اللہ ایسے سیم تنوں کی صحبت میں سرگرم ہو
کہ یقین سے سونا بھی حرام ہو گا نصیب جاگ گیا ہے ہر ساعت جنگ زرگری سے
کام ہو گا اس تحریک پر یہ شمارہ نہیں ہے کہ تم ہی ہمارے پاس آؤ لیکن پرانے خدا
جواب خدا تو خیر فرماؤ اور جب ہمارا جی نہیں مانگا تو آپ دیکھ آئیے گے عذر بھی کیوں
درمیان لائیں گے اندون میں ایک سلام اور چند غزلین لکھی ہیں اوچین سے
بوجہ ہونے گنجائش کے سلام اور دو غزلین لکھتا ہوں تم ہی اپنی فکر سے
مطلع کرنا والسلام

غزل

سجایا ہے اوس صنف کو جس پر اپنے جو غرہ ہے ستارہ ماہ اوسکے کفش کلبے ہر درتہ ہے
تصویر نفس پیمان کا نہیں کم چھو کویا نہی ہے خیال ابروئے خوار سے حق میں ارہ

ذات واجب الوجود تکلیف کیا صابو آود دست کوتاہ غار فسر اس مجز خا دریا
 آپ ماکن رین کس کس نے دست و پائیں ماسہین مگر بنو زکنا دیکھ کیا ہے بن پہر
 تلبہ دیان کچھ زبان چوچہ آن ضیف البینان ہمتن قاق مشتاق اس مقدمہ
 بن کیا زبان کہوے کیونکر ہوئے اکثر سنا ہے کہ وہ آن مقسریان بارگاہ نے۔ مثلاً
 غرقا کات حق معصیت کلب پیر ماری اہل کلبیہ یادہ گوئی اسر سجا ہے
 مد سے گذر جانا داخل تصور ہے اور کنارہ بساط ادب سے دور لازم ہے کہ معترف بیخبر ہو کر
 اثبیل کو عطف غمان کیجے سوائے وادی مطلب جو لان کیجے شہرہ کہ دور بے احیاء
 باعث امور ری دل غائب خراب نہ تبت زیت عذاب پوتی ہے مگر غنہ الاستحسان ملطی
 کا گسان ہوا برتر خفیانہ ہم کیونکہ جسکے ہم جان نہایت ہے جو ہمارے غمگسار ہے غم
 تسلیم بن ہکو پوئل گئے ملاقات دکنہ خطا کا بستہ کے ہی مہول نہ رہے کیون جات برین
 صادق الوفاق بلکہ آب یون کہنا چاہیے کہ آؤنذا التفاف منی محبوبان صاب ہوا ہے
 کیا تصور و از خط کار بن کہ جو ایک پرچہ کاغذ کے ہی سنا اور نہیں ایسے اجنبی سمجھ لیا کہ
 لویا کیسی کے یا نہیں اگر خدا خواستہ دنیا میں ملاقات کی صورت نہوں تو فرمائے قیامت
 تو نزدیک ہے جامع المتفرقین وہ مددہ لا شرکیہ ہے پیر چھپسے کے کہ اسوقت کیا عذر و میان
 لاؤ گے کس طرح انگلیں ملاؤ گے ہم ہر دم تمہارا دم ہر تے بن ہر ہر ایسے ذکر خیر کرنے
 بن جب ضبط نہیں ہوتا ہے تو تحریر خط کا خط فرم نشین ہوتا ہے اگرچہ کمر اور سکوی نہ لیا
 کچھ جواب نہ پایا مجبور اس منزل کو بھی مثال دیا آتا کہ جواب کو جیر اول سے نکال یا عرصہ
 ایک سال کا ہوا کہ انہیں دنوں میں بساط منشی فادیم حسین صاحب جیسے احوال نہائی
 ہوا تھا سو دنوں نے بھی کچھ نہ لکھا خیر

عہد نشین نہیں ہے بالیقین صاحب یقین بہت اس سے گزرنا جاوہ مستقیم سے پہرنا
اور راہ گمراہی میں سے پہل گزنا ہے البتہ اگر بمقتضائے بواعث لاحقہ اتفاقیہ حجاب
حائل ہو جائے تو سزاوار پذیرائی ہے ورنہ دیگر خیال تو نرسے باد ہوائی اگرچہ جنگ
کوئی اقسار پورا نہیں ہوا لیکن خورسند ہون اور اپنے قول کا پابند سبب الاسباب
سبب نامناسب کو دور سرما کر فائز المرام کرے اور اس تلخ کام کو شاد کام زیادہ آداب

بقیہ دوم مرسلہ درجہ وی

نامہ سلام رفیق غمگسار و شفیق وفادار۔ رباعی

باقی ہے اگرے محبت باقی	دے صاف نہ پہر ہے کدو باقی
جب تک مہر مہین تو سب جیسے ہیں	زندہ اجاب میں تو محبت باقی

گو شوارہ عروس سخن نیایش سبد رفاض ہے اور علہ شاید کلام ستایش آفریدگار سواد
و بیاض نقاب چہرہ مضامین حمد محمود بکارندہ نقش موجودات ہے اور آرایش
حجبہ بیان ثلثے خلوق ارض سادات کہ جس نے ایک گناہ کن سے ہزاروں رنگ
کے جوہر پیدا کئے اور دل عشاق بیوفاؤں کی صورت بدیع الجمال دکھا کر شیدا کئے
ذات اس کی تشبیہ شیاے مخلوقی اور ہمتوارہ مصنوعی سے برابر ہے اور صفات اولی
جو جمیع مخلوقات بہت تن زبان ہو کر بیان کریں تو بھی کم از کم ذرہ اوس وادی میں سما
و ہم عقل کل کے ہوش پرواز کرتے ہیں اور طائر خیال و مرغ عقل قدسیان بے باخ
پری کے عذر سے عاجزی کا دم بہرتے ہیں اور اکبشر کہ سترتا ستر ملبوس ہے کہتہ

ہوں کہ براہِ راست نہ تواری و فتنہ راوی کوئی وقت اس غیر کج سبقت کا بھی مقدر ہوگا
تو بہتر ہے زیادہ آداب۔

جواب مہمودت آگین میان غلام محی الدین

جناب بیاض صاحب پنوائی بہر دوان راؤ شریعت نبوی و مقصدت الحیش کار دوان طریق
مصطفوی شہداء السالکین زبۃ العارفین غلام محی الدین صاحب مدظلہ العالی
حقیر غرض یہ کہ قلم کا جھکا کر اچھا ادا ہے و تم سلیم عذر پیش لانا ہے اور صفحہ
بیاض کی سادہ دلی کا جانا مانہ مشتاق تو ارک جکی زیب ادالی سے رنگ ہزار گل کا
مہوید ہے اور کھلایا گل ہل ہزار دستان صبر کھلکے پیدا ہنگام ہایوں اور
وقت میمونین گل گل بہت انما سے دل غمزدون ہوا اور نشاط و انبساط انہ
افزون انہ زون باستماع شدت عارضہ و درگویش قرۃ العین ذی ہوش قلب
اہل یقین مضطرب ہوا اور دلخ ہوا خدایان سانی ملہب اگرچہ اخبار صحت آثار سے
کو نہ اطمینان ہے الا ہمز باقی یہہ حلجان کہ ادسکی والدہ بزرگوار سبت لائے لام
در دہے اور اعفائے شکنجے ہم نہ دیار باندیشہ عوارض جسمانی باعث طالع
احباب ہوا و عیار کلفت رد و عالی دامن خیر خواہان تک ساہوشانی حقیقی شغلے کامل کا
منہ دکھلائے اور دعائے مستعان کو سہ نفس صبح اجابت تک پونچھے مرعلہ دیگر کہ
ادسکالے کرنا ہی ضرور ہے اور اظہار حال سبب مہموری واجب البیان جانکر سرت
بوہظہ پائے قلم میدان بیان میں آتا ہوں زبان پر لاتا ہوں کہ اسے خبر دار نکات علوم
شریفہ داتے واقف ہوں فیض اخبار خبر صادق سے ثابت ہے کہ جسکو لکھا ایضاً

ہی بھائی کہ میان صاحبزادے ہوش میں آئے بھجوائے آیہ اطیعوا اللہ واطیعوا
 الرسول واولی الامر منکم حاکم وقت کی ملازمت اختیار کرو اور اس سے جو
 طریق جائز حاصل ہو اپنے حوائج ضروری میں لاؤ زیادہ نیاز

بہ طلب اجازت احضار خود و چہت حصول علم و اقوال ہو کہ

گوہر کبریا کریم اللہ تعالیٰ برج شرافت جناب مولوی صاحب بلہ سلمہ اللہ بندہ درگاہ
 عبداللہ ہدیہ گوشتوارہ سلام علیا زینت گوش حلقہ گوشتان خدام بارگاہ فلک مقیم
 کر کے سلاک گوہر دعا کو زیب بیان کرتا ہے واضح و لایح ہو کہ یا قوت رقم خان نے
 خوشحالی سے نام پایا ہے اور حجت بقلے دوام جوہر یان سخن نے فصاحت و بلاغت
 ہر نیابت اکو عالم کو معین علم بنایا ہے آئی نے ارتنگ یادگار چھوڑا ہے اور حمید
 نے جام قیس و فرہاد عشق میں نام کر گئے ہیں اور خواجہ حسن بصری فقر و دن میں دیکھتا
 گذر گئی ہیں اور ہر جویت رہ یا بندہ ہوا اسمین خواہ آقا ہوا خواہ بندہ ہوا لیکن
 افسوس ہے کہ یہ سید و ناکام کیوں رہا جاتا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے عرضہ کتب سیر کو کو
 صاحب جبرجئے صاحب تحقیق میں باد ہوائی مارا مارا پھرتا ہوں اور کسی نحو سے کہیں گزارہ
 نہیں آتا را میور کو عذر عذیم القرضی بات ہے اور صاحبان کلکتہ کو درپیش مباحثات
 لکھنؤ والوں سے قسار و افسی اپنا اطمینان نہیں سبق پڑھنے کا کہیں کوئی سامان نہیں
 ایک وہ وقت تھا کہ علما خود سرگرم تعلیم تھے مگر کتابیں کیاب یا وہ زمانہ آیا ہے
 کہ کتب رزان اور پڑمانے والے نیافت جو کہ اب اس شہر میں ہجرات بابرکات سامعی معظم
 و گرامی فیض بخش و فیض رسان نادار العصر مکتبے زمانہ و سمانظر نہیں آتا مصلحہ خدا

مکروہات دنیا میں عالم پیا رایی حالت میں علاج و انامشیر ہونا چاہیے اور الایا
 نقمہ شکوک کے بد پر تیزی سے بچنے کی تدبیر اس سلسلہ میں جب خیال و ڈرائی
 تو یہ سمجھ میں آیا کہ وہ زمین ویرانہ جبین کسی کا حق نہ ہوتا محال اور بالفرض ملے ہی
 جائے تو اسباب زراعت کا وجہ حلال سے ہاتھ آتا اشکال آدردہ طاقت تن کہ
 کشکاری کے لئے ضرور ہے قولے جسمانی سے کوسون دور اس طرح مومن چاندی کی
 کان بلجنا بلیک پیرا دے کہودنے اور نکالنے کا اسباب ناپید یوں ہے یہ وہ جات
 وزراعت غیبی کہ آلودگی دست تصرف بشر سے پاک ہو آید دی دنیا سے بہت دور ہے
 اور ایسے ہی سب رفون اور پیشوں کا دستور قطع نظر اس کے پیشہ سپہ گری ہے
 کہ جبین جان و قف مال ہے اور خود اگری کہ جبین گرانی متاع سے اپنی نفقت دوسرے
 نقصان کا ہر دم خیال ہے وہ سپاہی ایکمان جو انتظام جہان کے لئے آپکو مددگار ناظم
 کل بنائیں اور وہ تجارتکار کہان کہ جو بہت رفاه عام اشیاء نادرہ ایک جگہ سے دوسری
 جگہ پہنچائیں پس قوت حلال حرم سے مبدل ہوا اور کار مستحکم منز لزل الا خازار
 گذار ہی بجائے جو طبع انسانی ادھر لے عیان ہے کہ اس دنیا میں حق بدیر الہی مجموع فرا
 انسان ہے دوست دشمن کا ازدحام ہے اور کور باطنوں خود غرضوں کا انبوه عام ہو گئے
 اسکے خود بنیاد آدمی عناصر مختلف سے ہے اور اقسام اضداد و فروق ہر دل میں سلف سے
 بدین نظر اپنے دجہان فسرین نے سلسلہ بنی نوع انسان کو یوں انتظام دیا کہ حسب قضا
 مصلحت ہر گرد و زمین ایک سردار بنایا اور باقون کو اوٹکا تا بعد ازاں کہ وہ لطف قہر سے
 کام لے اور داریں کے معاملات کو بخوبی انجام دے چوتے بڑوں کے حقوق کی نگہبانی کرے
 عدل ستری و جہان بینی کرے و صورت میں اسکی اطاعت فرض ہے لہذا یہ غرض ہے کہ بطریق

کارخانہ ایجادین نسبت فیہ راز یا دین یقین ہے کہ ایسے وقت حادثہ حیدر میں مشر خان
نمائے الہی سے سب خورد و کلان کی سیز بان فرمائے گئے تسکین دلائی لیکن آپ
سے ہی اسید قوی ہے کہ اس میدان غم بے پایان کو طے کر کے سبکو پل تلی و دلا
دین کا غنڈہ تمام ہوا اور طاقت تحریر کا انجام او سپر ہنوز غم کلام کا م اول ہی
گو لنگ پاپیل ہے آپ میں آنا چاہیے اور دل کو سچا نا چاہیے کہ زمرہ خواص میں
داخل ہونے کہ پابند جہنم ہو کر خیل عوام میں شامل صدقات مبرات میں کہ متقی چلے
میں شغول ہو کر ورد کلام رست بیچوں رکھو سولے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ
کے کچھ مدت کہو تحریر است و دوم ماہ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ ہجری

صدق مقال تدبیر تلاش اکل حلال میں

جناب عمو لصاحب کرمی معطی مدظلہ العالی تسلیم درینو لا باستماع خبر قلت معاش
و کثرت عشر صا جزا دہ نیکو سیر طبیعت پریشان اور دل حیران اگرچہ اہم تقدیری
میں بہت ناچار ہے اور حکم قضا و قدر میں بے اختیار لیکن خلاق عالم نے عقل و
تدبیر کو اسلئے دیا ہے کہ اسے ہی کام لو کہے نہ بنواس کارخانہ عالم ایجاد میں پہلی بنائے
فساد سہل انکاری معاش ہوئی کہ جسکی تصحیح کی کچھ تلاش ہوئی مالا نکہ جیسے غذا سے ناموافق
باعث نادرستی اعضاے جسم انسان ہوتا ہے اور سیرطرح اغذیہ ناگوار روح خرابی
نفس نا طقہ و مکلف جان اور جب یہ حال ہے تو نفس نا طقہ مردہ سے کار دین و دنیا محال
ہے اور آپ نادرستی دنیا راستی سے راستی مفقود ہو گئی اور خباثت و مکاری ستم و تقویٰ موجود
زیر دستوں کی دست درازی سے لقمہ حلال کا پتہ ملتا ہی دشوار ہے اور عارضہ

طوفان اوٹھایا تحیر نے آئینہ آسپشت ہو دیوار بنا دیا مگر اس نظر سے کہ جو آپ سے
 قدر دان عزیز شریف الوجود ارجمند و محمود کے خواہ ازراہ ہم دامن طہا ہری
 یا بوجہ اخوت معنوی یا بواسطہ شرافت ذاتی یا بیاعت فصائل دہی یا بسبب
 شامل کسی یا بطریق خلاق حمیدہ یا بسبیل دیگر خوبی لمے عدیدہ کے کہ
 بیان سے باہرین نظر عنایت و مہربانی ہے محض نوازش قدر دانی ہے
 اور کیون نہو کہ کہی لطائف عالم بیکانگت اور گاہ اشفاق و محبت اور گاہ مودت و
 موانست کی جوش زلی ہے اور کہی دلوزی رفاقت و خیال دوستی و مہوشی پس
 بوجہ اول نسبتوں اور اس دوستی کے جو بطون صدف دل میں مثل گوہر نہاں ہے
 اور لطف ہر دو عالم ایک جان فقیر کسب بد چشم تر حیران دل کو اور دو چند جوش و
 خروش ہوا اس قدر زبان سے البتہ نکلا جب جوش ہوا کہ اسے بہائی سپہ سرائے
 پہنچ متورہ راحت و رنج اگر مقام دوام ہوتا اور جائے قیام اور اوس پر
 ہمارے اس نور بصیر کے کوئی بیان سے نہ جاتا تو بیشک تعجب آتا اور اوس حالت
 میں بشر و قنف و ادراک معاملہ فہمی و خدا شناسی کی راہ رضا و طریق حق پسائی
 سے گذر کر احکام الحاکمین کے روبرو گنجائش گفتگو ہتی اور جبکہ یہ مقام چنان
 گذران ستم سر ہو فادوست کش دشمن آشنا وہ جگہ ہے کہ جبکا چہور ماضور ہے
 اور اوس سے منہ موڑنا ضرور پھر ایسی جائے اور ایسے معاملہ میں بقیہ رومی شکیلی
 کا تو کیا ذکر ہے قصیر ہی باریاب نہیں حکم قضا و قدر میں قیل و قال صواب نہیں
 چاہیے کہ دامن رضا کو ہاتھ سے زوادر چوسا ہی عبرت ہو تو نسخہ کہنہ و بوسیدہ روزگار
 کو چشم عبرت سے دیکھو اگر یہ افہام قلوب خوش شد اوس صاحبہ لبہا خبر دار اسرار روز

اور خود گنہگار مقصداً عقل نہیں ہے کہ ایسے حادثہ جائگاہ میں کہ نورِ نطفہ سے
 تو آنکھوں کے روبرو مانتہ ہو چکے ہیں راہِ خلافِ رضاۓ خدا میں ہی کم ہمتی کا پالو
 رکھ کر ذرۃ العین عقل کو جسکا نام صبر ہے ناہمی کے ماتھوں قتل کر اگر وسیلہ
 آزار دہن کا لیفِ مرقوم و مغفور ہوں اور محفلِ حسنات و بزمِ ثواب سے دور رہنا
 ہے کہ خیالِ اوقات پیش نظر رکھ کر معروفِ آرایشِ انجمنِ رضا و تسلیم ہوا و
 امیدوارِ رحمتِ ربِّ قدیر و رحیم وہ لباسِ بدنامی کہ زیب تن ہے اور جسکے باعث
 سے برہم بیہ انجمن کی انجمن دوست صادق و دسازِ موافق اب کہاں ہیں کہ جو اس
 مسئلہ ماتم کو واقعہ عظیم سمجھ کر وعظ و پند سے پیش آئیں یا صبرِ حقیر تحسین
 فرمائیں پس اسوقت نزولِ حوادث میں جس طرح ممکن ہو جو یائے مرہم ناسورِ جراحت
 رہا اور تسلی بخش خاطر مضطرب رہے گوگ نہیں رہے جو اگر ہماری غمخواری کریں اور
 اس بیکسی میں مددگاری لیکن غور کیجئے تو یہ وقت ہی غنیمت ہے اور بہت اچھی
 فرصت جو بقائیتِ ایزدی اپنی ہے خانہٴ دل میں وعظ و ناصح کی تلاش کریں جس سے
 باریضیحت نصیحت گران روزگار کی زجر سبکدوش ہوں اور خود آرائی و رغبت
 سے کہ چوسند راہِ خلوت سے کمالی ہے بچپن اسخِ مکرم و برا و موصطہ اس وقت
 صوری و معنوی اور رضی ظاہری و باطنی و غمزہ اندرون و سیرِ دلی کو طاقتِ تحریر
 حرفِ ماتم کہاں ہے یہ حکایتِ غم تو لا بیان ہے کل کے روز کہ دلِ الم مستزلِ کبریا
 ظاہری و باطنی میں سخت گرفتِ رنج و غم تھا اور سیرِ بندِ الم و ماتم کہ یکا یک طوط
 گلستہ عطوفت و مہربانی محمد عبدالشکور طویل اللہ عمراً و رفع اللہ قدرہ
 نامہ نامی طومارِ اندوہ و دستِ ناکامی اور پہنچا جیکو دیکھ کر شور و غریب نے دل میں

علّام علوم و ہمام فنون غوامس بحور صفا طلم گوہر صبر و ارتضا شفیق بے نظیر
 جناب مولوی محمد نیر صاحب سلمہ اللہ رب القدر یریبہ بدترین آفاق مشتاق ایک
 جوان مرگ نصیب کا نوہ نوال ہے اور بقیہ داری و قدر کا ہمدستان
 غمزدہ ہے اور آج بکے ٹنگسار زندہ ہے سینہ نگار آئے ہمدان صوری و منوی
 و برادر ہمسر بان ظاہری و باطنی ماتم داری و ماتم گساری بر خوردار محمد ظہور خرم
 و مغفورین کہ روح ادسکی ساحل دریائے رحمت ایزدی سے بہکا رہا ہے اور جان
 لطف سرمدی میں جائے تشریف بوجہ غلبہ قوت بشری و شدت قدرت غنصری عالم
 ہستی سے پیچھا اور آہنگ جستجو تسلیم سے جدا ہو کر مثل مجاہز بے بصیرت و بے بصیر
 سوگواری و ناشکیبائی سے ہم آغوش ہے اور دنیا فسر اموش آلا جو کہ اکثر ہنسیاں
 خانوادہ صالح کل سے کلمہ تسلیم و رضا کھلواتے ہیں اور اس طرح وہ ہی مہکو کہنے لگے ہیں
 اس شکستہ حالت و پریشانی طبیعت پر دل کو کلمہ حق سے سمجھا کر خیر افزائی سے ہوشیار
 اگر تشفی خاطر محروح سامی پہ خواہش طبیعت آئے در غمزدہ کو نگساری سے کیا کام اور
 ناشکیبا کو شکیبائی سے کیا آشنائی یہاں صاحب اگرچہ غرض حقیر یہ نہیں ہے کہ
 اس مصیبت جاگزا و بادۂ عمر سے اندوگین ہو مالک دالم کے ہمقرین ہو ہم خان
 تعلق کا تو اگر ایسے حادثوں میں جائے جان چاک نہ تو مطلق خرد خوردہ میں ہو جائیں
 اور جو طبیعت بشری کہ مرغزار تن جبار نہ ہے ایسے ہنگامہ محشر آرا میں ہی سر نہ اوستا
 تو فطرت انسانی طبیعت یہی ہے اور لباس آدمیت پوشتین ہیست بدل ہو جائے
 بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ حضور فریب اندوہ میں آکر سر ہنگام جزع و فرغ کے ہوتے
 نہ آجائیں کہ حسب طریق ملت و رادش مذہب افران عالم بقا کو اس سے آرا ہوتا

کہ جو مال ہر ملت و مذہب ہو خوشنودی رب ہو بیہمین کہ دریا کے نہان مورت کے
 درشن ہونگے نام کے برت خواہ مزار و ن کی زیارت مرد و ن سے طلبت پیران
 کے قدم چومنے درگاہوں کے گرد گھومنے کو راہ نجات سمجھ لیا ہے نیاز و نذرینر کو نگو
 ہی عبادت قرار دیا ہے قسیران ہوں کہ یہ کیا سخت مرض عالمگیر ہو گیا جسمین
 مبتلا ہر جوان و پیر ہو گیا کون ہے جو اس شرابِ تہنیری کا متوالا نہیں ہے
 اسوقت انکا کوئی معالج و دوا دینے والا نہیں ہے ایک شخص نے کسی فقیر سے چچا
 تھا کہ میان صاحب خدا سے ملنے کا رستہ بتلایئے وہ بولے پہلے شیطان سے تو
 پیچھا چڑھائے آپ اس حالت پر ملالت میں کیا کر دن کہاں جاؤں مجبور مصدعہ
 عالی ہوں کہ یہ گرفتار گردابِ مجمعِ غیر جنس و ملت کس محل مراد سے کہنار ہو کہ
 نکوئی آشنا ہے نہ سہم ہے ناک میں دم ہے ناچار عریضہ ہذا ابلاغ حضور کیا
 کہ جو کبھی کہی از راہِ کرم کریمانہ و نوازش بزرگانہ عنایت نامحاجات سے یاد فرمائے
 وقت دعا بھول بجائے تو بندہ نوازی ہے زیادہ آداب۔

وردنا مشفق برادر محمد تنویر مولوی شیخ محمد منیر صاحب
 لغزیت پور محمد ٹھوڑمین غزل

ماہ ہے پیر دل غ جس سے آئینہ میں نہا ہے
 فقر دریا میں ہی دیکھو پیر شر ہر سنگا ہے
 واسمہ کو عقل سے اس معرکہ میں جنگ سے
 اس جگہ بران ہیرنگی گلون کا رنگ ہے

اس تختیر خانہ عالم میں کیا نیزنگ ہے
 اسکی بے ہری پہ کس کس کا نہیں چلتا دل
 کچھ نہیں کہلتا کہ کیا ہی رنج و عیش و مرگ و زیت
 بے غطر ہو قالی سے بسا ہے باغ دہر

استعلاج عارضہ تعصب ہی کا حکیم کامل سے اور طلب و شفا خانہ کلام مرآۃ آسمان منزل سے

بوقف عرض حضرت محمد مصطفیٰ خداوند خدا یگانہ مدظلہ العالی یکتا
کہ اس عارضہ لاعلاج کی کیا تدبیر کی جائے جو طاعن ہرین صحت نہا ہو اور تشخیص میں نہ
مریض اس جگہ تقسیم ہو کہ جہان حکیم حاذق و طبیب کامل نایاب ہوں و ہوا
میں عند التلاش ہی نہ دستیاب ہوں پر ہیز سے گریز خواہ طبیعت جنت خیز سودا
جگلیا ہو خون بنیم بکرتن سے نکل گیا ہو عمر اخیر مواد و بیماریاں نادر فقیر اس کا
جواب ہی ہو گا کہ شافی مطلق نگہبان ہے ورنہ یہ تو سارا موت کا سامان گنبدہ نواز
یہی حال اکثر اہل انائے روزگار کا ہو رہا ہے جو عارضہ پابندی رسمیات ابالی کے تقسیم
ہیں اور مقام ضد و امراض میں مقیم و دوائی تحقیق حقایق سے بیزار ہیں اور صحبت
علمائے حقانی و فقہائے اہل تقیہ و صلواتی سے فرار جہاد فریضہ
کچھ ذکر نہیں اور حیثیات مسائل فساد و بیاض بنیاد کے سوا اور کوئی فکر
نہیں عقاید میں فحور نشہ شراب نخوت و نفاس نیت سے مخمور دولت علم سے بے نصیب
اور ہلاکت و ضلالت کے تیرے پتہ نہیں جانتے کہ ظاہری بناؤں سے (مہر بگاڑ ہے) حرم
چشم کو تنگ ہی پہاڑ ہے اور مدعائے اہل جن سے مراد بقلے عمر و دآدم و حصول راحت
و آرام ہے کوسوں دور ہے اور تیج ہوا و ہوس میں تیرے شیر و شیر شیطان و نفس سے چکنا چور
زخم التیام پذیر نہیں حصول شفا کی کوئی تدبیر نہیں تعصب ہی وہ شے ہے کہ جس سے
لاہون کا خون ہوا ہے اس میں تو تو میں میں کے سوا کیا ہے اوس بات کو حاصل کرنا چاہیے

بودے گئے ہیں اور جس کہیت میں سال گذشتہ میں تھا کو ہوئی تھی اس سال اس میں
 بن ہو گیا ہے لیکن یہ صورت ہے کہ نرائی کرانے کی واسطے اب کہل جانے کی دعا
 مانگتے ہیں اور قبول نہیں ہوتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اگر یہی کیفیت رہی تو
 بیشک من کا اناج فصل پر ہوجاویگا اور بیج کی بھی بڑجم جاوے گی اگر سوکے
 تو دور اس سبیل اچھے سے بقیہ مناسب خرید کر کے مسجد بھیجے اس سال میں ایک لاکہ
 ہی ارادہ ہے اطلاع گذارش ہو از یادہ آداب۔

تقریر تاتی و تامل در یافت حال جزو کل

مفہم و محتشم جناب میر صاحب سلمہ اللہ پیچھے آداب کے التماس یہ ہے کہ عنایتاً
 آپ کا آیا تحبیر سامی بمقدمہ شادی کتخالی بر خورد ارجحہ اطوار میر یار علی
 کی جو طرف ثانی سے تحریک کی گئی تو اوہنوں نے فرمایا کہ ہنوز تمکو اس معاملہ میں
 تامل ہے کیونکہ تا وقتیکہ حسب و نسب اور حال حلیں کی تحقیقات کیا یعنی ہو جائے
 دور از مصلحت ہے خارجاً ایسا سنا گیا ہے کہ لڑکے کا طور روپ اچھا نہیں ہے
 بیشتر ذیل قوم کے لڑکوں میں خلا ملتا رہتا ہے اگرچہ یہ تقریر او کی درست نہیں
 لیکن احتیاط شرط ہے کیونکہ مٹی کا پیالہ لیتے ہیں تو دیکھ بہال کے لیتے ہیں
 یہ تو بیاہ شادی کا معاملہ ہے جہاں تک ہو سکے گا وہ اطمینان کلی حاصل
 کریں گے آپ کو لازم ہے کہ ابھی جلدی نہ کیجئے ویرا یہ درست آید رفتہ رفتہ سب
 ہو جائیگا اب آپ او کو خط تحریر فرما دیں میں عند الملاقات او کی دلچسپی کر دوں گا
 زیادہ والسلام

جناب خواجہ انصاحب پشت پناہ برادران مخدوم تیار کیشان رحمۃ اللہ علیہم تسلیم
 و نیازی کے بعد داعی خیر حجاب مدعا نکار ہے نامہ سامی رقمزدہ ۲۷ ربیع الاول
 پہونچا مہینہ زوہد ممتاز فرمایا جنہیں شادی کی خبر دالی بر خور دہ سعادت
 آثار دکار اللہ خان طال اللہ عمرہ سے کمال تحفظ و مستر حاصل ہوئی مبارکباد
 رونمائی عروس ایک انگشتہری طلالی و یک جگنی و یک جوڑی پالی زیب و یک تھکان
 کھواب و یک دوپٹہ کریم کا مدار و یک تھان جامدانی سے پانچ اشتر فی وین وین
 نقد ہدست مضابط خان سوار روانہ خدمت کرتا ہوں اگرچہ شکایت عدم اطلاع
 تاریخ تقبر رشامی کی آپ کی طرف باقی ہے لہذا خیر چرچہ شد خوب شد ظاہر ہے
 کہ شکایت لگانوں کی جو اگر تھی ہے نیگا نون کی کیا ہم اس لائن تھے کہ شتر یک
 جلسہ ہوتے یہاں کہ آپلہ مسہین اور ہم غیسر لیکن اس ظاہری اسباب سے
 ہتھون کی لکیرین نہیں مٹی شکوہ تحریری بے فائدہ ہے عند الملاقات بر ملا کہا تھا
 زیادہ والسلام

استمداد معاملات کشکاری میں بطلب و اس نرگاؤ
 و بیان حالات پیداواری میں 170681

الحکم برادر منظم رحمۃ اللہ تعالیٰ مضمون نوار ششماہ سامی سے سنہ باطلاع
 ہو کر گذارش پیداواری میں کہ اجال کثرت پارس روزمرہ بنے ہوز اتنی مہلت نہیں
 دی ہے کہ کل اراضی مزدعہ مقبوضہ کا مزد و قسار واقعی ہو چکی صرف پانچ لکھ
 باجرہ کاشت ہو گیا ہے اور دس لکھ پٹی پیڑی دالی میں جو اردو رنگ تیل

دوران کی کیا تدبیر ہے ہشتم فوجداری دہان کے جناب منشی شیخ محمد مخدوم صاحب
 اگرچہ مجھے واقف نہیں مگر طالب میں آئندہ جیسا حال ہوگا عرض کر دینا گا
 اور ارادہ یہی ہے کہ بشرط مناسبت و دھرم لاجاؤنگا کیونکہ یہ قلت تنخواہ
 کثرت خیال داری پر غالب ہے جو آپ کا دہان کسی چلتے ہوئے آدمی حاکم خواہ
 آفیس سے تدارف ہو تو نہایت خوب ہے ورنہ خیر زیادہ آداب

اسلام اور حکیم سے بوجہ اضطراب طبع سقیم
 شعر

کعب کو جائینگے کہ رہینگے گشت میں | کھلتا نہیں کہ لکھا ہے کیا سہ نوشت میں
 عشق حقیقی کی تلاش میں مجازی نے پردہ فاش کیا شہر بد قماش کیا عقل اور آ
 فہم و فستہ پوش و حواس وقف خیال جا مانہ ہے اور چشم ظاہر میں میں معکوس بانہ
 ہے اثبات تصور لہر میں ہزار دلائل پیش نظر میں اور نفی موجودات روزگار میں
 لاکھ ہزار میں لب پر پس اس عقدہ مالاخیل کو حوالہ شیت کردگار کے مصدعہ خدمت
 ہوں کہ معجون دعائے واقع جنون و سودائی سے اس عریل لا علاج کو صورت
 شفا دکھلائی تہ پھول بجائیے ایسا نہ کہ اسی کشمکش میں رشتہ حیات ٹوٹ جائے
 نہ وہ بے نہ یہ ہاتھ آئے زیادہ حد آداب

بیاں کیا و شادی برباد و زار و غریب و تریل تحالف بہت رو نمائی عروس
 وافر تمیز

اور نواسا نواسی مبارک اللہ اس چند روز کے غرض میں آپ نے ایسا دل پتھر کر لیا
 کہ دو انگل کا پرچہ بھی لکھنا چھوڑ دیا جتنی بیٹوں کے بیابین جو ٹون ہی نہ پوچھیا
 اگر دینے لینے کے لائق نہ تھے تو دل بیٹھنے میں تو انکار نہ تھا خیر گزشتہ راصلو
 بات یہ ہے کہ جب بہادر بیٹوں کو لینے سانہر میں آؤ تو ہم دو راقا دون سے
 بھی ضرور ملتے جاؤ کہ یہ زندگی پانی کا بلبل ہے اور زمانہ جہان گزران بیتا دریا
 آئندہ اختیار ہے اور غرض سب کی یہ ہے کہ جو آؤ تو مومہ کے آؤ اور تانچہ ردا
 سے پہلے اطلاع دو کہ سواری اسٹیشن پر پہنچ جائے اور یہ مقام بہادر پور اور
 سے بمقام پانچ کو س جاب شمال واقع ہے اور راستہ سید کا زیادہ والسلام

اپنا حال پریشانی مال

بخدمت فیضد رحمت جناب بہا می صاحب خداوند خدا یگان پست پناہ برادران
 محمد حبیب اللہ خان صاحب سلمہ اللہ الرحمن بعد تلمیصہ تکریم فقیر بہترین
 قاق محمد مستجاب مان مشتاق گذارش پر داز ہے کہ عرصہ کشیدہ عدول علمی
 مانع اظہار حال ہی اب بھی حشر مطلب آنکھ چاک کرتے شرماتا ہے اور
 مضمون مدعا عرق انفال سے آب آب ہوا جاتا ہے ناچار بقہ لفظی منہ پر
 رکھ کر برسات قلم سامنے آتا ہوں واضح ہو کہ فلک بے پرینے اگر ہ سے جدا
 کر کے اس غیب الہیاز کو ملک میوات میں لا ڈالا ہے اور آب و دار بقدر صد
 رقیق دیتا ہے شکر ہے کہ کیسے محتاج نہیں کسی سے کسی چیز کی کچھ احتیاج نہیں
 خود بخود درمیون لا جو دہ پور سے کچھ تحریر کی طلب حقیر واللہ اعلم اس میں بھی گردش

نسبت کیا کہئے گا اور شیخ دیدار حسن صاحب چار شاعرین مشاعرہ میں شریک نہیں ہو
 آج ادیبین کی زبانی سنا کہ ادیبوں نے مشاعرہ آئندہ کی طرح کی غزل
 آپ کے پاس اصلاح کی واسطے بھیجی تھی مینے ان چار شاعرین کی غزلین اسوجہ سے
 نہیں بھیجیں کہ اول تو دس دس بارہ بارہ شعر لکھے دو دیکر دیدار حسن تو آتے ہی
 نہیں تھے رسالے ہی غزل کہنا چھوڑ دیا ادنیٰ کے چوڑ دینے کا باعث یہ ہوا کہ
 کہی صادق علی نے ادنیٰ کی غیر طرح غزل پر غزل کہی تھی کوئی برابر کا کہنے سننے والا
 نہیں تھا کچھ لطف نہ آیا اب یقین ہے کہ دیدار حسن نے غزل کہی ہے تو شریک
 ہی ہونگے اور سنا ہے کہ غزل ہی اچھی کہی ہے مینے ہی کل اتوار کو فک کر کے
 یہ چند شعر لکھے ہیں آج واسطے اصلاح کے بھیجتا ہوں مگر مطلع جلدی میں کوئی اچھا
 نہیں ہوا ایک مطلع براہ مہربانی آپ اچھا سا کہہ دیجئے اور غزل کو دیکھ کر
 اس طرح روانہ فرمائے کہ اتوار کو پہنچ جاوے والتسلیم

تہنیت نامہ مبارکبادی ولادت فرزند زادہ و بعض
 کلمات شکایت آمیز

جناب بہا یصاحب مکرم و معظم روشن ضمیر مولوی شیخ محمد منیر صاحب سلمہ
 رالپنڈی۔ بعد ادائیجہ از احقر العبد محمد مستی خاں ملتوی کہ بجز
 اسوقت تک زندہ اور اپنی حالت پر شکر گزار بدرگاہ کردگار ہوں اور حضور کے
 خوشنودی مزاج کا خواستگار مژدہ شریف داری موجب گفتنی غنی خاطر
 ہوا ہے طیکہ اوس ہوا نسیم غنیر نیز سے ہمارے بھی شام جان معطر ہوں پوتا پوتی

زبانی معلوم ہوا تھا کہ جن آیا ہے اور مرزا صاحب اچھی طرح بین گمبھسے جن
 کی ملاقات نہیں ہوئی دو خط حضور کے احمد خان صوفی کے نام آئے تھے ادنیٰ
 بھی خیر سیئہ مولوی صاحب ہی کی زبانی پائی تھی دیوان کے صاف ہو جانے سے
 طبیعت بہت خوش ہوئی مگر نینہ تو فرمایا ہے کہ اس کے چہرے کی کچھ تجویز کی
 یا نہیں اگر بالفصل ملتوی کی گئی ہے تو عجب کو کمال شتیاق ہے مسیحہ پاس ایک
 کتاب سادہ مجلد ادر کثیف موجود ہے اگر کوئی کتاب خوشنویس دیوان ہو
 تو بندہ کو ارقام فرمائیے وہ کتاب پیچیدہ و نقل کرا کے مجھے بھیج دیجئے جو حق
 کتب بت ہو گا وہ پیچیدہ دن گا اور جو چھپنا شروع ہو گیا ہے تو کچھ ضرور نہیں
 مولوی نیاز علی صاحب نے جو کتاب عروض کافیہ صلیحہ و بدائع میں لکھی تھی وہ تمام
 ہو گئی نام اس کا حسیقل فکر رکھا ہے میں اس کو صاف کرتا ہوں اپنے عزیزین تمام
 ہوئی و جب تک لکھ چکا ہوں تین باقی ہیں وہ تمام ہو جاویں تو حضور کے پاس
 دیکھنے کی واسطے بھیجا دے آپ اس کا طبع کرانا جلد منظور ہے اس وجہ سے میں کوئی
 دن ناخوش نہیں کرتا ہوں دو ایک درق روز لکھ لیتا ہوں اور یقین ہے کہ حضور بھی اس کو
 جلد ملاحظہ فرما کے واپس کر دیں گے مگر ایک کہہ سکا ہے وہ یہ کہ مجھے خوب یاد ہے
 آپ رسا کی تین پائیں شعر کی غزل کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے جھکو ڈر ہے کہیں
 دہی بیاری پہر نہو جاوے اب ادھون نے چھ سات سو بند کا داسوخت لکھا ہے
 جسکے تخمیناً چار ہزار مصرعے نوے آپ کے پاس دیکھنے کی واسطے بھیجے کہتے ہیں ابھی
 بہت تو روکا ہے کہ یہی پہلے مولوی صاحب کی کتاب آئے دو پیچھے تم پہنچا مگر قیاس سے
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب بھیج نہیں مائیں گے اب حضور یہ نسخہ فرمائیے کہ اس کی

خیر آخر ماہ ذی الحجہ کے شنبہ یکشنبہ کو مشاعرہ ہوگا اگر آپ مصرعہ تجویز کریں
 اور او غنیل کہتے لائیں تو سبحان اللہ اور آپ کے کمرہ میں مشاعرہ کیا جائیگا
 یقین ہے کہ آخر ماہ ذی الحجہ میں آجایگا مینے یہ دو مصرعے طرح کے لئے تجویز
 کئے ہیں مصرع اوں سیوے نے نہ پوچھا کسی بیار کا حال ویکر دن رکتے
 ہیں نہ جانب از جبگر کہتے ہیں کہ کوئی زمین اچھی پاک صاف آپ تجویز کریں گے
 اور بیت جلیہ سید شینگے تو شاعر دن کے پاس ہوا دیا جب ایگامو کوئی ریاض الدین
 صاحب برسوں کے مشاعرہ میں شریک تھے اور بہت دہوم کی غنیل ارشاد
 کی تھی اور یہاں والوں کی غزلین بھی نہایت پسند فرماتیں یہ صرف آپ ہی کا
 فیض ہے ورنہ کجا بزیب و صاوق اور کجا یہ زبان و بیان علی الخصوص عجبی
 دکر می محمد نیاز علی صاحب پریشان و شیخ عوض علی صاحب رسا کی غزلوں پر اش
 اش کرتے ہے اور اس مختصر جلیہ کو ہی بہت پسند کیا مو کوئی صاحب موصوف بہت
 پریشان خاطر میں درخواست و کالت منغفی صاحب حج پیادہ کے محکمہ میں گذرانی
 تھی اور سپر حکم حصول عازت ہائی کورٹ صادر ہوا اب محکمہ ہائی کورٹ میں درخواست
 بھیجا چاہتے ہیں و عاف رہا ہے کہ درخواست او کی مقبول ہو زیادہ نیاز

بہ طلب دیوان و مشاعرہ اللہ العالی

جناب محترم الامام مرجع خاص و عالم بکر می مطہری استاد ی جناب زاحاتم علی بیگ
 صاحب مہر مدظلہ العالی تہ تسلیم عرض کرتا ہوں مزاج شریف ڈھائی بیسویں
 حضور کا کوئی نواز ششماہ ورو دہین ہوا جناب مولوی محمد نیاز علی صاحب کی

ظاہر بارش سے نقصان معلوم ہوتا ہے لیکن جو منظور خدا ہے وہی ہوگا
بالفعل ایک تازہ خبر یہ ہے کہ بمقام اکبر آباد دربار جناب گورنر جنرل
بہادر کا مونیوالا ہے سب رجواڑ جمع ہو گئے اگر آپ بھی سب سے فاضل
بمقر یہ تشریف لادیں تو بہت بہتر باقی خیریت۔

اطلاع حال مشاعرہ گذشتہ و تجویز طرح آئندہ

مفہم و محتشم استادی جناب منا حاتم علی بیگ صاحب محترم نے بہت ہی اہم و مجرب
تبدیلیں کے عرض کیے ہیں کہ فراغت نامہ متضمن پر سید منی آرڈر تہہ رادی
بارہ روپیہ ارسال خدمت عالی کیا گیا تھا غالباً خط سے گزرا ہو گا اور یہ
بھی دریافت کیا گیا تھا کہ دیوان چھوٹنے کی ٹہیری یا نہیں اگر ٹہیری ہو تو اطلاع فرمائیے
تاریخ کی فکر کیا دے پر تو ان ایک خط شفقی شیخ محمد حسن صاحب من کا ضلع
ہم پر سے بایں مضمون آیا کہ تاریخ وغیرہ مرزا صاحب کی خدمت میں اصلاح
کیوں طے پہنچی تھی تاکہ واپس نہیں آئی اگر آپ کی خدمت میں پہنچی ہو تو اس کے پاس
بہت جلد بھجوا دیجئے تاکہ میں بری الذمہ ہو جاؤں پر تو ان اتوار کو چوٹا موٹا مشاعرہ
ہوا تھا لیکن اچھا ہوا تیرہ چودہ مشاعرہ دن نے اپنی اپنی غزلیں قابل تحسین کے
پڑھیں طرح منہ بھی خیر۔ — تمکو ان باتوں سے کہتا ہوں اچھا کوئی
جناب مرزا صاحب! آپ کے لکھنؤ میں تشریف رکھتے ہیں اب یہ نہ کہ
بہان بھی آئیگا یا محترم وہاں کیو گے مگر آپ بعد پانے میں رہتے ہیں اور ضرر
بلا تکلف پلاؤ علیہ السلام نوش فرماتے ہو گے اور قورمہ علیہ الرحمہ کہاتے ہو گے

بگذارش سال اصلاح طبیعت و تسلیم سپرد و نصیحت

جناب قیابہ و کعبہ ام مظلہ العالی صراحتاً تسلیم و اگر کے عرض کرتا ہوں
الحمد للہ والنت کہ بعد مدت مدید و غرضہ بقیہ کے نوازش نامہ عالی شتہل جواہر
نصایح و پسند و مستند موصوفی ہو کر معزز دست از فرمایا اخراج اوس سے
تاہنجا رون کا کام ہے اور نالایقی کا سلسلہ انجام فی الواقع اندون میں صحبت
اوباش نے قدم جادہ اعتدال سے باہر کر دیا تھا لیکن یہ تازیانہ تو سن طبع کو
خوب پہنچا کہ حالت اصلی پر دستور آگیا انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اسکا لحاظ رہیگا
اور یہ نوشتہ لوح محفوظ کی مانند پیش نظر اب امیدوار ہوں کہ قصورات سابقہ
معاف فرمائے جاویں اور آئندہ عاطفت اور چشم عنایت مرعی رہے زیادہ ادب

اسم دعا جواب نامہ لائق دریافت معیاء اوق

جناب قیابہ و کعبہ مجتہد العصرید محمد صاحب لازالت شہوس افاد اتہم۔ ارمنان تسلیم
قبول خدام باد استفتا مسئلہ ارسال بدو رفع یدین و آمین بالچکر جو پہلے
اس سے ارسال خدمت عالی کیا تھا اب تک اسکے جواب سے مطلع نہیں ہوا ہوں
امید کہ براہ بندہ نوازی بے تکلیف کے غنائف رہا ہے اور ایک معیاء و ذیل میں لکھتا ہوں
اد کے معنی مولوی عبد الحکیم صاحب سے دریافت کر کے مطلع فرمائیے معتمداً

بہ تعلق و بہ تردیف و بہ تجشیش | زر وئے یار خواہم ضد شرقتی

دیگر حال یہ ہے کہ اندون میں ابر محیط آسمان ہے اگرچہ فصل ربیع کا بوجہ طیار ہو جائیکے

رشتہ نفس سے اسیر و ام الفتنہ اوداج کیونکر ہو اور سیل روان بے بال پابست
 زنجیر امواج کیونکر دیوار بے بنیاد قلع جسمانی کبت تک حایل سیلاب فنا ہو سکے
 اور غبار بے تمکین تابہ کے مانع راہ رہ روان طریق عقیقی مانا کہ جو غم غبار پر نفس
 و اسنگیہ ہے لیکن نفس کی سفیر الحالی پر سعی غبار بے تدبیر سے صداقت بکشان
 عالم تحقیق اس چار چمن عناصر میں بیان طائر نگہست گل بواسطہ نسیم نفس کوئی گھر
 بولتے ہیں اور فانیان محیط دریائے نقیین احاطہ دوار میں حباب و ارجشتم تامل
 آن کی آن کو کہہ لیتے ہیں جن دریا دلون نے لیا اس انانیت سے حباب کی مانند
 سرادٹھا یا ہے عروس گدھر بحر کیتائی کو گلے کا مار بنایا ہے اور جو عالی تہمت عالم
 رنگ و بو سے شبیم وار پر از زمین آیا سولے خانہ خورشید کے کہیں شیانہ بنایا شہر

اب انکے دیکھنے والے کہاں ہیں کیا ہو گئے | نشان ہلکا جٹ ہو نہ توڈ ہو نہ وہر تابان

اختلال لباس ظاہری باعث زوال منوی نہیں کیونکہ نشان شکل اعتباری اگر
 و گر گون ہو جاتا ہے تو شخص حقیقی رنگ عدم نہیں پاتا کہ صفائی گوہر اور انکست
 صدف جسمانی میں ہے اور کمال جوہر انوار رفع اعراض ظلمانی میں ہر چند نسخہ دل کو
 بحکم بے اختیار ی سولے پریشانی کے کسی سے ربط نہیں ہے تاہم غنچہ
 آسا خیال بے رنگی دنیا پر تامل کر کے شیرازہ بند ہونا چاہیے کہ ان احباب کا
 مضمون ہی خط نہیں ہے اور اگرچہ کتاب چشم میں بجز تحیر کوئی نقطہ نظر
 نہیں آتا ہے، الا نطارہ بازون کے نگاہ میں ایک پول سدایا رنگشن جاودانی
 میں کھلا جو اسے جلد بند کتاب قلوب جادہ صبر پر مستقیم رکھے اور بے غبار راہ
 تلویش مستنزل عزت و مکرم پر پوچھائے سخی محمد وال محمد - زیادہ نسیاز -

ہم مصفیہ اس باغ کی کیسی ہوا انداز ہے طائر زنگ چین تک مائل پرواز ہے

آئے رہبر و راہ سخوری و سالک سالک صافی پروری واقعہ تویر ماہ آسمان سعادت
و شمع نور شیدا خلک سیادت و تلیح وادی منفعت و تلیح دریائے رحمت
مشیت پناہ قدسی خاصیت کیا تحریر کرے کہ شورش طوفان اشک اقسام سے
کافہ پردہ چشم حجاب و ریاست او پیچ تاب بربادی خطوط سے سطور مکتوب گرد باد
صحرا دل ندامت منزل سے بوجہ هجوم داغ حلقہ و دام نہیں کھلت کہ بجے شکست
بنیاد ہستی بال نفس کو گرہ بند کر سکے اور دیدہ عبرت رسیدہ بیاعت کثرت امواج
اشک گرداب الم کے چکرین اگر اب نہیں چسکا یا ہے کہ سلاہتی سے باقی
بچے کے سوا نگاہ بند کر سکے پس جبکہ اوس آفتاب آسمان خوبی و رعنائی الی برائی سے
مگر رفق کبابین انتہا کے اضطراب و اضطرابین ممکن نہیں کہ غبار کدورت
شام نامے افق شامی ہوا ہوا اور گرد ملال سے مکر و منقص عیش گرامی لیکن دل کے
جانے پر بجز آنسو بہانے کے کیا چارہ ہے اور پیش و دل صبح عیش سوائے آفتاب
دل حیران کے عالم دل میں کسا اجارہ

عاقلون کا ہے تکرر ہی شروع سادہ لوح خاک ہے آئینہ چکا خاک ہکند رہوا

اب یقین جبر نکتہ دانایان روز معانی میں زبان اطہار کھولنا پہلہ ترازو سے
خورشید میں روشنی خورشید کو تو لٹا ہے اور دریں شکیبائی اسرار شناسان
حقانی میں اصرار کرنا شدت اسواج دریا کو پیش دریا اطہار کرنا ہے آئینہ قلوب
اہل شہود و بر غرض نہیں ہے کہ غم مخمقہ نیم سوچی مانند گزشتہ میں ناچار ہے
اور جام لہر آب اشک کا چشم کی منط چمکنے میں بے اختیار مرغ روح پریدہ

شمسیر برقی سے جگر شفق پر خون نشا بہ سخن نے نقاب لب کو لاکہ نشا بہ جو ہر شہ
ہوا تھا اور عروس نفس نے پردہ دل سے منہ نکالا کہ گنڈا گنڈا تھا نظم

رنگ بے رنگ ہستی دنیا	جبکہ حشر سوا کچھ اور نہیں
بلبل اس گل پہ پیر نہ پھول اتنا	ایسا اس چمن کا طور نہیں
پھول ہنستے ہیں رو تو ہے شہنم	عیش و غم کسا ہمیں در نہیں

مدرسہ امتیاز میں تختہ مشق پر جو حشر مرقوم ہے شکل ماتم سیاہ پوش ہے اور
ادبستان متقین میں جو سطر مکتوب ہے نقش صورت شہید کفن در آغوش مدد می جلوہ
جمال عکس کا شیا ہدائیسہ کا لباس زنجاری ہے اور پریشانی زلف و تانکے گواہ
شیانہ کے سپہ نگاری نہ بستر ناز چمن کو آرام ہے نہ دکان جمیت میں عشق شاد کام حشر

گیا ہے ہجر مہلکے جاب فلک میں خاک	ہستی جسے سمجھتی ہو موج سراپ ہے
----------------------------------	--------------------------------

ہوا اشک رنگ سے پہلے گریبان بیزگی سے سرا دھٹاتی ہے اور زمین پر نشانی
غبار سے اول خاک سرا پر اوڑھاتی ہے شمع نے جسے آنکھ کھولی ہے خیال سفر سے
روشن ہے اور موج نے جسے سرا دھٹایا ہے تلاش راہ میں مضطرب جہت بیابان
ہجوم گرد باد سے دامن پیٹے ہوئے صدمہ صرصر حادثہ سے ہنپ رہا ہے اور گواہ
کثر بہ صدا سے ایسا خوف ہے کہ کانپ رہا ہے ابر نیاض حس سے غبار آوار گئی خرمن
انجم پر قطرات باران سے اشکبار ہے اور قعر حیر حاصل آغوش ہستی سے بقیہ اس
اس پہارستان میں ہر برگ شجر کی زبان پر عبارت رنگ سے وحشت کا درس جاری ہے
اور غنچہ کے رتبہ میں مضمون بوسے ادراق نگاری باغ کو دیکھئے تو چادر آبشار سے لباس ماتم
دربر ہے اور انجمن پر نگاہ کیجئے تو شعلہ شمع تک کمر آہ میں گرفتار ستر سارہ ناسخ

یہ خیال ہے کہ ان دونوں میں سے ایک آپ کے پاس ہے اور دوسرا بہان
 بے وسواس ہے بہر صورت ہم آپ کو ایک دیکھ چکے جسے چاہو رکھو مگر تسلیم علوم کی غفلت
 ہنواب جو اس تحریر کو رست جانو تو روم بھی جس سے ہماری طبیعت کو یہی سراسر
 آئے اور سب کا اطمینان ہو جائے ورنہ بعد ایک ہفتہ کے محمد حسین کو پھر تکلیف
 دوں گا آپ کے پاس اسلئے لئے روم کے پہچون گا زیادہ آداب

نہایت نامہ سلیم الدین مرحوم محمد شریف الدین
 مرحوم حبیبہ مالش شفقت مثلی محمد علی
 غزل

یہ باغ وضع دھپے کیا خوفناک ہے	دل خون ہر ایک غنچہ ہے گل سینہ چاک ہے
بونے و فاسن میں گل میں و فاکازنگ	بلبل یہ بوستان کسی جوش کی خاک ہے
عبرت سے اس مرقعہ دنیا کی سیر کر	جو شکل رد و بد ہے فی سیر ہلاک ہے

اس شمش جہت عالم میں جہ پار دیوار عتاصر اعتبارے طلسم بے بود ہے اور اس
 بازار صبر خیالی میں جنس مستلغ نمود مفقود پھر اس طلسم بے بنیاد کا بگولے کی طرح
 اعتماد مار کیا اور اس دیوار قلعہ و امام کی شکست پیش رنگ بہار اختیار کیا اگر انوار فکر
 سلیم سے دیدہ دیدوران منور ہو جائیں تو ذرہ سے آفتاب تک جاسے عبرت ہے
 اور قسط سے محیط گرد تک جولان گاہ وحشت شعل ہر صبح دم سے بربادی غبار
 ہستی ہویدا ہے اور شعلہ بلند پرواز کے راست قاسمی سے نشان خاک تری پیدا
 ناؤں آسان دود چراغ اختیاری نیلگون ہے اور شیشہ سحاب کے قطرہ انشائی پر

اور اگر دیدہ دل سے نہ پیچھے کچھ تو اس میں کیا نہیں ہے مگر کہ بناے خاکدان ہستی و
 سرسبز بنیاد ہے لیکن صفت صلح قدرت سے زمانہ سموردا آباد ہے
 امور است بے اختیار ہی پر صبر درکار ہے اور عطیات منعم حقیقی کے ہر جز و پر
 شکر و سپاس سزاوارطرح مقدس بن مال کو راہ ندیچے صبر کیجیے کہ کارخانہ
 قدرت میں کس کا اختیار ہے انسان شت خاک تو ہر حال میں مجبور و ناچار ہے
 البتہ اس عالم اسباب میں ہر ایک فسر و بشر سبب کا محتاج ہے سو اس کا یہ علاج ہے
 کہ مبادا خلق سے یہ بات جاری ہے کہ ایک کو دوسرے کی خواہش گھاری ہے نہ ہے
 نصیب ادا کے جو کسی کا مددگار ہو اور اچھی تقدیر اس کی جب کو وہ مطلوب مل جائے
 کہ جب کا طلبگار ہو پس اصل مرام غلامہ کلام یہ ہے کہ جو درخواست اب بوساطت
 محمد حسین مکرانی یہ بات سید احسان علی و میر محمد علی صاحبان نے شروع
 گفتگو میں پہلی فسر مائی تھی جس کو ہم نے قبول کر لیا اب اس سے عدل
 کیا ہے البتہ وہ صورت چاہیے کہ جس سے آپ کو اطمینان ہو جائے بلکہ پورا پورا
 یقین آئے سو

گر نہ کہنے کا باور تو نوشتہ لیلو

ضامن انسان کی عوض چاہی فرشتہ لیلو

اور اگر تحریر پر اعتبار ہے تو ہمارے شاہد حقیقی یہ اقرار ہے کہ جو منظور
 نظر ہو تو فرمایے دونوں خواہ ایک ہندہ زادہ حاضر بارگاہ انور ہو ورنہ
 بعد رسوم نسبت دونوں میں سے جس کو آپ کا جی چاہے خدمت میں رکھو یا شادی کر
 بلاو ہر حال آپ کے مطیع و فرمان بردار ہیں اور ہم کو بھی بخدائے لایزال ایک لطف
 کے دینے میں کچھ قسیر و قال نہیں ہمارے گھر میں سب کو آپ کی تنہائی کا ملال ہے ہر لمحہ

بگویم سماع اسے برادر کہ صیت	اگر مستی را بدنام کہ کیست
گرازی برج معنی بود طیار و	نشتہ فسر و انداز سیراد
وگر مرد و لہو است و بازی و لاغ	قوی تر شود لہوشش اندر دماغ
چہ مرد و با عست و شہوت پرست	بہ آواز خوش خفته شہوت پرست

وہ بولا کہ ہمارا تو کا تقریباً الصلوٰۃ پر دل ہے اُنتم سگارا تو عیش کا محل ہے
حقیقت اگلا جائے غور ہے کیا ہی اہل طریقت کا طور ہے مولانا دم نے چ
فسر پایا ہے

اسے بسا ابلیس آدم روئے بہت	پس بھی دوستے نشاید او دوست
----------------------------	----------------------------

کیا سمجھ کر اہل دنیا انکو صاحب دل جانتے ہیں پیپر و مرشد مانتے ہیں ہاں ہے
نزدیک ہے تو ایسی صحبت بہ ہم کنندہ طریق طریقت ہے بہت ہے کہ اپنے گھر میں
بیٹھا اللہ کرے روزے رکھے نماز پڑھے بعض دیکھتے حد حقد غیبت و کذب
سے پرہیز کرے استغفار و توبہ سے فرس شیطان و نفس ہمیشہ کرے وہ
روش اختیار کرے کہ کسی سے بغض ہو نہ میر ہو انجام بخیر ہو اس ناقص العقل کی
سمجھ میں تو یہ آیا کہ حوالہ قسم کیا آئندہ اس بارہ میں جو ارشاد ہوا وہ کا پائندہ
یہ درست اعتقاد ہو زیادہ آداب -

تفسیر پر نایاب مضمون حسب الخواہ طالب جمہ اب

بندہ فواز یتیم عالم امکان تخیل کا مکان ہے جس جگہ سود و مفقود زبان چہاں زبان
ہے جہاں آل گدشتی و گدشتی ہو او سپر و بستی شیوہ اخوان الصفا ہیں ہے

خط نفس پر حالت طاری ہو و لکھو قیصراری ہو اور مضمون خاص جامع الکلام و الا
 بدل تک گرم ہو کلیجہ نرم نہ دسج ہے کہ انہیں کی شان میں رب رحمان نے سورہ
 اتمان میں فرمایا ہے کتاب مجید میں کیا خوب آیا ہے دَمِنَ التَّائِبِينَ مَن تَشْتَرِي
 لَهُمُ الْحَيَاةَ يَشْتَرِي لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لِيُغَيِّرَ عِلْمَهُ وَ يَخْتِزَّهَا هُزُوًا اُولَٰئِكَ
 لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ اور جناب مول مقبول صلعم کا قول ہو کہ ہے کہ دَاخِرُ عِلْمِي
 رَبِّي يَخْتَرُ الْعَاذِفَ وَالْمُزَامِيَّ جِس سے سب کی تقریر رو ہے اور کسی امام علیہ
 السلام نے بجز حرمت کے اسکو کہیں جائز بھی نہیں کہا افضل شیطان ہی تا
 علاوہ اسکے صوفیوں میں ہی قادری سہروردی نقشبندی طریق دالے اسکو
 برا سمجھتے ہیں صرف چشتیہ اسکے جواز میں کچھ اور جیسے میں سودہ بھی مشروط بچہ
 شرایط بدین منطکہ حضرت محبوب بھائی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نے
 غنیمۃ الطالبین میں فرمایا ہے هَذَا اِذَا كَانَ خَالِيًا عَنِ الْمُسْكِرِ فَإِنْ خَضَعَ
 مُتَّكِنًا كَالطَّبْلِ وَالْمُزْمَارِ وَالْعُودِ وَالنَّازِلِ الرَّبَابِ الْمَعَارِفِ وَالظَّنَائِرِ وَالْتِيَانِ
 وَالنَّابَةِ وَالْحَقِصَانِ الَّذِي يَلْبَسُ بِهِ الدَّرَكُ لَا يَجْلِسُ هُنَاكَ لِأَنَّهُ كُلُّ ذَلِكَ
 يُحْضِرُ مَذَاجَ نَفْسِ الدِّينِ چہ رخ و بلوی ہی اسی مجلس اگ کے بارہ میں بعض معترضین
 کے جواب میں کہتے ہیں خَلَا مَا صَفَا وَ دَعَا مَا كَدِمَا اس بیان کو وہ سوانہ جان
 جانکر بولا کہ کیا تمہیں سننا ہے شیخ سعدی نے بوستان میں کہلے نظم
 زبنی شتر بر حد الی عبیر
 شتر را چو شور طرب در ستر
 اگر آدمی را بناسد شتر خستہ
 کہ چو نش بر قصل نذر آرد طرب
 میں نے کہا کہ اس گفتار کے اوپر اشارت تو پڑ ہی ہے چھٹے ٹکے کہ وہ کہتے ہیں۔ نظم

نکر ازین مرفین تو اہل اسلام اور یگانگت شرفائے ذوی الاکرام کا خوانان چون
زیادہ کیا عرض کردن۔

تفسیر لاک باثبات صحت سماع و راگ

غریب نواز آج علی الصباح دم گلگشت آرام باغ دنیا میں ایک غیب ماجرا
نظر آیا کہ رقص نازنیشان غیر طاوس طنار اور آواز نغمہ سرا ایاں رشک
عذلیب زفر نہ پر داز سے سینان گل مثال پر حالت وجد طاری ہے اور اشک
شبنم وار چشم نرگسی خوش چشمان سے جاری ہر جوان لبان شجستہ ہو کہ جہوم
رہا ہے اور ہر آزاد دل سرور و عدا خاموش کھڑا ہے عاشق صرا خون کو صورت
آبجو حیرانی ہے اور شوریدہ حالون کو بان سنبل پریشانی قیسان مست
بنیاد کی یہ کیفیت کہ سترہ کی طرح زین میں سلے جاتے ہیں اور ستان ہو بہت
آتش و شورش ہو حق سے کان کھلے جاتے ہیں رند برگ وخت کے مانند تالیان بچار
زند پوشش کھا رہے ہیں غرض کہ اس چمنستان بے تیزی میں نسیم بہار
موا و ہوس کی بدولت غریب گل کھلا ہے نو گرفتارون کا شور مچا ہے اسی آئنا میں
ایک بے سرو پا خانہ پردوش با آن قاختہ صوف پوش شریعت برباد طریقت آزاد
کو ہی حال آ یا مشتاق جال معالی رنجہ کو دیکھ کر صورت کبک قہقہہ لگا یا جب وہ
بگڑی تو یہ فقرہ آزادانہ کسا جب کو سنکر تمام جلسہ رویا اور سنہا کہ میں تو اپنی ہستی اور
گل کی بے ثباتی پر سنہتا ہوں اس حیرت کدہ عالم میں خوش باش بیتابوں صوفیان با
بر بدگمان نہیں جب کوئی آپ ہی نہ سمجھے تو وہ ہی انسان نہیں یہ کیا بات ہے کہ اسباب

کہ لیت و لعل کا کام خراب ہوتا ہے انجام جان کو عذاب ہوتا ہے اکبر آباد سے
 متواتر خط اس معاملہ میں آرہے ہیں چنانچہ حکیم محترم کو یہی ایک خط آیا ہے
 کہ وہ دلسلے ملاحظہ اقدس کے یجنہ روانہ خدمت سے، اور اسکا جواب ہنوز آپ کی
 وجہ سے نہیں لکھا ہے آپ جیسا آپ تخریر فرمادینگے ویسا کیا جاویگا بندہ
 وہ نہیں ہے کہ خواہ مخواہ ٹکے پڑتا ہے اگر منظور ہو تو بسم اللہ ورنہ ہمارے
 خاندان میں بھی لڑکیوں کی کمی نہیں ہے ترصد کہ بغور ملاحظہ عریضہ ہذا جواب
 صاف جلد ارقام فرمائیے تاکہ جواب خط اکبر آباد میں بھی توقف نہ ہو
 ایسا نکرنا کہ اس مذہب سے ہنم اوہر کے ہوں اور نہ اوہر کے ہوں اور خدا کرے
 کہ یہ تحریر باعث تکرر حال نہ ہو اور یہ سوال ہمارا جواب سے خالی نہ ہو طبیعت سے
 مجبور ہوں اور عثمان تکلف آسے، دو رکلام بے ریب و شک عاشق ہوں اور اپنے
 قولی کا صادق وعدہ الامتحان رفع گمان ہوگا اور وقت پر اس تحریر کا پورا پورا امتحان
 کہ بندہ یا رشا طر ہے یا بار خاطر اس سکا تہ کو مکالمہ خیال فرمائیے اور اظہار رہتی
 سے طبیعت پر مائل نہ لائیے اتفاق زمانہ سے معدوم ہے اور اتفاق کی وہم بقول
 شخصہ

رباعی

ہم نے جو کیا آن کے دنیا میں غور	ارباب جہان کا کچھ نہ لالہ طور
روشت نہیں آئینہ آسایان	منہ پر کچھ اور پیشہ پیچھے کچھ اور

میں خود غرض نہیں ہوں کہ بناوٹ کی باتیں بناؤں سب برباغ و کج بلاؤں
 اور یہ امور ات تقدیری ہیں اگر ہمارے اور آپ کے بقارف ازلی ہے تو یہاں بھی
 ہو جائیگا ورنہ کوئی وسیلہ کام نہ آئیگا حقیر جاہ و ثروت کا طلب گار نہیں اور مقدر سے

اس سے مخرب ہو کر دوسری جانب جمع کیا ہے وہ ہٹکتا پہر ہے اپنے دل کو
صاف کرنا چاہیے پہر اس دل کے آئینے سے دیکھ کر انصاف کرنا چاہیے کہ گھر
میں کیا نہیں ہے جو اور کہیں ہے زیادہ نیاز +

پھر وہی ذکر معاملہ نسبت و شادی کی فکر۔ پاعی

لسبیریز ہے کیا ایاغ اپنا مشتاق	ہے عرش پہ خود باغ اپنا مشتاق
لایا گل مکتوب ہے کیا رنگ مراد	دل برین سے باغ باغ اپنا مشتاق

جناب میں نواز شہزادہ آپ کا چودہویں محرم کا لکھا ہوا آج اشعار ہوئے کہ
شام کی وقت ہر کارہ ڈاک لایا حال یہ ہے کہ اس وقت تک میرے پاس منشی
قاسم علی صاحب تشریف لائے اور نہ کوئی دوسرا غایت نامہ لکھا آیا معلوم
ہوتا کہ آپ نے قاسم علی صاحب کی مفت کر دیا فنت کیا اور خط میں کیا ارقام
فرمایا اور اس خط میں ہی اس معاملہ کا کچھ ذکر نہیں ہے معلوم ہوا کہ آپ کو
ادھر کی فکر نہیں ہے جو کہ دراصل یہ تحریر بہ تحریک اصرار تمام مشفق و مکر می میر
حسن علی صاحب و میر محمد علی صاحب علی میں آئی ہے پس سوائے اونکے کسی
دوسرے شخص کی مفت اس بارہ میں گفتگو باد ہوا لی ہے کیونکہ اپنی بدنامی اور
آپ کی حفظ مراتب کا بدرجہ اتم خیال ہے پاس لحاظ کمال ہے علاوہ اسکے
مجھ کو کسی کی بات کا اعتبار نہیں سوائے حضور کے کسی کے قول پر دارم نہیں
کیونکہ اوپر دلائل کہتے کچھ میں کرتے کچھ میں اگر کوئی امر دریافت طلب ہے تو انہیں
دونوں صاحبوں سے یا محمد حسین سے پوچھ لیجئے ورنہ صاف صاف لکھا رکھیجئے

اور کشادہ و برابر دلیل تدبیر و امانت و عدالت کمال پر گوشت اور ہڈی ہوئے
 نشان جبل و درخت خوبی اور پختگی اور زرد رنگ بلا غوارض نشان بد باطنی
 و بد خصلتی اور اوسط نشان اعتدال آواز بلند اور بہاری نشان شجاعت اور
 باریک جیت بدگمانی و دہم جیت اور مستدل نشان حسن کفایت و تدبیر اور نا
 مین بولسا دلیل حماقت و غرور و کم فہمی کثیر اور بات میں آہستگی نشان خوبی
 اور دقت تکلم ہاتھ ہلانا نشان زیرکی و تدبیر و خوش اسلوبی کوتاہ گردن نشان
 کمرو خیانت اور پختگی اور لمبی گردن نشان پیدلی و حماقت و سبک گردن علامت
 جبل و کثرت خوراک اور متوسط نشان صدق عقل و تدبیر پاک بڑا پیٹ نشان جبل
 و خاست و پود قونی و امر وی و مستند و فساد اور لطافت شکم و سینہ بدرجہ
 اعتدال نشان حسن رائے و معانی عقل و اتحاد شانہ و پشت فراخ نشان خفت
 عقل و جو اتمر وی او پتے کہوے علامت بد خصلتی و بد مذہبی و گھلیان اور سستی
 پس دلیل دانائی و وقیفیت ہر کار اور نشان مرد ہشمار اور موتی پٹلی نشان
 نادانی و سخت توی او مستدل نشان اعتدال حال فقط

اس امت و حرہ کے ادنیٰ ادنیٰ اشخاص نے خاک گور مرده صد سالہ کو دیکھ کر ان کے
 حالات بتلا دیے ہیں چنانچہ حشیم دید حقیر ہے کہ جناب خلیفہ احمد حسن حبیب الایادی
 سلمہ اللہ البادی نے مقام فیروز آباد میں شیخ قاضی بشارت علی صاحب
 مرحوم کے مرقدا پاک کو دیکھ کر حسب و نسب شکل و شمائل عادت و خصائل جملہ حالات
 ماضی و حال بالتشبیح تمام و کمال بیان کر دیا پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو کچھ
 ہماری بہتری اور بہلولی کی باین ہیں وہ اس دین بین میں موجود ہیں جس نے

شوق و لاف و گداز کی نشانی ہے اور باریک بینی و باریکی و باریک بینی و باریک بینی
 کے بانی مہمانی اور متوسطہ چین چین نشان صدق و محبت فہم و علم و ہوشیاری
 و تدبیر کی دلیل ہے یہ سہراست شناسوں کی قال و قیل ہے گوش دراز نشان
 جہل اور بعض حالت میں تذخوی اور قوت حافظہ کا نگہبان اور خرد اور چوڑی
 حاکم کی پہچان معتدل نشان اعتدال احوال بلا قیل و قال بے بزرگی و بیا
 مو نشان سخت کلامی و ترش گفتگو اور کینہی تاک کچی ہوئی بھون تکبر و لاف کی
 علامت ہے اور سیاہ وادسطہ درمیان کوتاہی و درازی نشان فہم و فراست
 سب سے بڑی کچی آنکھ ہے اور بڑی اور تیز نظر نشان حسد و بھائی و کالی و خجاست
 ہے اور سکون چشم و کم حرکت ناوانی و کم فہمی کی علامت ہے اور بار بار پلک ہارنا
 اور نگاہ تیسرے دیکھنا جلد گری و مکاری و چور بھونیک کی صداقت ہے اور سرخی
 چشم شجاعت و دلیری کی جھٹ اور گرد و مردم چشم زرد لفظ کا ہونا نشان شرم
 انگیزی و فتنہ پردازی کی علت ہے چشم متوسطہ درمیان خردی و بزرگی -
 سیاہی و سرخی نشان فہم و ہوشیاری اور دیانت و بندہ نوازی و پردہ داری
 پتلی ناک نشان چرب زبانی و نرمی و ملایمت ہے اور خرد و دلیل شجاعت -
 اور پتلی ہوئی نشان دوستی و شہوت اور کشادہ سوراخ علامت غضب و آفت
 سوراخ فسرانہ اور چھین میں ہوئی ہونا نشان ہرزہ درائی اور متوسطہ درمیان
 فربہی و لاغری و درازی و خردی جھٹ فہم و عقل و نیک سہراست نشان دہن و کلا
 رائے صواب و شجاعت اور موٹے ہونٹہ نشان حماقت اعتدال لب مہر سرخی
 نشان رائے صواب پاس لحاظ و آداب دانت نامہوار اور کج نشان مکروہیہ و خجاست

و معانی سالک و سالک و ربی و کار دانی پرودہ کثرت غوامض حکمت الہیہ
نکتہ دان رموز سفیدی و سیاہی عالم اسرار نامتناہیہ برگزیدہ افاضل
انام خلاصہ اکابر کرام جالینوس زمان فکلاطون دوران جناب حکیم محمد یار خان صاحب
بسل سلطنت رب النور والطل واضح ہو کہ فی الواقع احکام شارع علیہ السلام
مبنی بحکمت بالغہ ہیں اور مینج خیر و صلاحیت کاملہ اتقوا فرستہ المؤمن فادہ بینظر
یترامیہ کہ حدیث سرور دنیا و دین ہے کلیتہا جزاء علوم حکما مستفیدین
ہے جو بات اور لوگوں نے کمال جستجو اور انتہا درجہ کے غور و تامل سے
پیدا کی تھی وہ اس طریقہ صادقہ کے صاحبزادوں کے ضایر خورشید مآثر پر آئینہ
منظر ہوید ہے امیر سعید علی بہانی نے جو کتاب خیرۃ الملوک میں اونکے اقوال نقل
کئے ہیں کہ بہت سفید رنگ اور سبز چشم بے شرعی و سخت ردی و فسق و بد خوئی و ضعف
عقل و بد دیانہی سستی رائے و تیمروئی کی دلیل ہے اور اسپر شکی ٹھوڑی اور
کہوتا اور تیز نظر اور چوڑی پیشانی اور سر کے گہنے بال ہونا اشارہ دھڑار کی
سبیل قول حکما ہے کہ وہ شخص افسی سے زیادہ بر ہے اور بال سخت و میگون نشان
دلاوری و صحت دل ہے اور نرمی اوکی دلیل بدولی و خوف و کم فہمی و بدودت
دماغ کا نشان اور موٹھ ہون پر بال ہونا علامت جرات و حماقت ہے اور سینہ
و شکم پر زیادتی موخت طبع و کندھمی و علم کی حجت زردی مونشان بو قوی و غلبہ
شوق دزد و ربخی ہے اور سیاہی اوکی دلیل ادراک و عقندہی اور رنگ مو
اوسط درمیان سرخی و سیاہی دلیل اعتدال صفات ہے یہ قول صاحب
تحقیق رموز و نکات ہے پیشانی فرسخ اور بے شکن خصوصیت و حماقت اور غلبہ

سب طرح معین ہے کیونکہ نہ جھپکوں جنوں رہے نہ مسیکر سر جن ہے جو پہلو سے
الزام لگاؤں لچھے کو برابراؤں بقول عارف مستند حضرت مولانا عبد الصمد
رحمۃ اللہ علیہ

مرد حقانی کلے پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شہور

ایضاح اہل طریقہ دار ثانی اطفال ہے نیادہ بجا قیل وقال ہے لغو کے مضمون
کل شے میرجی الی اقصیٰ خلاصہ کلام اصل مرام یہ ہے کہ جواب صاف سے
مطلع فرمائیے لیت و لعل درسیان نہ لائے ایسا نہ کہ بقول شاعر سہی نہ لائے
دربارین دونوں گئے مایا ملی نہ رام۔ دوسری جگہ سے جو اونکے پیغام آ رہے
ہیں ناکام رہوں اور خدا خواستہ آپکی جانب سے بھی بے نیل حرام مشورہ و قوی
طے ہوتا کیا مشکل ہے جو مقام ہے وہی منزل ہے چال چلن کو اہل بہادر پور
سے پوچھ لو مولائے اسکے جو کچھ اور دریافت کرنا ہو ہے دریافت کرو اور یوں تو عمر
نوح چاہیے اور حیات خضر آپ کی زندگی ہی تمام ہو جائیگی اور یہاں بھی صبح
کی شام اس عجلت میں مضمون طویل کو مختصر کرتا ہوں اور دست بسر زیادہ آ
جیت رفع دوران نسخہ علیحدہ تحریر ہو کر ملفوف ضراحت نامہ ہذا ابلغ
خداست کہ حسب ترکیب مشورہ استعمال فرمائیے انشاء اللہ شافی مطلق
شفاعطا فرمائیں گے کہ عین سلام کہہ دیتا اور لڑکیوں کو دعا۔

تازہ شہادت اظہار فرماست

حکمت آب فطانت آیاب حق شناس حقایق اساس خبر دار نکات معارف

شورہ کیا تھا اور اوستے بعد عذریہ خلافی طریق کیا خوب جواب دیا کہ ازواج
شرعہ و کفوات ہے کہ جسکا پابند ہر ایک اہل مذہب ملت ہے اہل اسلام
دین و مذہب کو کفوات ملتے ہیں اور اہل روزگار مال و ملک کو ہمارا اصل و
نسب پر دار مدار ہے یہ سب کمال کا کار ہے اب اگر اتباع دین اسلام منظور ہے تو
دین و ملت کو اختیار کرو اور جو سنت اسلاف درکار ہے تو اصل و نسب کا
اعتبار اور اگر عادت اہل و زکار مرغوب ہے تو تلاش جاہ و مال خوب ہے یہ بات
اوس حق شناس کو بہت اچھی معلوم ہوئی اور دین کو سب پر غالب سمجھ کر اپنے
سلام مبارک نام سے جو مرد و ہوشیار تھا اور مستحق و پیریزگار نکاح و خیر کردیا جس سے
عبداللہ مبارک امام اہل اسلام زاہد زمانہ و عارف یگانہ پیدا ہوئے پس بدانت
احقر اور بقول شاعر مصرعہ درکار خیر حاجت بیج استوارہ نیست و علاوہ
اسکے اٹھارہ چال چلن سو وہ اہل حقایق سے محبوب کب ہیں اس بات پر متفق سب
ہیں کہ ^{حلیۃ} التوفیق ^{آستہ} المؤمنین ^{قائہ} منتظرین ^{یور} اللہ اتفاق روز معرفت و دانیان
اسرار لہقت نے بواسطہ تزکیہ نفس و تصفیہ قلب عجاب قلب کہ چشم بصیرت سے
اوٹھ کر نوبتین سے دیدہ بینا کو منور کیا ہے جسکے فریضے سے بغیر بہت حقیقی مہم
دریافت حال معلوم کو سکھایا ہے۔

بلکہ گرازدور نامت بشنوند
برہمہ حالات تو واقف شوند

پہنچیب ہے کہ آپ سانشاد و بحر شریعت و آشنائے دریائے طریقت ایسا
حرف زبان پر لائے جس سے آیت تخیر و بر واکر نہ نہ دیکھائے اور نمبر پانچویں
اسکا خیال ہے تو کیا مضائقہ ہے اس آتھارین بھی ایک قسم کا ذائقہ ہے اور احقر تو

کر دوں یا کوئی مکان برائے چیت کہ یہیں لے لوں ترصد کہ جواب سے مطلع فرما

زیادہ آداب +

تازہ رسم جواب نامہ دل لیل لائل مستحکم رباعی

جب ہر سحر چرخ دوار ہوا	وہ ماہ لقسار میں دو چار ہوا
تکرار سوال وصل پر آخر کار	انکار کے پیرایہ میں افسار ہوا

المتنبہ لیلۃ کہ نامہ نامی و صحیفہ گرامی تودت اگین تود در قرین ہر گارہ داک
لایا معنہ زو و ممتاز کیا ممنون فرمایا ارشاد عالی ہر طرح بجا اور درست
ہو قفسہ ہے دل و حیت ہے لیکن کار کردنی کو کرنا ہے چلیے عیسا کہ قول سید
الانبیاء ہے کہ اے علی دیر نہ کرنا تجھ پر تکفین موتے میں اور نکاح اناث و ادائے فریضہ
میں اور یہ امر نہ خاص بہت فوائد خود رسم ہے بلکہ حق دوستی حوالہ قلم ہے
کیونکہ جو سال ماہ شام و بگاہ گذر گیا اور گذر رہا ہے حصہ زلیت مقررہ سے کم ہوتا
ہے کہ یہ عمر عزیز مثل برق رہ گذار ہے اور اوقات زندگی لبان موج بجا رہا پیدا رہ
وقت گذشتہ کا گاہنہ آنا خدا مکان سے دور ہے اور باقی ماندہ بھی پردہ غیب میں
خفی دستور در میان ماضی و مستقبل ایک وقت ہے کہ جب کو حال کہتے ہیں اوسے
اپنی عمر خیال کر کے جو کام کرنا ہے کرنا چاہیے دیدہ و دانستہ عقلت پر الزام نہ دہرنا
چاہیے

جو فرصت ہے غنیمت ہے غنیمت جان فرصت	کہ نقد وقت فرصت کہو کے کیوں لینا غفلت کو
اور جو و شاد و رہم فی الامر کے پابند ہو تو انتشار کو وقت کو بھی پسند کرو کہ مصداق	مفسال ایک عالم با عمل کا حال ہے جسے نکاح و دختر کے معاملہ میں ایک کا فر سے

سفاشر کہ عند الملاقات اون سے فرمائے کہ عذر جبارت و عفو انحراف شرارت
چاہئے نہ کہ دوسرے کے درپے تحقیر حقارت زیادہ آداب

مکتوب سال صلاح ناوردہ روزگار و طلب کتب احسان
وسیع اخبار ابرار

مستظهر مستندان سلامت - مفاخرت نامہ حضور جواہر نعلین مجتہد ہدایت
محمد ظہور آیا سپر رکھا آنکھوں سے لگا یا قبل ارشاد عالی سے معلومہ کے چال چلن
کی دیکھا بہالی کا خیال ہے اس وقت تک کوئی امر مذموم لائق عرض حال نہیں
آیتہ زیادہ تر احتیاط رکھوں گا جو بات قابل امتنا ہوگی عرض کروں گا
بالفعل ایک کٹا فولادی جوہر دار اور ایک قبضہ شمشیر جہازی آیدار جہت نذر
سامی مرسل ہیں امید کہ قبول فرمائے جاوین۔ اور کتاب ہجر الموم شرح
مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مطبوع مطبع مثنوی نول کشور بلجادی سے تو بیل ڈاک
رحمت فرمائے حسب تحریر عالی قیمت اوسکی روانہ کیجائے گی نجات الانس مولانا
جامی علیہ الرحمہ کی یاد رکھتا ہے کہ سبحان اللہ اوسکے دیکھنے سے کمال تحفظ حاصل ہوا
نہایت بشارت مضحکہ خیز ہوا تاج کل بوجہ کثرت بارش باران دالان دولت خانہ
عالیہ آب ریز ہے اور ہمند دیوار شرفی صحن خانہ کے چلائیکو ہر قطرہ آب ہمین تمام
مردمان خانہ پا برکاب ہیں کہ خدا خواستہ اسکے قدم اگلے سے تو ہمارا قیام غیر ممکن
ہے مذہب سیری میں اگرچہ دوا و دوش خوب کی مگر مفید نہ پڑی بنظر اطلاع
متمس ہو کر مستعدی ہوں کہ اگر اجازت ہو تو سبکو بسواری ریل و سطر روانہ

ارادہ ہے خدا پر راہنی کر دیگا اب یہ کہو کہ تم کو یہ بات منظور ہے یا نہیں اگر منظور
ہے تو اس کا جواب صاف کہہ دیجو کہ اندون میں ہماری جناب والدہ صاحبہ بھی تشریف
رکھتے ہیں اوٹکو اور لڑکوں کی داوی صاحبہ کو رسم کر نیکی کو بھی بیرون اور تہنا
سیان مولوی تو میں مگر ان معاملات سے ابھی خبردار نہیں یہ کیا بات ہتی کہ برس
ڈیڑہ برس ہونیکو آیا اور ان نہیں کا کچھ جواب نہیں جو خط آتا ہے گول مول آتا
ہے اب ہمیں سیسرے سر کی قسم کہ جو تہنا سے دل میں بسی ہوئی ہے صفا کھلا
بیجو لڑکوں کو دے گا۔

واقعات اہل عالم پر افسوس اطہار تمنائی پاپوس

جناب بلکہ وکبرہ حضرت ولینعی رحمۃ اللہ علیہ کی قیقت اوضائے انائے روزگار
دیکھ دیکھ کر آنکھیں کھلتی جاتی ہیں وہ باتیں جو کانون سے سنتا ہوں اور
وہ حالتیں جو آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں ضبط تحریر میں نہیں آتی تعجب ہے کہ جو
ترقی علم اخلاق کج خلقی کی کثرت کیوں ہے اور تہذیب یکہ کہ براداری کی شدت
کیوں اگر زمانہ کی شکایت زبان پر لائیے تو ناروا ہے اور اہل زمانہ کا گلہ کیجئے تو دل
غیبت جو آئندہ ترین الزما ہے پس مناسب تو یوں ہے کہ خاموشی بہتر ہے اور ہر بہتر
تاہم باوجود اس ضبط و استقلال کے کہی کوئی نہ کوئی حرف زبان سے نکل ہی جاتا
ہے حق الامر منہ سے کہا جاتا ہے معاملہ جناب لیکن خان صاحب و لالہ دیوی داس
خراچی جس سے تمام شہر خبردار تھا اور صلاح و تقویٰ بھی خان ہوصوف کا قابل تشریف
واعتبار اس مقدمہ کی شہادت ادا کرنے پر ناحق ہدف تیر طعن و ملامت ہوں
اور مورد اکراہ و نفرت یہ خبر بہ نظر اطلاع گذار شش ہے اور دست بستہ خواستگار

تو تعجب کا مقام ہے حضور کی تو شہرت نیک نامی عام ہے اور جو رخائے شاد
بہ قبول ہوئے انحرافِ اہل ہے تو بیدہ اس کا کب قائل ہے وہ وقت کیا تھا جو
ہر یہ پیام حقیر منظور ہوا اور آپ نے اور ان فوراً جب منتظر آمد سوم رہ کر مجبور حضرت
نہ امر تو کم کیا امید وار ہوں کہ جواب با صواب سے بیشہ دروغ فقہ رائے زیادہ آوا
اور از جانب والدہ عبدالوہاب بی سکنہ بیگم کو بید سلام واضح ہو کہ تم نے توجہ تنہا
سکونت اختیار کر کے زمانہ سے انوکھے طور پر بند کئے ہیں کہ

ایک ہی بات کو ثبات نہیں | ایک ان ہے تو پانچ سات نہیں

میر حیران دنیا کے کارخانہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے تا ایندم بادشاہ سے فقیر
ہم کسی کی بیٹی ہمیشہ ان باپ کے پاس نہیں رہی ہے اور عزت دار کے گھر میں تو لوگ
سیانی ہر وقت رنج کا سیاہان خفت کی نشانی ہے کیا تم نہیں جانتے ہو کہ خدا و رسول کا
حکم بھی یہی ہے کہ بھانز کہو شادی کرو و پھر تم کس سوچ میں ہو جو کوئی پسند نہیں آتا
ہمارے کلیجہ کو دیکھو کہ تمہاری خوبو دیکھے بغیر لڑکا دینے کا اقرار کر لیا اس پر
بھی تمہارا دلغ آسان پر چپڑا جاتا ہے غمزہ کے مادے پاؤں زمین پر نہیں دھرتے
ہو نا کہ حسن میں بری ہو عیب سے خالی خوبی سے بری ہو

تم کہتے ہو ہمارے کوئی اچھا نہ ملیگا | ہمارا ہی تمہیں چاہئے والا نہ ملیگا

کوئی آسان سے تو اوڑھنے ہی سے رہا انہیں بھینسون میں شادی کرنا پڑے گی
پھر کیا حیلے حوالے میں تمہارے ہر وس میں تو ہمارے کہنے کی دوڑ کیوں کی نسبت
ہو گئی اور تمہاری طرف سے آج تک جواب لائق المہینان حاصل نہیں ہوا خدا کی قسم اگر
میں آنے کی قابل ہوتی تو ضرور اگر تم سے بالموافقہ گفتگو کرتی مجبور ہوں ان اشارہ

ادام اللہ فیوضہ مبارکات کو نسل راج ہوئے چپورہ کی صداقت منظور ہے
 تو اگر باد کتنی دور ہے دوم تحقیق حقیقت رشتہ داری جسکو خود زبانی جامع مسجد
 الہیہ میں عرض کر چکا ہوں حقا کہ وہ درست ہے اور اگر اسپر ہی وہ قابل قبول
 نہیں تو خیر اس شک پر وہی قول صادق آویگا کہ گلشن دہریہ میں بخار تو گلاب کا ہی
 پھول نہیں سیوم یہ اندیشہ کہ بلا دریافت حسب نسب ذات والا صفات لڑکا
 دینے کو آمادہ ہو جائے کوئی نیا شاخ شاخ نہ ہو حاشا و کلا بلکہ اس نطفہ سے کہ دو مرتبہ
 بہادر پور میں مستفیض ملاقات ہوا اور ایک بار کوئٹہ میں جا کر دیکھا یا لوگوں سے سنا
 کہ بہت نیک بخت پاک طینت اہل طریقت ہیں بفرجائے آپہ کہ میرے اگر کلمہ محمد اللہ اتقا
 و نیز بقول شیخ علیہ الرحمہ

ہر کجاہ پارہ سابی	پارہ سادان و نیک مرد انگار
-------------------	----------------------------

معلوم ہو گیا کہ بہت اچھی آدمی ہیں فقط اگرچہ وہ تحریر کہ جس سے اسرار مفہوم ہو
 اور وہ مدارات عند الحلاقات کے جیسے ادا کے رسوم ہوں مگر الشہاب قلب و
 مقوی خیالات دماغ ہیں اور گرمی نامحاجات سامی اس راہ میں ہمارے چشم و چراغ
 مگر جب تک صاف صاف اعلان نہ ہو کیونکہ اطہر سیماں ہو لہذا مصدق خدمت شریف
 ہوں کہ جو امور ات دریافت طلب لایق طمانینت دریافت ہو چکے ہیں تو پھر اس
 رسوم میں کیا دیر ہے اور اگر ہنوز کوئی بات باقی ہے تو اجازت دیجئے کہ بندہ حاضر
 خدمت ہو شہنہ در شہنہ پوچھ لو اور یوں تولیت و لعل خوب نہیں خوبون کا یہ سلوب
 نہیں کہ طول مل کو اہل حقیقت اچھا نہیں کہتے ہیں وہ تو اور ہی تفکرات میں رہتے
 ہیں پھر آپ سامی دین مشین دماغی مل غنائیں اس طریقہ خلاف اہل اللہ کو پسند کرے

تقریر ارفع اشتباہ بخود مت غلام محی الدین صاحب سجاد نشین در گاہ حضرت مقبول شاہ شعر

بنا محرم نشاید گفت اسرار پنهانی را | پیچیدہ چون قلم در نامہ پناہم بانی را
فقیہ شتاق جناب برگزیدہ آفاق سے بحالت کسلندی الود سے کیل ہوا یا ہوتا
عارضہ خیال تکدر طبع عالی سے نہایت رہنمور را اور حسب الاقربا رجب برہنہ نکشتہ
پہروان پہونچکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کوٹ کوٹ گئے عدم حصول ملازمت
پستاسف ہوا انا چارہ ایس آیا اللہ تبارک تعالیٰ جلد اپنے فضل و کرم سے شفا
کلی عطا فرمائے اور حقیر کو شرف ملازمت سے کامیاب اور دعا سے قلبی
سبب تعلقین احقر کو ہمراز سامی سے ملنے کا شوق کمال ہے الا عذر لاحقہ سد
راہ و مانع وصال ہے وعدہ گرامی جو بعد عید تھا اوس کو گزرے عرصہ بید ہو گیا
اور مہینہ روز اول ہے حالانکہ مہلج السلوک میں ایفائے عہد فرمان سجدہ تنگ
شکوہ کا آئینہ قلب سے دور ہونا بجز میقل انوار انصال قدسیہ الہیہ محال ہے کہ بیشتر
وہ طریقہ جو صید اربابنا ہے روزگار ہوتا ہے نبی شیوہ ناقہ برداری ہے اور
زبردستوں بلند ہمت پر سی ایذا رسانی کہ کثرت مجموعہ و اوام سے اپنے تقورات
پہنچ دانا تو ان کو تو ناام و فریب چھینکا کاٹولہ میں او پلہنا ہے عجب و سخوت اسکا مال ہے
لا طیل خیال ہے اول شہبہ بد مذہبی جو ذہن نشین ہے لاریب فیہ قدر شہ ابلیس
لین ہے کیونکہ بندہ زمرہ اہل سنت و الجماعت سے مشہور ہے اور طریقت میں
تا دینی لغزش بندہ بواسطہ جناب قدوۃ السالکین زیدۃ العارفین سید قربان علی صفا

اگرچہ قاصد کا کلام زبانی یہ تسکین دہا ہے کہ گوشہ خاطر اقدس میں
 احقر کی جا ہے لیکن تحریر خواہ تفسیر صاف صاف خوب ہے کہ اہل حقایق کو
 یہی اسلوب مرغوب ہے اور جو ایک بندہ زادے کو آپ رکھا چاہتے ہیں حاشا
 جو ہو کہ وہ اس میں کبھی عدول ہو بشرطیکہ اس طرح طریقہ تسلیم علوم میں عدول ہو
 تاکہ ہماری امید برائے اور تمہاری بھی آرزو حصول ہو جائے اور جو تفتیش
 حال خاندان مد نظر ہے تو اس کی پیچھے ہے کہ اگرچہ ہم لوگ بلب بہ خان میں
 اور بزرگ ساکن قدیم شہر ترکستان گرایہ اگر کلمہ عین الدقائق کے مضمون
 پر عاشق ہزار جان نیک چلنی کی پابندی ملحوظ خاطر ہے اور اس کی جستجو ہے
 ورنہ یہ بات موجود کو بکوسے اول حاصل اپنے خاندان میں دوم تمام شہر
 ہندوستان میں چنانچہ ابھی ایک خط مفام اٹا وہ سے کفایت اللہ دارو
 جیل خانہ اٹا وہ کا کہ اونکی پوتی موجود ہے جس کا باب تہانہ دارا اٹا وہ ہے اور
 دوسرا اکبر آباد سے کہ وہ ایک ریلوے ملازم تین سو روپیہ ماہوار کے
 ہیں اونکی دو لڑکیاں ہیں مگر بوجہ تخریب سامی اونکا بواب تو ملتوی ہوا
 حضور کے چال چلن کو سب نے سہا ہا اس واسطے مگر بطنی ہوا اگر یہ بات ہون مار
 ہے تو اس کی قبولیت میں کیا انکار ہے اجازت دیجئے کہ حسب رواج خاندان
 خود میں سامان رسم روانہ کروں زیادہ کیا لکھوں طول طومار ہے فقیر خط کا امیدوار
 ہے ترصد کہ براہ عنایت جلد عطا فرمائیے اور باستیلا احوال تاسازی طبیعت
 ملال نہایت ہے شافع الامراض مرض جسمانی سے حضور کو دور رکھے آباد تک ہر ملک
 محفوظ اور ہر طرح مسرور رکھے آمین ثم آمین گہرین سلام کہہ دیجئے اور لڑکیوں کو دعا

امرت سہ کہان بہادر پور میں بہت مقبضائے آپ دانہ اس نالائق زمانہ کا آنا اور
کہان جناب کی قدیمی سے مشرف ہو جانا جو کہ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ
اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ قدم مبارک سے ایک لمحہ دور نہ ہوں مگر بند
تعلقات سے مجبور ہوں لہذا مکلف خدمت ہوں کہ

اب ملاقات ہوئی ہے تو ملاقات رکھا نہ ملاقات ہتی جب تک کہ ملاقات ہتی

لیکن پہر سوچتا ہوں کہ تاکہ البتہ ایک صورت دہن میں گزری ہے بشرطیکہ
عزیموں سے مشرف ہو تفکر طبع ہر طرف ہو اور وہ یہ ہے کہ عزیز از جان
عبدالوہاب محمد مستطاب کو اپنی غلامی میں آپ قبول فرمائیں دست غدا ہوں
ہم اپنا مدعائے ولی پائین اختیار کو تصدیق اتحاد ہو عزیزوں کا گہرا یاد ہو ترصہ
کہ جواب سے فہر از فرمایا جاؤں نامہ مقصد کو چوموں آنکھوں سے لگاؤں اگرچہ
یہ درخواست چھوٹا منہ بڑی بات ہے الا یہ طریقہ یوں ہی عہد آدم علیہ السلام
اسم تک جاری دن رات ہے زیادہ والسلام

تحریک معاملہ شادی اطفال میں اور طومار طویل و مکر احوال
میں - شعر

میرا سوال یہی ہے بقول دیکھ لاجواب میرے سوال کا نہ کسی نے دیا جواب

جناب میں پہلے اس عریفہ ہر دست بہرہ رواۃ خدمت بشریف ہوا تھا کہ جسکے جواب
تحریری کا ہوتو منتظر ہوں مجبور و مصدعہ خدمت پہر ہوں کہ درخواست سابق نیاز
کیش کو قبول کیجئے اجازت فرمائیے کہ سامان رسوم نسبت مرسل کیجئے

ہی اونسے ملنے کی تکلیف دون زیادہ کیا عرض کردن علاوہ اسکے ایک حل
 روضۃ المجبین تصنیف ابن عماد بخط ولایتی مطلقاً جو سید صاحب موصوفہ
 نے عنایت کی ہے واسطے ملاحظہ اقدس کے ارسال خدمت ہے اگر ممکن ہو
 ترشوی شمع مہربیل ٹاک روانہ فرمایے حقیر سے اسکا ذکر سنکر
 نہایت مشتاق ہوں اور خمس غزل خاقانی سے بہت خوش ہوں یہ سب
 فیض حضور کا ہے حب الارشاد عالی تلاش فیروزہ سے غافل نہیں ہوں حقیر
 کوئی خوشترنگ نینا پوری دستیاب ہوگا روانہ کیا جائیگا زیادہ آداب

سلسلہ چنبائی سے بیان ہوں اور ذکر مصلحت شادی
 بخورداران ہوں

الحمد للہ الذی جعل لبشر فجعلہ نباً وصہراً وکان ربک قدیراً۔ زیب عنوان
 حمد خدایک الانام ہے اور زینت بیان نعت رسول کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام
 آرایش کلام تو حیف آفرینندہ مہر و ماہ ہے اور زیبائش عروس سخن تعریف
 رسالت پناہ لیکن آیتہ و آفرینش سے آجک اسکی انتہا کسی نے نہیں پائی
 ہے جب تم کو ادھرایا ہے تو عاجزی سے گردن جھکائی ہے ناچار حرف اعتراف
 قصور زبان پر لا کر بیسے مدعا سے ضروری آتا ہوں حرف مطلب زبان پر لانا
 ہوں واضح ہو کہ عالم ارواح میں بروز ازل جس سے حکوت تبارت ہتا وہ اس دایرہ
 ناپائیدار میں ہی کسی نہ کسی بہانہ سے ملا مصداق مقال ناجائزے ملاقات حضور
 لامع النور و حقیقتہ حال ہے ورنہ کیا اکبر آباد مسکن احقر اور کیا ساکنان شہر

داسطے کہرون سے دوڑے چلے آتے ہیں اور بزرگ لوگ بوجہ ضعف ناتوانی
 لڑکھڑائے جاتے ہیں اور جو جوان صفت شکن ہیں آب چاہ میں چاہ غوطہ زن ہیں
 سہ پہر کے وقت رنگ رونق ہوتا ہے جانیہ سپردیکہ دیکھ کر ہر ایک سطر
 شوق ہوتا ہے جطر سطر میں سوئے افق بندے خورشید کے دیکھنے کا انتظار
 رہتا ہے دیتے ہی آج کل اسکے نہ چھپنے سے جی یقیناً رہ رہتا ہے یہ شکایت قیام
 نہیں ہے بلکہ آٹھائے ادائے ارکان اسلام میں کثرت رنج باعث از دیاد گنج ہر
 بقض وہ ہیں کہ تمام روز مشقت شاقہ اوٹھا کر شام کو آب تازہ دنان شبنم
 پر قناعت کر کے شکر گزاران نام پروردگار میں اور بیش تر بحالت حصول خشنا
 و برت آب عذرائنگ بظاہر کر کے روزہ خوار الحمد للہ کہ حضور کے نواسے پشت سال
 یہ شوق روزہ داری ہے کہ ایک روز داسطے سحری کے نہ اوٹھایا تھا تاہم دن
 رو برو کے جان کہوئی باقی یہ وجہ خیریت ہے زیادہ آداب

ارسال کتاب روضۃ المحبین تو ایچا و تصنیف ابن عماد

موقوف غرض جناب قبلہ و کعبہ محمدی و مکرمی اوستادی مدظلہ العالی غرض پیرا
 کہ فی الحقیقت یہ سفر تندرست سفر آخرت کا نمونہ تھا بلکہ اوس سے بھی شدت تکالیف
 و دنا لیکن دہان کے بعض اکابر ان ملت و اعیان ریاست کی ملاقات اور تعلق
 و بدارات نے رنج راہ کو یک لخت دل سے پہلا دیا اور سیر و ریاد و گلگشت چمن و
 تفرج مرغزار نے بلع آرم کا نقشہ آنکھوں سے اسی دنیا میں دکھلادیا علی الخصوص
 آقا میر سید حسین قنداری رضوی کی خط صحبت بقضی اس بات کی ہے کہ حضور

کہ کون تھا کہاں گیا چند روز میں نشان گوز تک نہیں ملتا کہ کہاں تھا کیا ہوا
 ہم اپنے جسون کو یاد کرتے ہیں تو تو اب خیال معلوم ہوتے ہیں دنیا عالم
 طلسم یا کائنات بے ثبات کہ کبھی آند فصل گل سنگر مثل بیل بستے ہیں گاہ خبر
 خزان میں بسانِ شبِ زمروستے ہیں بیچ ہے مصرعہ کوں سا گل ہے حنہ میں
 خار نہیں ۴ ایک ہمارے یہاں صاحب کو ہی ہم سے ایک امر واقعی میں حشیک
 ہو گئی تھی چند روز کے بعد ملاقات وہ ملک جاودانی کو چلے گئے اب تک
 کچھ خبر نہیں کہ کہاں ہیں اتنا معلوم ہے کہ شہرِ خوشان میں ادھون نے
 سکونت اختیار کی ہے سو وہاں کوئی توسل سل سائل نہیں جو خبر ہمیں اگر ہم بھی
 وہاں جائینگے تو صورت نہ کھلائینگے کیونکہ وہ غبارِ حبیبانِ دل سے نہ گیا
 تو وہاں کیا خاک صاف ہووینگے مگر تم یار پاک طینت آدمی ہو جب ملتے ہو
 خوب ملتے ہو کچھ اگرہ آئینکا بھی قصد ہے اگر کج کل آد تو اچھا ہے حیاتِ ارجمان کو
 ادکے نانی بہت بہت پیارا دردِ دعا کہتی ہیں اور سب لڑکوں کو دعا دالت سلام خیر الکلام

روزہ داروں کی کیفیتِ نشکی کی شدت

بندہ تو از سلامت شعرا	جو تڑپ جو بیقراری طائرِ بیل میں ہے
اضطرابی آج ویسی ہی ہماری دل میں	شدتِ گرمی و آتشِ عطش سے ہرین میں
رشتکِ بالِ سمندر ہے اور تبابِ آفتابِ وحدتِ بادِ سموم سے ہر روزہ خاکی غیرت	
اخگرِ اسوقتِ بنِ رمضان شریف آئے ہیں کس جاہ و تجل سے تشریف لائے	
ہیں کہ چھوٹے چھوٹے بچے ہدایے روزہ ماہوں پر رکھے ہوئے استقبال کے	

اگر محنت کرتے تو کچھ نہ کچھ ہو جلتے اب اپنے لڑکوں کے پڑھنے میں تامل نہ کرنا
 کہ وہ بچارے بھی کہیں یوں ہی نہ رہ جاویں محمد خدوہ کے برابر ایک لڑکے نے
 اسکول میں فارسی و انگریزی و تاریخ و حساب و جغرافیہ وغیرہ میں اول درجہ کا
 امتحان دیا حکام نے اس کی تنخواہ کر دی سالانہ کے امتحان میں یقین ہے کہ
 کوئی نوکری مستقول اس کو ملنا یونگی خوشداسن صاحبہ کا آنا اس عرصہ تک حقدور
 تمہارے پاس رہی ہیں ممکن نہیں ہے ہم بھی ستم خدمت ہیں اور تم اندر
 تنہا جاؤ گے یا مہمل و غیال کے اور حالات بیان کے کیا لکھوں ایک سانچہ
 تو بہت خان کے گھر پر آیا ہوا کہ قابل تحریر نہیں منکوم کس کی بد دعا پڑی کہ اس کی
 بہن اور بلی ہوڑے سے دونوں میں جیت پٹ ہو گئیں واحد خان میکا بیٹھا ہوا
 ہے غفورن کے سینہ میں ناسور ہو گیا ہے سنی بیوہ ہو کر مہ ایک بچہ پر تیم کے
 زندگی کے دم بھرتی ہے بیشک اس کی برائی پرافوس کا مقام ہے کہ چند روز میں
 کیا سے کیا ہو گیا اللہ اس پر رحم کرے اور اس کے لڑکی کی عمر میں برکت دے
 شیخ سدو کی موٹی سٹی کی ایک بیوہ نشانی باقی رہ گئی ہے آدمی قضا و قدر سے لاجا
 ہے کون جانتا تھا کہ ایسا ہو جائیگا سدو کی نوبت کے وقت کو خیال کرنا چاہیے
 کہ کیا گذر رہا ہو گا بڑے بڑے ارمان و نیلے سے دل میں لیگیا حقیقت میں دنیا
 عبرت کا مقام ہے اسپر گہنڈا مہنوں کا کام ہے تمہارے ساتھ آغاز ملاقات
 میں کیا کیا کر گیا انجام اس کا یہ ہوا کہ داغ حسرت لیکر مر گیا آدمی کو چاہیے کہ
 اگر کوئی کام اچھا نہ بن سکے تو کسی سے بگاڑ بھی نہ کرے بقول مشتاق مصرعہ
 بخت وہ کہ جس سے بات رہے - ورنہ بد مرئی کے کوئی یا د بھی نہیں کرتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو کہ منظر حرم رحیم و مرکز کرم
 تھے شرمع شباب سے حالت متابعت شریعت میں لاکھوں بلائیں پیش
 آئیں ہزار معاذین نے بے ادبانہ باتیں سنائیں اللہ ضبط کیا دامن رضا
 الہی کو ہاتھ سے نہ آیا پس اگر کسی نے خطہ ستقیم سے ٹکرا اور بادۂ اعتدال سے
 چل کر دست درازی کی تو کیا عجب؟ منیت ایزدی کا سبب ہے فرمان احکم ان کہیں کو
 تسلیم کر کسی کو الزام نہ دیندوں کو زمیندہ نہیں کہ چون وحید اگرین بلکہ لازم
 یوں ہے کہ خاموش ہو رہیں حریف نازیبا کسی کے حق میں اپنے مہند سے برگزینہ نکالنا
 غصہ کو کہ فی الحقیقت ایک دیوزاد ہے حتی المقدور سامنے سے ٹالتا
 ورنہ پیشانی اوٹھاؤ گے بچاؤ گے والسلام

بجواب غایت نامہ نیز دیگر الامت زمانہ

جناب مولوی محمد بشیر صاحب سلیم مزاج شریف شایاں تین خطوں کے
 جواب میں آپ کا ایک خط آیا اور اس میں بھی لکھا تو کیا لکھا کہ مدت سے تمہارا مکاتیب
 نہیں آیا یہی میں سمجھ گیا یہ فقہرہ تینے نہیں بتلایا ہو گا کاتب سے اپنی طرف سے
 دخل و معقول دیا ہے اس واسطے اپنا حال آپ لکھنا اچھا ہوتا ہے کیا کہوں
 اپنے ایسی کاپی کی کہ جس کا انجام یہ ہو اور یہ نوبت کا ہر مہینہ کے بعد ۱۲۰۰
 ذرا داسی بات کیو اسلئے خوب نامہ کرنا شروع کیا ہے۔ یہ دیکھو تو اب بھی کچھ نہیں لکھا ہے
 چند روز میں خط کتابت کی محارت حاصل ہو سکتی ہے دیکھو تمہاری سزا ہے
 محمد سمیع مولوی محمد بشیر صاحب کمالے مولوی ہو گئے ہیں شاعر دیکھا تم بھی

آداب قبول بندگان حضور ہو۔ اور جو یہ مقدم اقبال پر اور زادہ ازاد ہا و نور
 اول خورشید ہے پیار من ہے۔ تویم جام شادمانی انبساط شہنشاہی
 یا اندیشہ سیر نیال کامرانی با کام۔ اور مدیتہائے اطربہ جدیہ شادانے الدوام
 شادی تولد و تولد ابدا باد باز و عز و جاد مبارک باد۔ بیتی اشرف الزمان شہنشاہ
 بنی کون و مکان و بالہ الامجاد۔ راقم الکلام شائق بہ تہذیب کتاب بنابر اشرفی

رنج دنیا پر ملال نچا ہے اور الام عارضہ کا خیال نچا ہے

تقدیر فلاق لوح و قلم نے صفحہ قضا و قدر پر روز ازل اس طرح قلم چلایا ہے
 اور واقفانِ روز اسرار حقیقی و ناقضانِ اخبار حقیقی سے یوں سننے میں آیا
 کہ ہر ایک نے بادہ کشانِ انجمنِ قسب حضرت احدیت سے بقدر قوت ذاتِ تقدیر
 جامِ بلا و مہائب کا نرا چکھا ہے اور ہر روانِ بادِ شوق و اشتیاق نے حسب
 درجات مقامات ہمیشہ طریقِ صعب السالک گونا گوں میں قدم رکھا ہے تاکہ
 مینائے شہابِ ہلک سے جبرہ نوشی آسان ہو اور چشمِ سالکانِ طریقت میں
 صیحاتِ بلندی و پستی منترل مقصود یکسان پیدا بنیاشد ثلث احضیا محمد مصطفیٰ
 نے کہ باعثِ ایجاد کمالات ہیں اور مختار کائنات اس دار دنیا میں اہل قریش کا
 کیا کیا ظلم و ستم نہ سہا ابو جہل و ابوسفیان نے دہ پردہ درکنار پر و کیا کیا تکلیف
 تازیست دستِ کفار و منافقین شربِ بھلا سے رنج پر رنج اٹھائے مگر نکلتا
 زبان سے نہ نکالی ہجر شکہ شکوہ لب پر نہ لائے آخر کار منہم ہو کر اس عاریت
 سے اسے کوس چیل بجایا جنت الفردوس کو قدمِ مہینت لڑو مے سے شرف فرمایا

خورشید ہے میرا آداب دست بستہ عرض کر دیجے و بیٹہ نہ کہنے کے سبب بیہ یا راست
دو پیش پر نہ لیجئے۔ شیخ نادر علی و منشی کہیم بخش و امید علی و عابد علی و افضل علی
والکبر بیک و وزیر خان و غفور خان و دیدار حسن و سید علی اصغر و مرزا گھڑی
ساز سب صاحب و دونوں صاحبوں کی خدمت میں سلام علیک عرض کرتے ہیں فقط
الستیس باقی ہوس۔ تازہ بیہ ہے کہ دیدار حسن صاحب کا حال لااوبالی
روز بروز زیادہ ہے کم نہیں ہے کہ تاریخ آج تک نہیں کی ایسے شخص سے امید
برفائدہ ہے جب کہ کچھ غم نہیں کل روز یک نہ صبح سے بارش ہو رہی ہے سردی
ایسی ہے کہ جو امزدون کے ہوش کو رہی ہے اس وقت تک خورشید کی شکل
صورت عفا معلوم نہیں کہ مشیت ایزدی کیا ہے مہاوٹ برسات کا عالم
دکھ رہی ہے پکھری میں کشمیر کی کیفیت آرہی ہے جاگڑے کے مارے
رضائی سے ہاتھ باہر نہیں نکلتا ہے، ہاتھ کی لغزش کے سبب ہم بار بار ہسٹا
ہے نادر علی صاحب گہر جانیکے واسطے سواری کی فکر کر رہے ہیں ہم یادش
بخیر اچانک ذکر کر رہے ہیں بند و بست گار و خزانہ کا بدستور قائم ہے آئندہ
آداب عرض کرتا ہے اسکے سوا اور کیا لکے شعر شال عمرہ متروک کا قاعدہ تاریخ میں

گفت تاریخ و فاش ناسخ | گوئی قائمہ عرش افتاد

فقہرات چمکنا سنج ولادت برادر زادہ کہیم
سید ارشاد علی صاحب کہیم ملوی

وہو صراط النعیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب کہیم امیر ارشاد علی صاحب زادہ

جواب جس سے جید بابتا ہے دیا جاتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ وسعت میدان سخن
بے انتہا ہے جو اس سطر تک گیا ہے محروم نہیں پیرا ہے شہباز نسکرمیا اپنی بلند
پردازی دکھلاتا ہے کوئی نہ کوئی مرغ مضامین تازہ بانڈہ لانا ہے یہ تو
ہم نہیں کہیں گے کہ اس وادی میں یکساں سوار و پیادہ ہے بمقتضائے
فَضْلًا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ ایک سے ایک زیادہ ہے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق
تعلیٰ کی سبلیتے ہیں حتیٰ الوسع بات کو باتہ سے مانے نہیں دیتے ہیں چنانچہ بدلا
حسن صاحب نے فرمایا ہے کہ میں خاک کر کے تارخ ضرور کہوں گا اور اشعار ان سخن فہم
سے لون گا مولوی محمد نیاز علی صاحب جو پور میں آج کل شہر بیٹھے کہتے ہیں اس
سے ہم نہ اون تک پہنچ سکتے ہیں نہ اپکا پیغام کہہ سکتے ہیں اعد جناب مرزا صاحب
ایٹھ تشریف لیگئے ہیں اور رنجور ہیں بالفعل وہ بھی اس کام سے مجبور ہیں ضرر
میں اپنے خدشہ ریزہ پیش کرتا ہوں امید دار اس بات کا ہوں کہ سباجوں کے نزدیک
مقبول ہو تاکہ میری محنت و جانفشانی حصول ہو مصرعہ گزشتہ بول انداز ہے غرض شرف

قطعہ تارخ و قات جسکے چاروں مصرعون سے چار سنجی
و غیسوی وغیرہ نکلتے ہیں

جان پاس آل عیالکے ہو تو کیسا حشر ہو
اب الہی فاطمہ کے ساتھ ^{۱۳۴۸} اود کا حشر ^{۱۳۴۸} ہو

رواق جنت ہوئے سزار دولت آج
کیا برا کیے صرع میں ^{۱۹۰۰} مشتاق ^{۱۹۰۰} اک ^{۱۹۰۰} کسا ^{۱۹۰۰}

چرخند کہ بیسے مثنوی صاحب کی خدمت میں نیاز حاصل نہیں کر لاسمیت کی اس
ہے حزن حسن خلاق غایا نہ شکر مشتاق شلو قد مبوس مثل فرمے کیا

کا نام کو پسند فرمایا سخن سخنوں سے داد کا ملنا نتیجہ شاعری ہے سو میں نے پہر پایا
 ایسی باتوں سے بجز نہیں خسران کی کچھ حصول نہیں بین خود جانتا ہوں کہ مسیہ
 اشارت نزدیک اہل معانی قابل قبول نہیں لیکن ارشاد عالی کی تعمیل ضرور ہے
 بات نہ ماننا اودیت سے دور ہے محض غزل خاقانی مثنوی شیطانی علیحدہ
 ایک بند کا غنہ پیراف کر کے پہنچتا ہوں اگر ششتر پنج میں ہوں بجز اسکے اور کیا
 کہوں کہ چمکوا آرزو سے صلہ نہیں کہی صاحب واہ واہ نگرین تو نگرین مگر طنز
 و تشبیہ سے تو یاز رہیں دنیا میں کوئی بشر خطا سے خالی ہے بے عیب ذات
 خداوند عالی ستالی ہے دو تون مصرع تاریخ وفات سیدہ سردار دولت کے
 پیشال ہیں مصنف اسکے حقیقت میں صاحب کمال ہیں مصرع
 شمس جہان باد سردار دولت کے بارہ سو چھاسی ہوتے ہیں یہ سچا ہے یاد
 صحیح ہے جراثیم اوس مصرع کے نیچے ہندسہ بارہ سو ستاسی لکھا ہے اگر آپ کی
 تحریر درست ہے تو کیا تمہیں خبر ہے یا اور کوئی قاعدہ اس میں مورخ نے رکھا ہے
 غور سے معلوم ہوا کہ نمبر کا ایک لیا ہے ایسے خبر مورخ نے یہ کیا کیا ہے سب
 ظاہر ہے کہ نمبر قاعدہ تاریخ سے باہر ہے یا تا پدین غلط سمجھا ہوں جو دہیات
 کہ رہا ہوں سوچوں گا اگر کوئی مثال یاد آگئی تو نیچے لکھ بھی دوں گا اور جواب
 اسکا حال جانتے ہوں تو مطلع فرما ہے صرف میری تحریر لا طائل پر جائے
 علاوہ اسکے مجھ شخص جو نظم کی تقلید سے محض واقف نہ تھیں صحیح و غیر صحیح
 عاری اصول شاعری کی نکال سے باہر محاورہ دانی سے دور مثل بازاری تاریخ
 تاریخ کیا کہتا لازم تھا کہ چپ رہتا مگر کیا کہوں سنگد فاموش نہیں رہا جاتا ہے ہر بات

اور دل زار اجل کا طلبہ کار چند روز سے خیال آیا کہ کوئی تہ پر نکلے رنج کو اس
 ڈھب سے نکلے چنانچہ ایک قصیدہ مرح جناب نواب صاحب دام شمتہ میں تحریر
 کیا ہے مضمون رنگین پانچویں کیا ہے لیکن اوسکے پہچانے کا کوئی ٹکڑ نہیں دو
 رد گار بجز ذات سامی اور نہیں بدین نظر پذیریدہ عرضداشت سابق ہمزاج
 طلب کیا تھا اوسکے جواب سے بھی محسوس رہا ابداً بار دیگر تکلف خدمت ہوں کہ
 جراحات یاؤں تو وہ قصیدہ پیچیدہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

رسالہ قطعہ تاریخ وفات مع دیگر حالات نظم

زہے عنایت کلکتہ معانی آوازے	کہ کردیدہ مارا بخور جان روشن
بنامہ قابل فیض کراشم افزہ	سوا دس سنی اقبال بیدلان روشن

پس از ادائے سجدات لوازم عبودیت سجدہ شکر ضرور ہے کہ یاد
 دل نداشتہ کی تسکین گوشہ فاطمہ ہے نہ کہ دور ہی تسلیم سے امید قوی ہے کہ
 مثل ہزار داستان زبان سے وہ بات نکالے کہ جسکے کہتے سے کوئی شخص
 ناخوش نہو چینیشانی پر نہ ڈالے

از جزات اگرچہ منفصل گردیم	وز شوخی انہما رخسار خجل گردیم
صد شکر کہ بردنامہ ام رنگ قبول	بیدل بودم نہ ہر دل گردیدم شمر
بیت و نزل ہر گل باغ ثلثے تست	موزونی کلام دو عالم دعلے تست

ظاہر آئین لائق نہیں جو کوئی بچکویا کرے میرا شمار مہل سے طبیعت خوش دل شاہد کوئی نالایق شہو
 بانان ہوں بے پیرنگی من میں طاق ہوں حضور سے قدردان کی قدر دانی ہے جو سیکر

سوائے حضور کے کوئی مددگار و کیفل نہیں اگرچہ صلاح و ولت ہو تو حدیث
بین روانہ کر دوں کوئی موقع مناسب سمجھ کر معہ کیفیت مختصر کے پیش کر دیجے
کیا عجیب ہے کہ حضور کی سعی و در پناہ نواب صاحب کی قدردانی اور قسمت
کی یاد دہانی سے کوئی صورت نکل آئے امید کہ جواب سے مطلع فرمایا جاؤں یا وہ حداد

تخت سر پر مکرر قدم وصول جواب عریضہ سابقہ پر شکر

فریاد سنگدین تو برپا پہلا جواب | سنتے نہیں سوال ہے اسکا کیا جواب

سر پر آئے اقلیم کلام جاوہ انسر و زبریم شرح کلام ملک المستام نخل
چنستان معانی آرائش آرائے بازار سخندان چیراغ راہ طریق ہوئی ہر آسمان
شریت مصطفوی حامی دین متین حامی بدعت ضالین کلید گنجینہ نکات
کا شرف و ہوز حدیث و آیات قاموس علوم شریفہ بحر جواہر فنون نفیسہ رشک
ماہ منیر جناب محمد وحی استاد دی مولوی محمد بشیر صاحب سلمہ اللہ رب القدیر
نامہ نگار ضعیف البینان پس از ادائے سہم سلام خامہ فرسایہ کہ زین قیل
بتامیخ انتیس چادری الاول عریضہ بگذارش حال پر اختلال ارسال حضور پر نور
ہوا تبا جواب کا خواستگار ہوا اتنا آج سو گہ روز ہوئے کہ ہوز منتظر ہوں مجبور مصد
پہر ہوں کہ جواب نیاز نامہ سے شاد فرمایے دور افتادوں کو بھی یاد فرمائیے
اعادہ بیان لایعنی در دوسری کی نشانی ہے کہ ایک قصہ طولانی ہے مگر پوچھ خیال
تلف پر چہ سابق مکرر بیان کرنا ضرور ہوا بفحوائے مثل الغرض جنون مجبور ہوا
واضح یاد کہ در میولا مغلسی گریبان گیر ہے فقیر تیر تیرستی کا پچھیر ہے زیت ناگوا

و آتف اسرار فرغ و احوال ماہر و قابل معقول و منقول خبیہ در نکات کاشف
 رموز جزئیات و کلیات محدث کامل مفتخر یہ بدل جناب ستیاب مغفوم و مختصم
 معظم و مکرم مخدوم اوس ستیادی مولانا بفضل اولانا مولوی محمد بشیر سلمہ ارشد
 رب القدر فقیر حقیر بہ تن قاق شتاق۔ پودہ درنای گلہ ستہ سلام بطریق
 ستت بی خیر الانام مدعا نگار ہے المیتہ بند کہ تادم تحسیر بنیقہ بنا جامعہ حیات
 چاک ممت سے بری ہے اور شاخ نہال زیت ہنوز شاداب اور ہری ہے
 لیکن زندگانی یقینی عبادت حقانی جس سے مراد ہے بوجہ تفکرات معاش و تردد
 تعلقات برباد ہے دس برس سے آوارہ و دشت ادبار ہون دل چاک چاک
 ہر تنفس کی نفس میں ذلیل و خوار ہوں۔

شعر

اشک حسرت داغ فرقت نالہ گرم دواہ سزا
 رہ نہ یہ۔ بات۔ بات۔ بات۔ بات۔ بات۔ بات۔

اگرچہ کچھ ناخن بندی ہو گئی ہے سودہ کفیل اصراف نہیں طبیعت اس ورد
 کش سے صاف نہیں ایک جگہ پر امور ہون بوجہ اس قلیل البضاعت کے قریب
 سے دور ہون جبکہ حضور کی قدیموسی کا خیال آتا ہے دل برگ خزانہ ہو کر اور اجا
 ہے غنیہ خاطر صحبت غیر جس سے پرمردہ رہتا ہے آلام مفارقت احباب شبہ روز
 یہ دل زار رہتا ہے ارادہ نظم کرنے کتاب شوکت الاسلام کا تھا کہ بظاہر یہ شغل
 کام کا تھا لیکن عسرت اور تعلقات کے کثرت کا باعث ہوئے یہ بات ہی فلک
 بحرنت رکھنا گوار ہوئی بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ اپنے قبیلہ مقاصدات و کعبہ مرادات
 سے رجوع کیجئے کوئی اصلاح نیکو کیجئے وہ یہ ہے کہ میں ایک قصیدہ مدح جناب
 نواب صاحب پناہ و دام فیوض میں لکھا ہے مگر ایک پوچھنے کی کچھ سبیل نہیں

استماع کلام مستعمل دل میں اچھا چھاپا بال سے باریکتر ہے یہ خبر ہے اسی
 ائمہ میں حضرت میر سیل علیہ السلام نازل ہوئے اور تہذیب و تہذیب کے لئے
 کہ طباق راہ خدا کے نزدیک و برتر ہے اور پلٹا اور سپر عمل خوشگوار تر اور
 رہنمائی بار کا غراہم بار یکتر ازمو۔ بندہ نواز جو کہ شمس المدام ہی تہجوت
 رہتے ہیں کہ کہیں سے کوئی مضمون تازہ لائے نئی بات بنائے اور علماء راوی
 خدمت میں مستلزمین استعارات نو بنوا اور تشبیہات جدیدہ و عریضہ کو برکت دینے
 یہ رعایت اثبات تشبیہات کیونکہ خوب جواب و دندان شکن ہے اور رفع اشتباہ
 عدم جواز استعارات کو حجت روشن پس یہ نزدیک مقہر خیالات نیک نیک ہیں
 اور پدیدہ لوگ جو نفس شعر و سخن تشبیہات و استعارات کو خوب نہیں جانتے ہونہ
 حسن کلام کا اسلوب جانتے قدر ان مجید فصاحت و بلاغت سے محروم ہے اور
 مولانا فہر الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی یہ گفتگو ہے

شعر

شاعر کے جہز کے ان پیچیدگی

جہاں لاش کفر و انداز خیر

البتہ مدوح و معشوق چانداری مدح و تہذیب میں حد سے زیادہ نہ پڑے

جو دیدہ و دانستہ تیغ طاعتان کے مونہ پر چڑھے اگر چہ اہل کلام نے بحوالہ حدیث

نبوی اس کا نام بھی مبالغہ رکھا ہے کہ آنحضرت نے طلحہ کے پادپا کو دریاف کیا

ہے ورنہ تو ایک سوس نعتیہ لکھا ہے وہ جہت ملاحظہ ارسال خدمت عالی ہے

ترجمہ کہ براہ بندہ نوازی درست نہ کر مہمت فرمائیے

فیصل قال رہا طلب اتملج ترسل قصیدہ بحضور الی ہدیہ پال

سے برسر پر شرع دین مالک لرقاب

فانہی بر اہل علم و جو بر انجم افتاب

بحکم اشیا متشعبه استعارات میں اور مثال مستحکم ان مثالوں میں

شیریشہ مخدوم ری و رشک غافالی و انوری جناب فیہ نماب مخدوم امین و شادی
 میذا ماعلم علی یگ صاحب ہر سلسلہ قدسین آفات الدہر کل کے روز بعد نماز جمعہ
 جناب مولوی صاحب نے دعائیں میں مسد یا کہ ایک روز آنحضرت ختم رسالت ملکہ صاحب
 جناب رفیق اسد کبریائی دولت ملوین تشہد لیلیٰ فرما ہوئے امیر غل ایک طشت شہد
 پھر کر کہ اس وقت کاظمی حاضر تیار و برو دلائے جناب سید المرسلین باعث ایجاد
 زمان دوزین نے نگاہ وقایق آگاہ سے اس عمل معقد قاین ایک بال و یکسا
 حاضرین مجلس سے مطالب ہو کر فربا یا کہ اس طاش و عیل بال کی تشبیہات بتاؤ
 مناسب لائق استعارات بیان کرو اول صاحب تحقیق ابو بکر صدیق نے عرض کیا
 کہ طشت مرد سلمان ہے اور شہید و سکا ایمان اور ہوا ایمان جمہراہ لیجا ہنگاوہ باکت
 از موسیٰ اپنی توبیہ گفتہ گو ہے و و سحر مدلت تاب عمر بن الخطاب نے
 الناس کیا کہ طاش ملکیت ادعیل حکومت اور انصاف بال سے باریک سوا ہے
 یہ فہم میں آیا ہے تیسرے جابجہ سعد بن عثمان ابن عفان گذارش پر داز
 ہوئے کہ لکن علم ہے اور چہ بنا عمل ہے اور بال سے باریکتر اس پر عمل چوستھے
 اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب متس ہوئے کہ طر فہماں کی صورت ہے
 او عیل و سکی خدمت اور رضامندی اسکی اشکال ہے جسے باریک بال یا پرنجیل
 حضرت خیر النساء جناب فاطمہ زہرا یوں لب کشا ہوئیں کہ برتن زن پار سا ہے اور
 عمل گیا اور پردہ و ناخیم باریکی میں الی سے ہی کم ہے من بعد تاجدار کوئی نہیں
 دارین آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ طاش معرفت خدا ہے عزوجل ہے اور

نعمت ہے اور رضا عفو کر پناہ غنیمت دانی حصول مقاصد وافیہ ہے جو
بالاسکے عنایم اتفاقیہ ہے اور جب مقدمہ اس عنوان پر مرتب ہوا تو

مضمون اس ریاضی کا ریاضی	کام اپنا نہ سعی و التماس سے ہوگا
بیگانہ سے اور نہ آشنا سے ہوگا	مشاق ادبی یہ تم ہر و سار کہو
جو ہوگا وہ افضل خدا سے ہوگا	اپنے حسب حال صادق اب ہوا

ابتداً موجب تاخیر ترسیل تسلیم نامہ ہنگامہ فراق و تصور ملاقات تھا اور چشم
پر آب ہنگام گریخت برسات مریش مرض مفارقت اگر حسرت دیدار کو عصا
مردم چشم ہمارے بنا تا تو حیران انجمن تحیر کار گاہ بیکاری میں جہت تماشا
باغ بہان کب اوس بن آتا بوجہ خیال سیدہ حضور کی کہ رشک بالین جمیت لہیز
ہے یہ پرندہ عالم پیروگی بالائی میں عجز آرام گیر ہے حسب ایام سامی سخواب
امراؤ کو جانب حضور خود و تحریک عذیرہ آمادہ کیا تھا اور اوس ہی آپ کا ارادہ
کیا تھا مگر آردن کی آتش بیانی انفساخ ارادہ کے بانی ہوئے بلکہ کشتی مقصود
باد مخالف اور طوفان تنور کا بانی کیا معلوم تھا کہ شیرین کلام اس کام میں تلخ کا
ہونگے اور آرزو مندنا کام اب اگر حضور بقواس الکریم اذا وعدہ وفا وقت
یعینہ پر رونق انسرور پیدا ہوئے تو یقین ہے کہ حقیر آزاد اور حضور ہی آزاد
ہونگے سو انشاء اللہ العزیز اگر زیت منظور خدا ہے تو کیا بید ہے کہ انجام رمضان
ہماری عید ہے آج فلاطون زمان و آسطوس دوران حکیم سید ارشاد علی صاحب
سلہ الہی سے ملاقی ہو کر سب حال عرض کیا جو نسخہ جناب موصوف الذکر نے
تحریر فرمائے ملفوف ضراعت نامہ ہذا ایلان خدمت ہیں۔ زیادہ آداب

مجلد او نیکے دو عبادتِ غم افزہ اجان فرسا ہوئے ایک میر حسن علی بادے کر رہے
 والیکا ارشال دو تہ سے شفق فیروز خان صاحب کے والد بزرگوار کا انتقال ایک روز
 میں واقعہ ہوئے دونوں شخص شہ بخشتہ اپنی اپنی دفع میں انتخاب تھے یہ سلامت
 بروی میں اور وہ زہر عیادت میں لا جواب تھے فرطِ تحیر سے آئینہ آسا میران ہون
 بجز آئینہ داتا الیہ را چھوٹ کیا کہوں حکیم علی الاطلاق اس بلا سے عظیم و عارضہ
 الیم کو بچن رسول مقبول دعلی و بقل دور کرے دلون کو مسہر کرے
 آئین تم آئین۔ زیادہ آداب +

اشتیاق نامہ آرزوئے ملاقات میں و نیز ترسیل نسخہ جات میں

بزرگ رسم بردارانِ گلنہم ہی کہ تیرے | و گرنہ معنی الفت عبارت سے زیادہ ہے
 باعث کثرتِ شوق مشتاق وعدہ ملاقات رفیق صادق الوفاق تھا کہ جسکی
 دلولہ اشتیاق نے کہاں کہاں پہنچا یا آخر کار گردشِ در و دار کی بدولت چکر اکر
 اپنے ہی مدار پر صورت پر کار پہنچا یا واللہ اعلم منعم اقبال نے بعض خطائے خاص
 کے توقف کو کس قسم کے اکرام میں شامل کیا ہے کہ جب تک بیاض چشمِ منتظر
 صفوں آبریزی اشک سے سیاہ ہو مردم دیدہ کی زبان شرہ سے ہلست رہ
 ہمدائے واہ واہ ہو یا تا وقتیکہ عارضہ حرارت قلب سے منقاپے نگ عارض
 ہو ہو اسے بترید وصال صحت بخش عارضہ عارض ہو مگر اس صورت میں ہی
 قدر دانی انعام منعم خداوندِ قدرت ہے کہ جو در حقیقت ایک نعمت اور برکت

یاں نہ کہ بیعت ہو وہاں دوزخ و جہنم
 آسودگی حقیقت یہاں نہ ہاں ہے

چچ پریچ پڑا جاتا ہے اور قسم قسم خطاب تعلقات میں دوسرے زیادہ گڑا جاتا ہے
 چھکارا اس سے دشوار ہے اُن اگر گشتی اجل ہاتھ لگ جائے تو اس بجز لازم و نہا سے
 بڑا پار ہے اظہار بیان پریشانی بحر طویل ہے حادثات جہاں رو بکار میں مسلسل
 گشت کی کونسی سبیل ہے علامہ اسکے قانون اسلام میں حرف شکایت زبان پر
 لانا آپکو بدھن بتاتا ہے کہ بغور دیکھئے تو اس میں فاضل تحقیقی کا لکھ ہے نازک
 معاملہ ہے لازم ہے کہ چپ کر دم نہ مارے جاوے تسلیم و رضا سے باہر قسم
 نہ مارے اور ضلع انقلاب گردون پریشانی ہے اور رضا کے الہی کے درپے
 تلاش حالت اضطراب میں جو کہ کسی کوئی حرف لب پر آجاتا ہے تو بات شریعت ہے ورنہ خلاف
 آدمیت اس عجلت میں جو کچھ حوالہ تسلیم ہوا ہے صاف فرمائیے ہمارے مقدمہ
 موافقت اور اپنی بے اعتنائی کا منصفانہ انصاف فرمائیے دیگر یہ کہ اندون میں
 دبا کے واروہ قصبہ ہڈائے زمانہ چنگیز و ہلاکو کو بہلا دیا ایسا طوفان اڑھایا کہ جہاں
 زیست تندرستان کو منجمد مار میں ڈوبا دیا نو جوان اس بے پیر کے ہاتھوں سلفہ
 بنگے اوپس ماندون کے سینہ غم سے بسان خرابال چین گئے صحیح المرز کو اسکی
 بیعت سے مارا ہے اور سقیم الحال تو غریب و بچا رہے بازار مرگ میں ملک الموت زندون کا
 خریدار ہے اور زند سے مردوں کے بار بار کیا سخت گہری ہے کہ ادھر طبیب نبض
 دیکھ رہا ہے اور ہر اجل سے اپنے تاک میں گہری ہے غیر من شش کے من ہو جائے
 بین اور اپٹون کو دیکھ دیکھ کشت کشت چلاتے ہیں عجم غم و الم یاس و ماتم کا
 رسالہ سنگا ہر جاک بحسرت آواش افشان و نالہ گرم فغان سے بخالہ بسکیا

ایسا دم بزرگ موجب است که وہ جہلم میں دودھ شکر بن کر منہ سارا اپنا جسم جلاتا ہے
 اور سدھم شکر لبون کے لیے ہے لب ملاتا ہے اس سے پختی پر سبز رنگوں کو نکالتا
 مرغوب ہے کہ جب کا طالب ہر مطلوب ہے اس تہنی ملاقات کو حل جلا کر شاد کیا اور آسے نے
 ہی یاد کیا تو یون یاد کیا کہ دیکھیں دودھ آہ بھی نکلتا ہے یا یون ہی سنگ کی طرح
 جی جلاتا ہے اللہ الورین آپ تشریف لائیں اور احقر کو یاد ہی نفیر میں شعر
 وعدے جو تھے تیرے اکثر نہیں رہے | ہائے کیونکہ دل بہت مٹا نہیں رہے

ہم تو اب تک ہمدی پر دم دیتے ہیں یہ نہ معلوم تھا کہ آپ ہی ہمیں دہشتیہ میں
 وعدہ رونق افسروزی بہادر پورے حاضری سے مجبور کیا ورنہ الوری کتنی دوا
 تھا اب یہ فرمائیے کہ ملاقات کی کیا تہہ پیر کیجئے آپ ہی الورین آسے گا
 یا بندہ آپ کو تم تک پہنچائے کیونکہ اب رشک منقل بان التشریف اراق سے سینہ
 ہو گیا ہے دستور جینا ہو گیا ہے افسری تہانہ غازی گاجے سے سر پہ و ان زیب
 سے ادنیٰ دن سے دودھ کا سایا مان ہے مالہ ہر دم سر پہ سج ہے کہ ہستی
 مرگئے تو سیل فانی کی نشانی ہے تلخ زندگانی ہے اگر یہ صبا میں رزق بغولے
 آیہ و ما من دایتی فی الارض الا علی العبد بزرگوار زق مطلق ہے الا طاش سباب
 و جب جو ہے سامان میں دیکھو کہ سینہ قلم تک شق ہے اسے جناب خالص صاحب محمش و
 مستحق زہرہ کے یہی خیال ہے رنج پر رنج ملال پر ملال ہے کہ کیا حقیر دوا گل پر چہ
 کاغذ کا بھی سزا دار نہ تھا جو یون محروم رکھا اور اپنا تو نہ زوی احوال پر ختمال
 ہے کہ غم و الم سے مہقرن ہوں نشاط خواب خیال ہے بار و ام کشش و ام سے زیادہ
 سگران ہے بندہ اندون میں اس قول ہزار فی السود اکا شایان یہ شعر

محمد حبیب اللہ خان صاحب رحمہ اللہ جو بواسطہ جناب سید صاحب مکرّم مسبق الذکر ایک نوع کی قرابت
 ہم دامانی ہے زیادہ تو دہو تاکہ رفع تردد ہو لہذا یہ تدبیر مشورہ جناب خاندان صاحب مکرّم سہل ہوا
 وار دہیہ اور پورہین خیال میں گذری کہ اگر حضور سرۃ العین احقر کو اپنی فرزند
 بین منظور فرمائیں اور عزیز کی نور چشمی خود کے دیدار سے اس ناکام کو مسرور
 تو عین عنایت ہے اور حکم خدا اور رسول کی سچی اطاعت بدین نظر عریضہ ہذا ابلاغ
 خدمت کر کے مترصد ہوں کہ جواب با صواب سے مطلع فرمایا جاؤں زیادہ آدا

رشتہ دار کو عظیم الشان ہر سید عبد الرحیم خان
 صاحب شہانہ وار شہ شاعری
 رباعی

وہ ہے سب سے بڑا زہ گویا انکا
 جلکہ ہو بزم یارین کہ ہے نور لہیا

ان تلخ مزا جون کی محبت پہ خبا
 ملت منظور ہے تو تنہا کو غمط

الحمد للہ رب الودود کہ تنہا کوئی دو مار تلخ رود شیرین کار عطیہ حضور نے
 کہ جسکا دھوان کشان کشور حسن کے زلف غنبر بار کو بساں سبیل پریشان کرتا
 ہے اور گل باغ ریحان اوں ریحانی کے گل کا دم بہرتا ہے گر مجبوشی اوں کی لایق
 نظارہ ہے کہ معشوق لب بلب ہونے کے محفل خواستگار میں اور وہ دھوان بنکر
 آوارہ ہے فلک حقہ باز کو اوں کی دلیری پر سکی ہے اور خم گردون کو سرگوشی پر
 اگر کی مانند کھل ملی مستان مجلس سرور کا سرور افسانہ ہے اور تلخ مزا جان شیرین
 آدا کو تلخی اوں کی گوارا جو اوں کے لئے شیرینی درکار ہو تو گور گور ہی ہے قند
 ناپسند ہو سہری تلخ کام ٹھیرے فراد شیرین سے اس بات میں نبات کر سکے

چپ رہنے کی بات ہے چلیا بخیالات نے آبروئے اولاد آدم کو خاک میں ملایا ہے
 یہی وجہ ہے جو خاک نام پایا ہے چنانچہ حالتِ حقولیت میں خیال رہتا ہے کہ جو
 نصیب ہوا اور شباب میں اول تمنا دولتِ ابد و آرزو ہے کہ میسر کوئی
 حبیب ہو اسکی دستیال پر اولاد کے طلبگار ہوتے ہیں اور اولاد سے
 تو اسکی تسلیم و تربیت کی کوشش میں ہزار ہزار نہیں تنہا و تنہا میں عمر
 رائگانہ منت برباد جاتی ہے مصنوعات کی دیکھا بھالی میں صانع حقیقی کی
 کب یاد آتی ہے علیٰ ہذا اسی خیال میں یہ شکستہ بال بھی گرفتار ہے جب غور
 سے چپ درست دیکھتا ہے تو کوئی یار ہے نہ مددگار ہے بارگاہِ سوچ ہوا کہ
 بیگانوں کو یگانہ بنانا چاہیئے اور بیگانوں سے ارتباط بڑھانا چاہیئے الہ انفلکات
 زمانہ نے اور تقدیر کے کارخانہ نے اس سبب سے میسر و سامان کہا اور جان بوجھ
 حرفِ سلسلے اسجان آبا اس عمرِ چہل و پنج سالہ میں رسالہٴ عمر کو دیارِ تنہا تو ان پر
 ایسا مسلط کیا ہے کہ پستام شادمانی کاں تک نہیں آتا اور چیک و بیک ہی خوشی
 کے ارکان نہیں لانا عمر رفتہ کے افسوس اور باقی ماندہ کا فکر نے بانگِ گل سینہ
 دکھا کر دیا اور درست حکامِ سپر نے شکلِ غنڈیبا زار اس پیرانہ سالی میں اب
 یہ سوچ ہی ہے کہ بطریقِ جناب آخِ مکرم برادرِ معظم مولوی محمد منیر صاحب سلمہ اللہ للقدیر
 نے حضور سے سچی پیرستہ کر کے یہ کام کیا کہ ششترے یگانگت کو از سر نو
 استحکام دیا حقیر ہی خواستگار ہے کہ اپنے اہل اسطہ جو بواستہ یا بواستہ
 ہیں اتحادِ بڑے اور نہال رسمِ دنیوی سے پہل کہنے علیٰ الخصوص خلاصہ
 دو دمان سلاہ خاندان شفیق رفیق فیض بخش فیض رسان برادرِ مہربان جناب

شکل آئینہ نقش بدیوار ہو جائیں اور مضمون ادا بند وہی مرقوب ہے کہ شایقین
 شوق لعل کے جمال خداداد لکش میں سیما و اربتیں را کیا اچھا شغل ہے کہ حسین
 مقربان بارگاہ احدیت جو پڑے دور پرین خرد ورہیں سب سے زیادہ شوریدہ
 سرہن اور جو شوریدگان کو چہ طامست نشہ ہادہ الست کے روز ازل
 سے ہوشیار نہ مست ہیں و لولہ محبت کے ہاتھوں رہر در راہ بلند و پست
 البتہ کیا بیان ہے کہ جس کے ذکر سے ناکاموں کی زبان ہی شیرینی میں رشک
 شلخ نبات ہے اور سیحان اللہ کیا ذکر ہے کہ جس کے بیان سے کامیاب کامیاب
 کے کائنات مضمون پچیدہ میں اور معانی صاف و سنجیدہ مطلب حق ہے اور
 عبارت ادق ہی وجہ ہے کہ اکثر باعث جذب دل شوریدگان کلام حمید ہے
 اور بیشتر سبب محویت شیفگان جمال یار احوال چشم دیدہ سیر بیان
 باغ تجلی یار نے گونگے کا گور کا پاس ہے اور سامعین قصہ اوصاف گھنڈا اس نے
 نہال سخن کا پودا گلزار خیال میں لگا کر اپنا رنگ جمایا ہے جس جگہ بیکریدگان
 معرفت معترف بکلام با عرفنا کہ میں پہر ہم کیا ہیں صرف ایک مشت خاک یا
 قطرہ آب ناپاک میں چاہے پیے کہ وہ بات بادہ والی زبان سے نہ لکالین جو موجب
 اشتغال آتش خشم خضم ہو اور اس فعل نام کے فاعل تم بنین جو باعث اشتغال
 ہو اور صراف عادت و رسم اگرچہ اس بزم خیالی میں شمع دل سوخگان آتش عشق پر
 ہزاروں مضمون عاشقانہ کا شکل پروانہ ہجوم ہے اور ادراک خیال پر عبارت
 شوق و فقر و فقر و قوم الا اظہار اشتیاق میں شائق مجبور ہے پاتش ہے بادور
 ہے انجام اس کا عمر شیر کے ساتھ ہے یا وہ گولی اس معاملہ میں بھی ہے

عام ہے نہ جادہ صحرائے مرام اور زندگانی کا یہ حال ہے کہ مثل موج بحر عمان
 روان ہے اور مشابہ ریگ بیابان رہگذارِ قحطین و دانِ فرصتِ قلیل
 اور اوقاتِ عمر کی یہ سبیلِ قربِ بارگاہِ حضور سے دور اور تہمتی مانع
 احضارِ حضور محاصلِ بہتی سے ناکامی کا حاصل ہونا اپنی قسمت کا رونا ہے
 یہ نہایت چند روزہ جو جب تقدیر کچھ باقی ہے بزمِ بے بادہ و ساقی ہے
 اگر از راہِ کرم کہیمانہ و ہوازشِ بزرگانہ گاہے گاہے تازیانہ تحریرِ نصایح سے
 اس توں نفسِ سرکشِ بے لگام کو تنبیہ فرماتے رہیگا تو یقین ہے کہ وہ
 براہ آئے اور یہ مورِ ضعیف بھی مقصدِ دلی پائے تر صد کہ مہرِ پیوری ذرہ
 نوازی و شفقت گستری اس سے دریغِ نقرائی جادوئے شجر
 تم ہر آسمان ہو میں ہوں ذرہ زمین | قسمت چمکے شے جو نظر مہر کی دیکھے

اظهارِ خیالاتِ اسعد و بہترِ خدمتِ محمد حبیب اللہ خان
 صاحبِ ڈاکٹرِ ساہنہر

خیالِ عودِ بحیرے پر مہیا ہات | چہا ست در سر این نظرہ جمالِ اندیش

جلوہِ عروسِ آبکارِ مضامین وہی خوشنما ہے جو نیایشِ سخنِ آفرینِ منِ حملہ
 خیالِ سخنِ پرداز سے بواسطہ قلمِ چمنستانِ قوطاس پر رونقِ فترا ہو اور
 نظارہِ شاہِ کلامِ پوششِ ربا وہی زیبا ہے جو وصفِ نوشاہِ بزمِ نشاتینِ من
 بطونِ صمدتِ سینہِ طیلمانِ خوش نوا سے سلکِ گوہرِ نظم کا نارِ بہنِ بزمِ ارباب
 تحقیقِ منِ انجمنِ آراخن عبارتِ دلغریب وہی خوب ہے کہ دیدہ در دیکھ

یاد ہوئے مثل خوراک پوشاک و مال و منال سبب و سامان ملک و مکان
 میلان خاطر ہے اور پیر چلہ لذائذ و حظوظ انسانی کے گرد ساری وسائے اور
 اس شے ناچیز کی تلاش میں رنج و غم کلفت اہم کی برداشت کر ٹیکو راحت
 و آرام اور یاد و نشاط کا جام سمجھ لیا ہے اور کام لازم الوقت و فرض حال کو
 چھوڑ دیا ہے اس بیماری لا داکا علاج تصور کی توجہ پر موقوف ہے کہ مرض
 نادار و بد پرہیز اور ذرا کیاب و تیماردار ہو تو شے بعض وقت حالت
 افاقہ میں یہ حد شے فہم ناقص میں وقع ہو کہ امر اول جو یا اتفاق تبدیل
 ملت و مذہب و شوار ہے بلکہ نا آشنا کو دریائے ناپیدا کنار اگر اپنی ہی
 ہمت ذاتی سے توجہ رہائے کامل جلو خانہ یازنک رسا ہو تو زہے نصیب
 ورنہ حالت تنہائی میں اپنے غیوب نفس کو غور کرے اور یہ نہ ہو سکے تو اختیار نیکو کا
 کے احلاق حمیدہ و افعال پسندیدہ کے ساتھ اعتقاد درست کر کے دیباہی
 اپنا ہی طور کرے سو سبب اول تو محتاج توجہ خاص حضور ہے اور ثانی اپنے
 احاطہ قوت قبول سے دور ثالث کا بہم پہنچا دوڑ دھوپ کے احتمال ہے کہ ممکن
 ہو جائے کیونکہ یہ گروہ اکثر غریبے بے سرو یا برتنہ پیاپان پیاپان استقامت
 جو اہل نظر کی آنکھ میں لایق اختیار نہیں ہوتا ہے اور سینہ ان غرور
 احترام میں کامل البیار نہیں ہوتا عند التلاش کہی وستیاب ہو جاتا ہے
 بقول مولوی منہوی ~~میں~~ ہر کہ جو بندہ است یا بندہ بود اور ادنیٰ
 انداد باطنی سے طالب کامیاب سودہ ہی اس قصبہ بیا در پور سے کہ بمقتضا
 آب و دانہ بالفعل حقیر کا مقام قیام ہے کو سون دور ہے کہ غریبان شلخ

نامراد می اور تہیستی پر کہ ہنوز بادیہ ناکامی میں سرگردان ہے اور آوارہ
 وشت حیران بارگاہ معلیٰ میں بے تابانہ بوجہ دنیا رت دل اندوگین کہ
 محض بے مایہ و سحر مایہ ہے نالان ہے اور اپنے عارضہ عارض کے لئے
 طالبِ درمان آئے حقیقت شناس طریقت پناہِ اول وہ امر کہ باتفاق
 عارفان معرفت موطن و اہل اللہ صاحب باطن بتحقیق تصدیق جو چکا
 ہے کہ عمدہ مطالب و خلاصہ آرب رہروان راہِ محبت و سالکان سلوک و
 دریافتِ نیافت حقیقت مہود برحق ہے جو مصدر ہر شتق ہے صفات
 حادثہ کو اس سے منسوب نہ کرنا چاہیے اور یقوئے اشارہ بیانِ بیہوشان
 و زبان و واجب الاذعان ^{الذی} تخلّفوا یا اصْلَحُوا اللہ بقدر تاب و توان و سکی
 مصفتوں کی موافق خود مہذب الاصلاح بننا چاہیے و سب سے شرح
 حقیقت انسانی کا خب ارشاد پیغمبر الہی ^{صلی اللہ علیہ وسلم} اَرِنَا حَقَائِقَ الْأَشْیَاءِ کما ہی
 کہ جب میں مجروحان راہِ حقیقت و مفردانِ اسلم طریقت کی بھی یہ گفتار ہے
 کہ وہ ایک لطیفہ الہیہ ہے اور شریفہ نامستناہیہ اور تکلیف اور کو حقائق
 اشیاء و حکماء و متقدمین مادہ کہتے ہیں اور حق الواقع وہ اس ترکیبِ غمیری
 اور مجموعہ ہولانی سے جدا ہے جو خوائے کشف بھیہی سے شریک ہے اور خود
 واجب التثبیک دریافت کرنا سخت دشوار ہے اور اسی پختہ کا دار و مدار
 سوا دس شاہ راہ سے کہ جسکی منزل گاہ خوشنودی بارگاہ ہے طبعِ نفسانی کو
 باغوائے جنود شیطانی گریز ہے اور بر خلاف مقصود و سلوک کے تقویت و
 تربیت خلاف طریقہ اُدمیت میں حیت و چالاک اور تہیہ حصول لذات

دلِ نالان ہو اور وہ راحلہ کہ جس کے پہرے سے پہرے مراحل معنوی کاٹے کہ نہ آسان ہو پاس بہنیں بہر منزل مقصود تک پہنچنے کی کیا سبیل ہے اور یہ وہ شب ہے کہ جس کی صبح و دم کوس ریل ہے کاروانِ عمر پیر کا ب اور دیہاتِ نالہ نالان پر شور رہر و لنگ پاراہ ناشا سا منزل دور سلتے شست قدم خود تا محرم اگرچہ پیش ہر کہ اشتراقیہ حضور کوائف رنج و الم محتاج بیان زبان قلم نہیں کیونکہ کونسا ذرہ ہے جس کے احوال سے ہر محرم نہیں الا دل بقیہ راکہ کہ پابند سبیل رسم و عادت ہے اس قسم کی تحریر اور اس نوع کے مقالات کی تفسیر میں عینِ شجاعت ہے کہ یہ پہر ہی ایک نحو کا مکالمہ روحانی ہے اور مذاکرہ نفعانی بندہ نواز جب شش قلبی اور جذب دلی اس وادی ہولناک سے کہ چہاں نفس نفیس مدت سے زان تلبیسِ بلیس میں گرفتار ہے اور اس کے سبز باغوں کی سیر کا عاشق زار سوئے سلک سلوک رہنمائے کو آتی ہیں تو آئے نفعانی کو اس دیو لعین کے جال مکہ میں زیادہ مقید پاتے ہیں جس وقت قدم اوٹھانے کا اقدام کیا ہے قدم قدیم پر تعلقات دنیا نے طلقہ دام کا کام کیا ہے عرصہ سے محار یہ فطرت و طبیعت دور ہے الا نہ قدرت شکیبہ نہ قوت گریز نہ طاقت پرہیز اس محاصرت سے سینہ چاک جگر فگار ہے اور دل زار بقیہ ^{ایک اور اثر یہ ہے کہ} عقل کے ساتھ نفس معرکہ آرا ہے غالبیت و مغلوبیت ایک ^{دوسرا اثر یہ ہے کہ} معلوم مشیتِ ایزدی کیا ہے ناچار اس حدیث و نسو زجا نگہ از سے گذر کر کہ مبادا باعث رنج و طال اور سبب کلفت کلال نشاط آباد خاطر شریف نہ ہو ^{یہ بھی چنانچہ} نشانہ تیر ملامت و ہدف بہام و قاصت حسب عادت فطری چنی

لے دل از تو در مضیق غم و عین
ذات پاکت برتر از کیفیت است
می برد آجبت آن اعرف مرا

والد سرگشته بین الاصبین
چون کهنم از جنس کین خاصیت است
در نہ کو ابلت آن صف مرا

اور تکت سرور کائنات مفروضات محبوب خدا مطلوب کبریا کہ جبکی زلف
مسیر کی صفت میں وَاللَّيْلُ اِذَا يَتَشَى آیت ہے اور وصف رخسار پر انوار میں
وَالنَّهَارُ اِذَا تَجَمَّسَتْ حد تحریر و احاطہ تقریر سے باہر ہے لوح محفوظ او کی
مرح سے ملو ذرہ سے خورشید تک نور سے منور ہے نظم

سند عالم آفتاب شرع و دین
یاب پیادہ در رکابش عقل نکل
ذرازل منشور او فخر البشر
من چه گویم وصف او جبار گفت

قدرِ اورا عرش اعظم چون زمین
یک سوار اندر صفش روح الامین
تا ابد طغرائش ختم المسلمین
وصف پاکش رحمتہ للعالمین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما بقدر تجذبت فیض درجت ابریکہ آراے صدق
و حیانت و جلوه اسم روز مسند شرع و دیانت قدوہ اصحاب علم و قبلارایا
حلم اصل شجرہ ولایت و فرع ثمرہ نہایت ممدومی عطی مرشدی مولائی
مقبول بارگاہ لم نیلی جناب سید قریان علی صاحب مدظلہ العالی فقیر مہر تن
قافہ محمد مسدود جناب خان مشتاق بے دادا کے رسم عید و بیت و طریقہ نجات عرض
پیر ہے کہ یہ بے پروا بال سیر دام جہوری و در ماندہ دوری اپنے حشر الہی
زار پر بہان ایشارہ گریان ہے اور عمر برباد دادہ و طائر جان بے پروا برگ برگ
آبادہ پر نوح خوان وہ سرمایہ کہ ہنگام ناچاری و دقت ناداری تسلی بخش

کہیں ہے جو کام بنادرت کا شراب آسا صحرائی بشتیت میں بیدار نفس خود آرا خوب
 نظر آتا ہے اور غیر کو بھی بوجہ آمیزش آلائش غرض دنیا خوش اسلوب نظر آتا
 ہے بلکہ گاہ بابل پر حق کا اشتباہ ہوتا ہے معمور ہاتھ اس کے ہاتھوں روز بروز
 زیادہ تباہ و برباد ہوتا ہے اور جب خرابی خیرا یہ باطن کا یہ حال ہے تو انحال
 ملکات بدن میں جنکے واسطے احکام شرع عام ہے کیا جائے کلام ہے شعر
 مسدوم کا بیان وجود کیا ہے جب مال نہیں تو سود کیا ہے

اُسے رہتائے سالکان طریقت و سائے پیشوائے رہبر دان حقیقت کج روشے نفس
 آمارہ و تادریستہائے اس ناکارہ کا حال کہا تک حوالہ قلم کروں لازم ہے
 کہ اس کے مال کار اور اپنے حال زار چرچشم ثم کروں کیونکہ روز اول سے یہ اظلم
 اسی کریمین ہے کہ کوئی ایسی صورت ہو جاوے کہ جس سے اور تو کیا ہے
 اپنا عیب ایکو نظر نہ آئے اور جب تک علیل عند الاستلان اظہار علت نہ کرے
 معالجہ دشوار ہے حکیم علی الاطلاق ہے یا اور و مددگار ہے زیادہ کیا عرض
 کروں مصدعہ ہوں کہ حضور اس مریض کے حال سے توجہ دینے نفسیادین
 حضور پر و مرشد بکزارش حال عارضہ و سواس قلب

سقیم و استعلاج مرض خیالات فاسد و خیم

محمد محمود حضرت واجب الوجود ہمارے بانی قلم زبان سے چھوٹا منہ بڑی بات
 ہے جہان لا احسن شأناً علیک کیا دوست علی انفسیک نیکہ کلام برگزیدگان بارگاہ
 حبیب الدعوات و مقصدیان ترم رفیع الدرجات ہے مستحق شوقی

بیمار ہوں اور داروئی شفا کا طلبگار گو مصروف تدبیر ملج ہوں لیکن روز بروز زیادہ
 اسیرِ دایم سوئے مزاج شرح الطواریہ ہے کہ عالمِ بدن ظاہری میں علاوہ رنج و مشقت
 دشواری و تعب کہ مافوق الطاقۃ ہے تشکر اور تحسین اس امر پر یہی ہے کہ بوجہ ترقی
 درجات کہ جب چرب تقدیرات مامور ہوں ایک عالم کے قلعہ حید میں محصور ہوں اگرچہ اس
 خدمت کا ادا کرنا اشکال ہے تاہم آسا خیال ہے کہ اپنے اصلی کار و مفوضہ کو اس اسلوب
 سے انصرام کو پہنچائے کہ وہ خوشنودی آقائے نامدار کی جو اس مشیتِ خاک پر
 سبزل سے عوام کو دلیل ہوا اور کوئٹہ اندیش و دہن جو کہتے ہیں کہ ایسا بالیاق نہ ہو
 منزلت نہیں دیکھ کر دلیل ہو پھر حال جو رنج اب اس عالم زندگی میں سہل ہوں کس
 سے کہوں آسمان کی طرف دیکھ کے چپ رہتا ہوں اور حالِ عالمِ روحانی جو بقیۃ النبیات
 یا خلاصۃ النبیات ہے لایق التماس نہیں کہ وقتِ طلوعِ آفتاب یومِ تیسرے آج تک
 کہ شروعِ شامِ غفلت و آغازِ شب و بچہ و معصیت ہے کہی پردہ حیلہ سازی و نگاری ہے
 اور گاہِ نندی و ستہ نگاری سے سلطانِ توانے غضبی و شہوئے خرمینِ خانان
 مظلوم پریشان برق دستِ درازی کی اور یہ فتنہ پردازی کہ جو کسی وقت کج تنہائی
 میں نشہ شرابِ بستی و خوابِ غفلت و خود پرستی سے ہوش آجاتا ہے اور ابتدا زمانہ
 حالِ چونی الجملہ خیر و فلاح سے محمور و متنور و نور سے دور رہتا اور عالمِ عالم مشہور
 تھا یا داتا ہے تو رعونت و عجبِ خود پسندی و یار قین میں جایگیر ہو جاتا ہے اور نفس
 آثارہ اور زیادہ سرکش و شریر یہ فریبِ ادسکا جو ظاہر میں نوش اور باطن میں
 بدتر از سم صورتِ ابرقم ہے دانتہ و دام ہے اور شبِ نامرادی کی شامِ خلاصۃ کلامِ اصل
 مرام یہ ہے کہ جب اصولِ صلیہ خلاق حسنہ نام کو ہی نہیں ہے تو فروغِ توکلین

موجدانِ اہلِ یقین کو جد اگر کے ہمہری اثبات اے اللہ سید ہر شہادتنا البصر اے
 المستقیم کا دکھلایا اور دائرہ زیت رہروان راہ تسلیم در صائد کرہ تجلیل سید
 الاصفیٰ ہے کہ بیک درو محمد الرسول اللہ صلی علیہ وسلم سے پچایا سبحان
 اللہ کیا مرشد ہے کہ مریدان امت کو طریق شرع میں بین ایصال الی المطلوب
 ارشاد کیا ہے اور اللہ کیسار ہنسا ہے کہ گم گشتگان باد یہ ضلالت کو سمع ایمان عطا
 فرما کے جاوہ ہدایت و سبیل شادت پر چلنے کا حکم دیا ہے مستنوی

رہبر عالم محمد آمدہ است	آہم او محمود احمد آمدہ است	ہر کہ در راہ محمد راہ یافت
-------------------------	----------------------------	----------------------------

سیر حق را از دل گاہ یافت	اما لعل رفیق الفقیر او غریب القربا بدترین آفاق
--------------------------	--

مستمان موقوف عرض جناب افاضت تاب و افادت آیاب حلال مشکلات و قیام
 و کثاف مفصلات حقائق اسوہ علمائے ابصار و قدوہ فضلاء اعصار محیط جواہر
 تحقیق فلک کو اکب تدقیق مرکزہ دائرہ ارشاد و محور کرہ سدا و حضرت پیر و مرشد جناب
 قبلہ و کعبہ مولوی سید قربان علی صاحب لازالت سحت فضلہ فاطر و زہر فیضہ
 عاطرہ گذارش پرداز ہے کہ احوال فاکسار ہر حال میں کہ جب کفیل نظام خرد کل وسیع
 و بصیر خبیر و قدیر ہے خواہ اطوار شدت میں ہو خواہ اوضاع فراغت میں سزاوار

شکر آفرینندہ لیل و نہار ہے ولایت منت خداوندگار لیکن جو کہ تفرق طبع مقتضای
 بشریت ہے کہی کیوقتیں اگر کوئی حرف شکایت کسی بہ باب جہان کی نسبت لب پر
 آجائے تو ثانیان ملامت و اگر اہ نہیں کیونکہ منظر غور و یکے تو فاعل حقیقی و سکا ہی
 کوئی ادہی ہے کہ جسکی بارگاہ میں خاشاک اسکان گور اہ نہیں بہر ملامت کیسی چون
 و چرا کہا حقیقت آگاز اسے جسم و جان قابل بیان نہیں زبان پر لائیک ثانیان نہیں

نگ و بے زیاده کیا کہوں وَاللّٰهُ لَلْسُنَتَاۤنِ وَعَلَيْهِ التَّمَكُّنُ

حقیقت اول و چہ مکتوبات اعلیٰ

عرض حال مانی الفصیر بجنوری پیر دستگیر ادام اللہ فیوض
 میمنہ تمام برادہ قلوب ہشتار تین و زنگ زمانے آئینہ دلہائے عارفان حقیقت میں ستائش
 اوس سریدگار کی ہے کہ جو بہتیز فان برفت کو ساحل مہتی پر لایا اور صدف سینہ کو
 گوہر صفت کا گنجینہ امانت کی کے ساکب ساکب طریقت بنایا اور مخلی آئینہ خیالات
 متقاین مصطفیٰ نفوس صوفیان مصفوت گزین بنائیش اوس کو دگار گاہ ہے کہ جو
 مستفان کسب و مدت کو عدم آباد سے لاکر شہستان شہود دکھلایا اور جواہر
 رموز عرفان کو معدن خواہرین و دیت رکھ کر گوچہ مجاز سے رہبر منزل
 حقیقت بنایا عیب جناب کبریا ہے کہ جہان چون و چہرہ کو بارہنیں اور غریب
 بارگاہ ہستی کہ حسین این و آن کا گذار نہیں عاشقان نذر و مدت سے جب سے
 ترانہ آلت پر یکدم سنا ہے حالت و جدیں ^{یہ تو ان ہونے پر منہج ہوتا ہے} شعر
 کہانیز میں رہتا تھا

فانی التلقی ہوا بذر چوژد واد الا کا | مقام ہو بجلی گاہ سے نور تجلی کا

اور شوریدگان شاید سرار حقیقت جب سے روایح روح انسا انا ربکم
 عاشقان ^{خوشہ} اکٹھی اسے نزد باغ بین ذوق و شوقین ہر دست خوانان اس لئے دلش سے
 باغ باغ بین شعور مقام عشق میں پردہ اوٹھا جب دل سے غفلت کا نشان
 و مدت سے کثرت کا یلا کثرت سے وحدت کا مدیہ حیات اخوان الصفا نت خواجہ
 کائنات برگزیدہ انبیاء ہے کہ جس نے باشارہ انگشت نفی لا ٓآئل مشرکین سے

دوسرے مہینہ دیکھتے رہ جائیں ایسی تو پیرانی کتابیں ہی کم نہیں ہیں ہزاروں مصنفین
نے کہی ہیں میں نے عرض کیا کہ یہ تو سب درست ہے آپ کی تقریر نہایت چست ہے
لیکن طرزِ تقریر نصِ نکتہ چینی حشر گیری عجیب جوئی کا علاج
کیا ہے جو درینوں لا عالم لیس ہو رہا ہے عذر خواہی پر بھی تو مقصد اقصیٰ طرقت
سے طائران مضامین کے پر کاٹ کاٹ کے اوڑھاتے ہیں راہ بے راہ بھی تو میدان
تشبیح میں اشارے کنایہ کے گھوڑے دوڑاتے ہیں فرمایا کہ تم کیسے موت الزام
اپنے کام سے کام رکھو سننا کہ نہیں مصرع کلوخ انداز پاداش سنگ است
یہ سخن دل پر نقش کا الحجر ہو گیا اور شکل اسید آب آبکاری اجلاسے تراویں روز سے
کار ترتیب شروع تھا۔ آج بفضلِ ایزدی بخیر و خوبی انجام ہوا **حمد لغتۃ المصنف**
اس کتاب کا نام ہوا اور یہ کتاب مشتمل ہے اوپر ایک گلدستہ اور چار حدیقوں کے
گلدستہ حمد و ثنائے باری عز اسمہ میں **حقیقہ اول** مکتوب و جواب علیٰ مین
حقیقہ دوم مراسلات و رجسادی مین **حقیقہ سوم** رفعات و رجب
اولیٰ مین **حقیقہ چہارم** متفرقات مین بطورِ کشکول۔

التاس

اب تلخیرین صداقت کیش اور ششیاں نازک خیال دورانِ اندیش کی خدمت میں التماس ہے
کہ جو الفاظ غیر مانوس اور بے محاورہ اس کتاب میں کہیں نظر آئیں پر وہ عیب پوشی
سے چھپائیں یا قلمِ اصلاح سے مزین فرمائیں کہ بخلاف سے بہرہ ہے آخر
خاک کا پستلا ہے بے عیب ذاتِ باری عز اسمہ ہے جسکی ہر برگ و گل بوٹے پتے مین

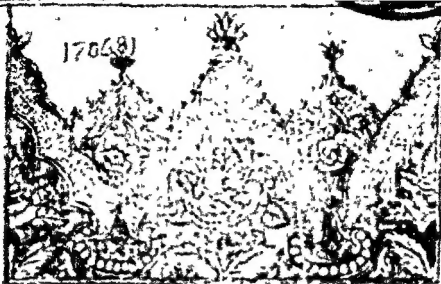
ہوئے میں جب رسالہ معذور ہوئے ہیں ہماری تو اصل کیلئے چپ رہنے کی جاہ ہے

سبب تالیف کتاب

اگرچہ سید پران محمد صاحب نے تخلص شقائق ہمت قائم کیا
 ساکن خطہ سینو سواد بہشت نژاد شہر اکبر آباد شاگرد جناب فیض کبیرہ دان
 یکم نے چنانہ ہفت ہر سپہ مرزا حاتم علی بیگ معصوم لکھنؤی مرحوم و معذور کا
 ہے اور سلسلہ ملائے والا دور کا لیکن ملک سخن کی راہ سے محض آشتی اور طریقہ
 امانت و انشا پر داری سے سرتاپا معرکہ محاورہ وانی سے عین اور مجمع اہل
 کے کمال سے باہر کتنا پڑھنا جانتا ہے نیلے بڑے کو پہچانتا ہے۔ سفید و سیاہ
 میں امتیاز نہیں اپنے کلام پر کچھ ناز نہیں انہوں میں ایک روز بیٹھے بیٹھے یہ خیال
 آیا اور بعض اجاب دینے ہی باصرہ فرمایا کہ اکثر طلبہ کو جو مضامین خیالیہ اور بعض
 حالیہ خلاق اسیر عبارت رنگین اور فقرات دل دیز میں لکھوائے ہیں انہیں
 دوستوں کے جواب خط ہی اسنی پیرایہ میں رقم کر کے سہجائے میں سب جمع ہو کر ایک
 کتاب بنوائے تو غریب ہو یقین ہے کہ تو آموزدن کو فائدہ دیکھنے والوں کو مرغوب ہو
 کیونکہ آزاد و کا بازار گرم ہے پر شرع میں کیا شرم ہے لیکن آجکل اہل زمانہ
 حسن عشق تبسم مسخر مزاح۔ دل لگی کی طرف طبیعت لگاتے ہیں
 عصمت عفتی۔ غصہ۔ حسرت۔ آداب۔ اخلاق۔ تہذیب
 تقویٰ۔ شہر۔ سبب انتقال کے ذکر پر ناک بیہوش چڑھتے ہیں ہو تو ہر
 بیان ہو سب طرح کا سامان پر نہیں ہیں کہ صرف ایک ہی وضع کے لوگ خط و کتابت

گل مرادین دیوانہ الاکچینون کی اس دست بردی پر ہی بہا باغ سوا ہے۔ کہتا نہیں
 کہ ماجرا کیا ہے ہزار تلاش لاکھ لگاؤ کی و نرات محققان علوم معرفت کی محفل میں گفتگو
 سنی لیکن شاید مدعا نے نقاب اوہام کو اوٹھ کر چھپو نہ کیا لایا اصل مرام درکتار
 گنبدان تشبیہی لباس استعارہ میں ہاتھ نہ آیا یہ کیا یک سروش غیب نے صدا دی کہ آئینہ
 دل کو رنگ سوا اس نازیب کا کیون وہیہ لگاتا ہے اور غریب طر کو تخیلات نارد کے کانٹوں
 میں کسے اوڑھتا ہے ساقی دل سے تیرے تینک کا طالب ہو اور صراط مستقیم
 بنی المکریم صاحب لولاک باعش انفس پیش وارض افلاک اخلدے سفینہ نجات
 دارین پیشوائے رہروان عرصات کو بن گوہر گو شوارہ موت۔ دُرّۃ التاج شہر یاران
 اقلیم کرامت مقدسہ الجیش فاضلہ محبت یان پیشرو شکر امتیان۔ برگزیدہ
 بارگاہ کسریا خلاصۃ الاتب یازیدۃ الاصفیا احمد مجتبیٰ مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اختیار کر کہ بامداد جود و امداد تو اسی نفس دیوتا و پر غالب
 یہ کچھ دیکھ کہ جلوہ کلام کس کو کہتے ہیں مولیٰ کون ہے غلام کس کو کہتے ہیں یہاں خادم
 مذہب کے مخدوم ہوتا ہے اور حاکم تخت پسند جرم و عوی کسیر یالی سے محکوم ہوتا ہے
 اگر تحفہ تیر و نیاز وہ یہہ اکسار پر خلاص پاس رکھتا ہے تو رہبر و آور نہ بایتن نہ بنا
 کہ اس بارگاہ سلی میں تکلف ناپسند تاوٹ بگاڑ ہے معنی نکستہ نواز شک کی اوٹ
 پہاڑ سے یہ سنتے ہی ہاتھ پیش دستی کے قصور پر تھمتھہرا یا اور قلم نے خطائے
 موشگافی سے سرچکا مجھ نہ امت میں غوطہ کھایا اشک سیاہ کا مینہ برسایا
 کہ چائے ادب میں بسیر سجدہ ہو کر چلنا چاہیے نہ کہ گستاخانہ بھلنا چاہیے وہاں تو
 غواصان دیہائے ناپید کنار و واقفان خاص مفت پروردگار اولیٰ شرف بقصور

گل مرادین دیوانہ الہ گچینون کی اس دست پردی پر ہی بہار باغ سوا ہے کہلاتا نہیں
 کہ ماجرا کیا ہے ہزار تلاش لاکھ لگاؤ کی و نرات مخمقان علوم معرفت کی محفل میں گفتگو
 شنی بسکن شاید مدعا سے نقاب او نام کو اوٹھ کر چھپو نہ کھلایا اصل مراد درکنار
 گریبان تشبیہ ہی لباس استعارہ میں ہاتھ نہ آیا یہ کیا یک سر و دش غیب نے صدا دی کہ تہیہ
 دل کو زنگ سوا اس نازیب کا کیون وہیہ لگاتا ہے اور غنچہ خسر طر کو تخیلات نارد کے کانٹوں
 میں کسلے اویہا ہے صد قی دل سے تریق نیک کا طالب ہو اور صراط مستقیم
 بنی الکرم صاحب لولاک باعث انفس پیش وارض افلاک اخلاص سفینہ نجات
 دارین پیشوائے رہبران عرصات کوئین گوہر گوشتوارہ نبوت - دُرّۃ التاج شہر یاران
 تسلیم کرامت مقدمۃ الحجیر قافلہ محشریان پیشرو شکر استیان - برگزیدہ
 بارگاہ کسیر یا خلاصۃ الانبیاء زبدۃ الاصفیاء احمد مجتبیٰ مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اختیار کر کہ بامداد جنود اوامرو نو اہی نفس دیو زاد پر غالب ہو
 یہ کجہر کہ جلوہ کلام کس کو کہتے ہیں مولیٰ کون ہے غلام کس کو کہتے ہیں یہاں خادم
 خدمت سے مخدوم ہوتا ہے اور حاکم تخت پسند بزم دعویٰ کسیرالی سے محکوم ہوتا ہے
 اگر تحفہ شیر و نیاز وہ یہیہ انکسار پر اخلاص پاس رکھتا ہے تو رو برو آور نہ باتین نہ بینا
 کہ اس بارگاہِ مسمیٰ میں تکلف یا پسند زیادہ بگاڑ ہے منی تکست نواز شک کی اوٹ
 پہاڑ ہے یہ سنت ہی ہاتھ پیشہ سنی کے قصور پر تحقیر کیا اور قلم نے خطائے
 موشگافی سے سرچکا بحر ندامت میں غوطہ کھسایا اشک سیاہ کا مینہ برسایا
 کہ چائے ادب میں بسر جبد ہو کر چلنا چاہیئے نہ کہ گستاخانہ چلنا چاہیئے وہاں تو
 غواصانِ دریا کے تاپید اکنا رو واققان خاص مفت پروردگار اقل مشغول بقصور



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے اللہ مدد دے کہ تیری ملک بکشتی کونین میں ریاحین الفاظ نے کیا نشوونما پائی ہے
 اور مدد دے کہ تیری نشوونما و قسود میں تہاں مبالغہ نہ کس کس طبع کا رنگ بنایا ہے کہ تو نے
 حروف و کلمات میں تیرے طبع پر مبین ہے اور سواد و ادراک کا غنی موسسن ریشہ ملک
 زلف سبیل کو پریشان کر کے اور کائنات میں اس طرح ساقی کا دم بہر تپے زمین شعر
 میں آبیاری ہو رہا انشال شعرات نخل دیان سے پوشاد ایسے اور شاؤ بلکے استہار غنائیں
 ایسے دست و گریبان ہیں کہ دیکھنے والوں کی طبیعت کی طرح و ناب علی ابرہہ راستہ از دست
 ملاقا کلا از سخن کی گلیاں فصاحت کا عکاس کلام و معنی و دوستان بقدر

